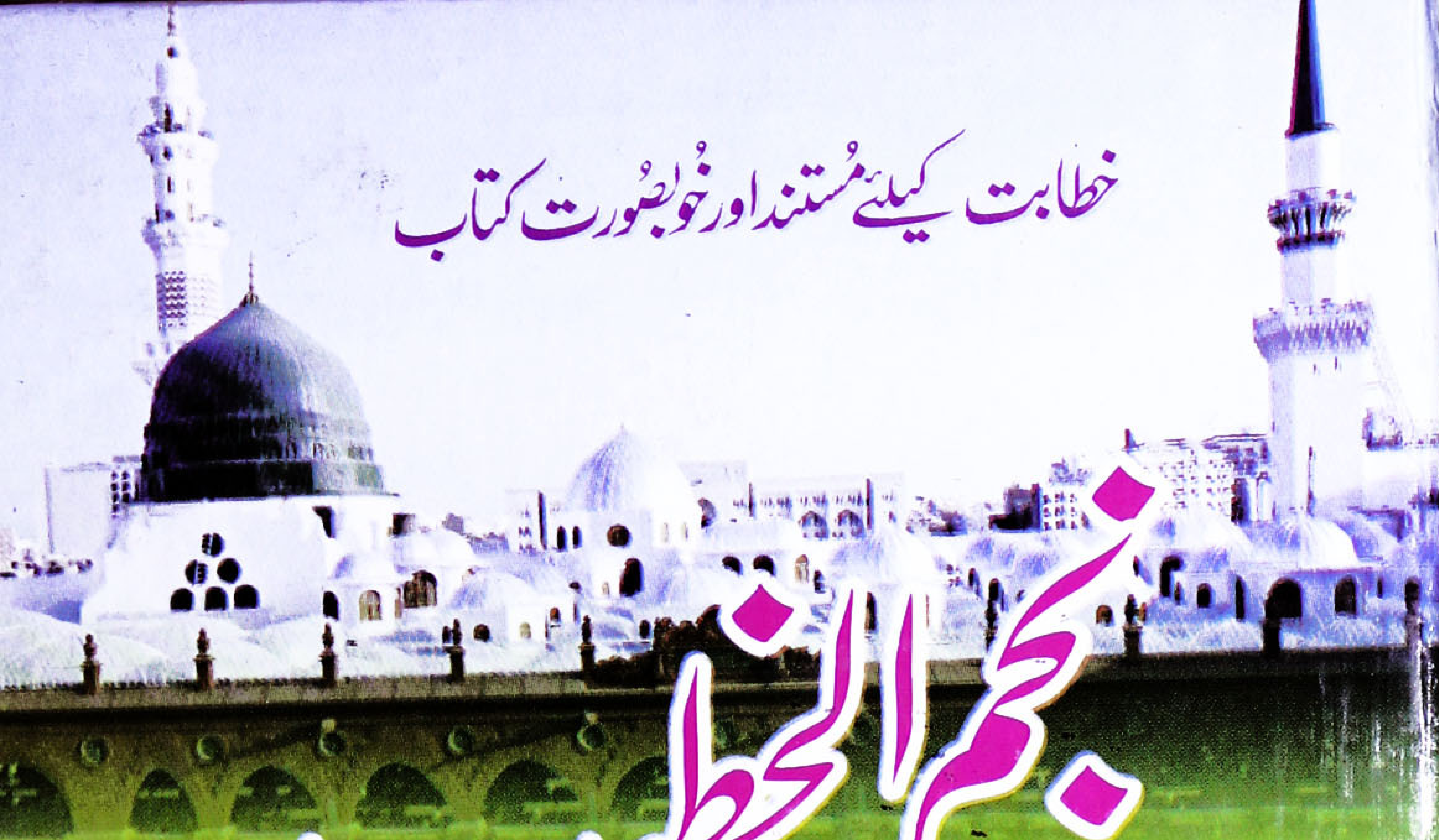
خطابت کیلئے مستند اور خوبصورت کتاب



نجم الخطیب

شہنشاہ خطابت
سید محمد علی نجم شاہ
آف وھاڑی

چشتی
کتب خانہ

بارہ ماہ کی تقریروں کا مجموعہ

نجم الخطیب

سیّد محمد علی نجم شاہ

مُرتب

محمد توصیف حیدر

چشتی کُتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون:2646756

نام کتاب	نجم الخطیب
مقرر	سیّد محمد علی نجم شاہ
مرتب	محمد توصیف حیدر
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز
پہلی بار	اکتوبر 2006
طابع	محمد شفیق مجاہد
ہدیہ	۱۰ [redacted]

﴿حسبُ الارشاد﴾

منبعِ علم وعرفان قاسمِ فیضان نوشاہی

شاہِ عملیات شہنشاہِ جنات حضرت صاحبزادہ حاجی

پیر سید مزمل حُسین گیلانی ہاشمی نوشاہی مدظلہ العالی

آف مسعود آباد فیصل آباد

انتساب

نائبِ غوث الوریٰ قاسمِ نورِ ھُدیٰ، مرکزِ مہر وفا
سیّد الاولیاء، منبع جود وسخا، قمر سلسلہ قادریہ

حضور حاجی نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام

نذرِ عقیدت

اپنے والدِ گرامی مفسر قرآں، محققِ دوراں، نائبِ حسان
وکیلِ آلِ رسول، مداحِ صحابہ، محبوب الاولیاء، فنافی الرسول

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور

خاکپائے غوثِ اعظم
محمد نوصیف حیدر

دیباچہ

ایک دن میں چشتی کتب خانہ پر اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا کہ ایک نورانی شکل ورُوحانی شخصیت کے مالک تشریف لائے اور میرے والد گرامی نائب حسان حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب دریافت فرمائیں میں نے کتابیں پیش کیں فرمانے لگے آپ کا نام تو صیف حیدر ہے میں نے عرض کی جی حضور! فرمانے لگے میں آپ کو جانتا ہوں آپ مجھے نہیں جانتے میں نے کہا جناب تعارف کرا دیجئے فرمایا میرا نام سید محمد علی نجم شاہ ہے اور میں وہاڑی سے آیا ہوں۔

شاہ صاحب قبلہ کا نام پہلے ہی سے میرے دل میں نجم کی مثل روشن تھا اور آپ کا ایک خطاب ہی صرف میں نے سُنا تھا اور اس ایک خطاب نے ہی مجھے آپ کا گرویدہ بنا رکھا تھا لہٰذا میں نے بے ساختہ گرمجوشی سے دوبارہ مصافحہ کیا اور شاہ صاحب کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا شاہ صاحب آپ کو میں ہی تو جانتا ہوں آپ تشریف رکھئے لیکن شاہ صاحب نے فرمایا نہیں بھئی وقت بہت کم ہے ہم نے تقریر کیلئے آگے جانا ہے یہ کتابیں مجھے دے دیں چنانچہ شاہ صاحب میرے دل میں محبت کی ایک ہلکی سی چنگاری ڈال کر تشریف لے گئے چند دن بعد وہاڑی سے کچھ لوگ کتابیں لینے آئے

میں نے کہا آپ سید محمد علی نجم شاہ صاحب کو جانتے ہیں؟

اُنہوں نے کہا وہ ہمارے اُستاد ہیں میں نے کہا بہت خوب ہوا آپ شاہ صاحب سے میرا اسلام عرض کیجئے گا اور کہئے گا توصیف حیدر کہتا تھا اپنے بیانات کی کیسٹیں مجھے بھیج دیں میں نے ایک کتاب لکھنی ہے پھر کیسٹ بھی آ گئے تھوڑی سی کتاب لکھی لیکن دیگر امور کی وجہ سے کتاب پرنٹ نہ ہو سکی پھر ایک مرتبہ شاہ صاحب کے برادر اصغر حضرت سید مزمل شاہ صاحب سے ملاقات قاری اشرف صاحب کے وسیلہ سے ہوئی تو ان کی تحریک سے میں نے تیزی کے ساتھ کام شروع کر دیا اور بارہ ماہ کی تقریریں "نجم الخطیب" جو خطباء کے لئے روشنی کا پیغام لکھنے میں کامیاب ہو گیا۔

چونکہ شاہ صاحب مدظلہٗ کا انداز ایسا دلکش ہے علمی ایسا کہ علما دنگ رہ جائیں سادہ ایسا کہ ان پڑھ بھی سمجھ سکے اس لئے یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔

اُمید ہے کہ نجم الخطیب ہر قسم کے قاری کے لئے ذوق کا سامان ہو گئی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صدقہ میرے والدِ گرامی کے درجات بلند تر فرمائے آمین کہ جن کے صدقہ سے عشق رسول کی لگن اور آلِ رسول سے محبت کا درس ملا۔

محمد توصیف حیدر

حرفِ عقیدت

شیرِ پنجاب، ادیب اہلسنت، علامہ ملازم حسین ڈوگر خطیب اعظم دنیاپور

محترم المقام! عزت مآب مفکر اسلام حضور مورخ اسلام نجم ملت خطیب اہل سنت جناب علامہ پیر سید محمد علی شاہ صاحب نجم نُوشاہی قادری کی شخصیت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ عظیم مبلغ عظیم دانشور اور عظیم علمی روحانی شخصیت اور جماعتِ اہل سنت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ علامہ شاہ صاحب قبلہ کو اگر دین و مذہب اور تاریخ اسلام کا چلتا پھرتا کُتب خانہ کہا جائے تو یہ ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ شاہ صاحب قبلہ کی خطابت نے طالب علموں، خطیبوں، سامعین اور قارئین کو جو گرانقدر نایاب علمی اور تحقیق مواد مہیا کیا ہے۔ اُس کو اگر آپ کا احسان عظیم قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا میں سمجھتا ہوں شاہ صاحب قبلہ طالب علموں اور نئی نسل کے پڑھے لکھے نوجوانوں اور مستقبل کے خطیبوں کے لئے اکیڈمی کا درجہ رکھتے ہیں جن کی خطابت سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ شاہ صاحب قبلہ کی ہر تقریر سینکڑوں کتابوں کا نچوڑ ہوتی ہے آپ خطابت کی دنیا کے ایسے پھول ہیں کہ جن سے بہت سے بے رنگ پھولوں نے بھی رنگ پکڑا۔ شاہ صاحب قبلہ کا خطاب سُن کر بے ساختہ کہنا پڑتا ہے۔

تو بول اُٹھے تو لفظ خوشبو تو سوچ لے تو خیال خوشبو
ترے تکلم سے بن ہے جا تا جواب خوشبو سوال خوشبو

شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی صرف خطیب ہی نہیں بلکہ خطیب ساز بھی ہیں

آپ کے خطابات سُن کر سامعین کو ایمان کی تازگی اذہان کو پاکیزگی روحوں کو سرشاری، عمل کو بیداری، نظر کو قرار، زبان کو مٹھاس اور دل کو سکون کی دولت نصیب ہوتی ہے کیونکہ آپ کی خطابت کا ہر جملہ وزن دار اور خوبصورت ہوتا ہے جو سننے والوں کی محبتِ رسول میں اضافہ فرماتا ہے۔ مجھے شاہ صاحب قبلہ کا انداز خطابت بے حد پسند ہے۔ میں دِل سے سید بادشاہ کی عزت کرتا ہوں کیونکہ شاہ صاحب قبلہ بڑے قیمتی آدمی ہیں۔

میرے دل کو بہت خوشی ہوئی کہ میرے پیارے بھائی جناب محترم توصیف حیدر صاحب نے شاہ صاحب قبلہ کے انداز خطابت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی مختلف عنوانات پر مشتمل تقاریر سے قیمتی مواد لے کر موتیوں کی ایسی مالا تیار کی اور ستاروں کی ایسی کہکشاں ترتیب دی جو نجم الخطیب کی صورت میں اہل علم کے ہاتھوں میں ہمیشہ جگمگاتی رہے گی محمد توصیف حیدر جو ماشاللہ انتہائی باصلاحیت نوجوان ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آپ کا تعلق اس عظیم ہستی سے ہے جس نے تفسیر و حدیث تاریخ و تصوف، عشقِ رسول اور محبتِ اہلِ بیت کے ایسے چراغ روشن کیئے ہیں جن سے ایک زمانہ منور ہو رہا ہے میری مراد مفسرِ قرآن محققِ دوراں فناء فی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بھائی توصیف حیدر علامہ صائم چشتی رحمہ اللہ علیہ کے ہونہار فرزند ہیں جو بڑے عرصے سے نامور علماء کرام کے خطابات کو کیسٹوں سے صفحہ قرطاس پر اُتارنے کا یہ بڑا مشکل کام سرانجام دے رہے ہیں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت نجم ملت اسلامیہ بابا سید محمد علی شاہ صاحب نجم مدظلہ العالی کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور میرے پیارے بھائی توصیف حیدر کو ہمیشہ ہمیشہ یہ دینی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے ﴿آمین﴾

خادم علماء اہلسنت ملازم حسین ڈوگر

تقریظ

از محترم قاری محمد اشرف اعوان

مقرر ذیشان حضرت صاحبزادہ سید محمد علی نجم شاہ صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے اگر نکتہ آفرینی دلکش اندازِ خطابت الفاظ کی بھرمار حوالہ جات کا سمندر ایک شخصیت میں نظر آتا ہے تو وہ سید محمد علی نجم شاہ صاحب ہیں چونکہ شاہ صاحب قبلہ دیگر علماء سے ہٹ کر ہیں اور خود بھی روحانی شخصیت ہیں اِس لئے آپ کے خطاب میں تصوف کا وہ رنگ نظر آتا ہے جو اسلاف میں اولیاء اللہ کا ہوا کرتا تھا اور یہ سارا رُوحانی فیض باب العلم مولائے کائنات شیر خدا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ہی آپ کو حاصل ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کے اس زوال بھرے دور میں شاہ صاحب جیسے بہت سے لوگوں کی ضرورت ہے لیکن واللہ! یہ بات بالکل سچی ہے کہ اِس وقت پورے مسلکِ اہل سنت میں شاہ صاحب جیسا خطیب موجود نہیں ہے۔

میرے نہایت ہی مکرم و محترم صاحبزادہ محمد توصیف حیدر صاحب مفسر قرآن محقق دوراں فنافی الرسول حضرت علامہ صائم چشتیؒ کے سب سے چھوٹے لخت جگر ہیں اُنہوں نے اپنی تھوڑی عمر میں بہت زیادہ کام کیا بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائیں مرتب فرمائیں ناچیز کے مشورے پر انہوں نے ''نجم الخطیب'' کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے مفید کتاب ہے خواہ وہ خطیب ہو یا نہ ہو کیونکہ اس کتاب میں دو نکات وہ باتیں آپ کو ملیں گی جو شائد کہ دوسری کتابوں میں کم کم ہی ہوں۔

حسبِ فرمائش

سیّد باوا خادم حُسین شاہ کشمیر، سیّد باوا مزمل حسین شاہ فیصل آباد، سیّد باوا عاصم عباس شاہ کشمیر، سیّد علی رضوان نوشاہی دوبئی، سیّد علی عرفان نوشاہی، سیّد علی فرحان نوشاہی، باوا جی الحاج اللہ بخش نوشاہی لاٹھیاں والا، باوا جی الحاج صابر حسین نوشاہی لاٹھیاں والا، جناب علی عمران نوشاہی، جناب محمد اعظم نوشاہی، جناب امیر عالم نوشاہی، جناب محمد یٰسین نوشاہی، خاکپائے لال ولال ناز نمانہ نوشاہی، جناب محمد جاوید صاحب، جناب محمد سعید رحمانی رحمانی گیسٹ ہاؤس شاہکوٹ، شیخ محمد زاہد صاحب، جناب شیخ محمد فرخ لاہور جناب شیخ محمد قذافی صاحب، جناب شیخ محمد الیاس صاحب، جناب شیخ محمد فیاض صاحب، جناب شیخ محمد فیصل صاحب وہاڑی، جناب غلام علی مدنی محمد شعیب مدنی، محمد حسیب عطاری مدنی، شیخ محمد علی افضل، شیخ علی اکبر، محمد علی محمد عثمان، محمد اویس، محمد حسنین، محمد وقاص، محمد احمد مجتبیٰ، محمد احمد صغیر اسد، محمد فیضان، حافظ محمد انیس الرحمٰن، محمد عثمان پھلروان، حافظ ظفر اقبال سعیدی حافظ محمد کامران طاہری، ڈاکٹر محمد افضال طاہری، حافظ اکرام مہروی محمد آصف شبیر، محمد سہیل قاری محمد شاز صاحب، محمد افضل صاحب، مرزا محمد لطیف، مرزا شفیق الرحمٰن، محمد نوید اقبال چشتی، محمد علی عطاری، محمد منیر صاحب محمد عابد صاحب، جناب خالد حسین، محمد شہزاد قادری

فہرست

محرم الحرام

محرم الحرام

واقعہ کربلا

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الذی
روحۃ نسخۃ احدیت فی الاھوت قلبہٗ خزانۃ
الحي الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام
الجبروت . جسدہٗ صدرت معال الملک
والملکوت وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائِر
اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانہٗ فی
الکلام المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً
مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

درود پاک پیش کریں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ

84696

آئی صدائے خالق غفار واہ وا
اے نورِ عینِ احمدِ مختار واہ وا
کہتے ہیں اس کو ضربتِ تلوار واہ وا
اے صدمہ و بلا کے گرفتار واہ وا
لیکن نہ بہت تیغ کے جوہر دکھا یئے
ہے امتحان صبر کا گر دن کٹا یئے
آئی صدائے خالق غفار واہ وا
کیا سخی تھا ساقی تسنیم کوثر کا پسر

کوثر نہر ہے تسنیم حوض ہے جس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پلائیں گے جام مولا علی شیر خدا کے ہاتھوں میں ہوگا اور جو علی کے دشمن ہیں ان کا کوثر و تسنیم سے کوئی تعلق نہیں۔

کیا سخی تھا ساقی تسنیم و کوثر کا پسر
غیر کو پانی پلایا آپ پیاسا رہ گیا
شمشیر بکف قاتل ہو کھڑا
کوئی رہے سجدے میں پڑا
کہتی ہے زمین کربلا
اس شان کا سجدہ کھیل نہیں

دس محرم کا دن

سامعین محترم! جمعہ کا دن ہے دس محرم کا دن ہے اور قیامت کا دن بھی یہی ہوگا کیا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کیا قیامت سے کم ہے؟

امام حسین علیہ السلام کی شہادت قیامت کے پہلے قیامت تھی۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ

﴿سورۃ البقرہ آیت ۵۳﴾

عزیزان گرامی امام حسین نے جنت عطاً میں نہیں جزا میں لی ہے عطاً اُسے کہتے ہیں جو دے کر پھر بعد میں واپس لی جا سکتی ہے لیکن جزا احسان نہیں ہوتی کیونکہ یہ محنت کے ساتھ حاصل کی جا سکتی ہے اور دینے والا عطا کی طرح اِسے واپس نہیں لے سکتا۔

مثلاً یہ میرے پاس قلم ہے اگر میں یہ قلم کسی دوست کو دے دوں اَب جسے یہ قلم چاہیئے وہ مجھ سے طلب نہ کرے کیونکہ میں نے قلم حاجی صاحب کو دے دیا ہے اب جسے یہ قلم چاہیئے وہ حاجی صاحب سے آ کر لے جائے۔

اگر کوئی مجھ سے کہے کہ جناب آپ کا قلم ہے تو میں سفارش کر سکتا ہوں خود نہیں دے سکتا صرف سفارش بن سکتا ہوں آگے حاجی صاحب کی

مرضی ہے کہ یہ قلم دیں یا نہ دیں اللہ فرماتا ہے۔

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا

ہم نے جنت اور جنت کی نعمتیں حُسین کو اس

کے صبر کی جزا میں دے دی ہیں۔

﴿سورۃ الدھر آیت ۱۲﴾

جنت محبت حُسین سے ملے گی

اب جسے جنت چاہیے مسجد سے نہیں ملے گی یعنی بُغضِ امام حُسین دل میں ہو اور مسجد میں جا کر ہزار ٹکریں مارے اُسے جنت نہیں مل سکتی جنت حاصل کرنی ہو تو امام حُسین علیہ السلام کے درِ دولت پر آنا پڑے گا۔

عزیزانِ گرامی! میں جب حج کرنے گیا تو مکہ شریف میں ایک پاکستانی تھا جس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی بولا اُس سے جا نہیں رہا تھا۔ وہاں لڑکے آئے اور اُس حاجی سے کہنے لگے الجواز یعنی پاسپورٹ دکھاؤ بابا جی نے اپنے گلے میں پنجسورہ شریف ڈالا ہوا تھا اُس نے وہ کھول کر اُس کے آگے رکھ دیا اُنہوں نے کہا کتاب نہیں جواز دو۔

میں ساتھ کھڑا تھا میں نے کہا بابا جی یہ آپ سے پاسپورٹ مانگ رہے ہیں۔

اُس نے پاسپورٹ اُس کے آگے کر دیا مثال دیتا ہوں آپ کو

سمجھانے کے لئے۔

اُنہوں نے پاسپورٹ کو چیک کرنا شروع کر دیا کہنے لگا ویزا کہاں ہے پاسپورٹ ویزا کہاں ہے؟

بابا کہنے لگا ویزا کیا؟ اُس نے کہا ہمارے ملک کے کچھ سفیر تیرے ملک میں تھے اُن کی مُہر اور دستخط دکھاؤ پھر تم یہاں آ کر رہ سکتے ہو ورنہ نہیں۔

تم زندگی کا پاسپورٹ لے کر جب اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ گے اور کہو گے نمازیں میں دیکھو کیسی ہیں حج کتنے اچھے ہیں تبلیغ کیسی کی ہے۔

اللہ کے سفیر

اللہ فرمائے گا وہاں ہمارے سفیر تھے۔

ایک سفیر مدینے میں تھا۔

ایک سفیر نجف میں تھا۔

ایک سفیر بغداد میں تھا۔

کسی سفیر کی مُہر ہے تمہارے پاس ویزا ہے؟

تو جو کہے نہیں ویزا تو نہیں ہے نوافل کا روزے کا نماز کا پاسپورٹ ہے۔

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

عزیزان گرامی! امام عالی مقام نے صبر کی انتہا کر دی صبر کے قاب

قوسین کا نام حسین ہے۔

امام الانبیاء کی بعثت سے پہلے دو ہستیاں صابر گذری ہیں جناب

نوح علیہ السلام سے صبر شروع ہوا۔

صبر نوح علیہ السلام

صبح قوم پتھر مارتی ہے اللہ کا نبی پتھروں سے خون خون ہو جاتا ہے

شام کو جبریل امین علیہ السلام آتے ہیں وہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنا پر

لگاتے ہیں اور اللہ کا نبی حضرت نوح علیہ السلام ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

حُسین علیہ السلام کی شان دیکھنا۔

حضرت نوح علیہ السلام وہ ہستی ہیں کہ خون خون جسم ہے فرشتہ آتا

ہے اور پر لگاتا ہے تو نوح علیہ السلام ٹھیک ہو جاتے ہیں اور میرے امام حسین

علیہ السلام وہ ہیں کہ فرشتہ آتا ہے پر ٹوٹا ہوا ہے حسین کے جھولے کے ساتھ

اپنا پر لگاتا ہے تو اس کا پر ٹھیک ہو جاتا ہے۔

جاگ کے سنیں یہاں صرف سُننا ہے سوچنا گھر جا کر کہ ویسے تو اللہ کا

ہر نبی صابر ہے لیکن بالخصوص پہلا صابر دیکھیں تو حضرت نوح علیہ السلام ہے

کو سارا دن پتھر کھاتے ہیں اور پھر بھی صبر کرتے ہیں۔

عزیزان گرامی! جبریل شفا دیتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام

نوح کا شافی ہے۔

حُسین کا درزی ہے۔

حسین کا دربان ہے۔

حسین کا نوکر ہے۔

حسین کے گھر کی چکی چلانے والا ہے۔

ارے نبیوں کو شفا ملے حسین کے درزی سے ارے ظالم! تو کیوں نہیں مانگتا۔

صبر حضرت ایوب علیہ السلام

حُسین حُسین ہیں۔

تو پہلے صابر جن کا میں نے ذکر کیا حضرت نوح علیہ السلام دوسرے صابر حضرت ایوب علیہ السلام جنہوں نے صبر کی انتہا کر دی۔

چالیس بچے اُن کی بیویاں بیٹیاں بیٹے اندر ہیں مکان گرا سب مر گئے۔

شیطان نے کہا! اے ایوب تو عبادت کر رہا ہے ادھر تیرے رب نے تیری ساری اولاد مار دی ہے۔

ایوب علیہ السلام نے صبر کی حد تک پہنچتے ہوئے فرمایا اُس کا مال تھا وہ لے گیا تو مجھے شیطان معلوم ہوتا ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا با للّٰہ العظیم

دوستان گرامی! حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم میں کیڑے پڑ گئے وہاں بھی حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر کی انتہا کر دی۔

نوح عیہ السلام کو صبح زخم لگتے ہیں اللہ شام کو شفا دے دیتا ہے

حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اطہر میں کیڑے پڑتے ہیں اور زندگی کے ایک حصے کے گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے شفائے کُلی دے دی۔

لیکن حسین کے صبر کو کس میں تو لو گے کہ تین سو ساٹھ زخم ہیں بہتر لاشے سامنے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یاایتھا النفس المطمئنه

اے نفس مطمئنہ میں راضی! بس تو پاس ہے امتحان کی ضرورت نہیں۔

ارجعی الی ربک

ہمارے پاس آؤ۔

حسین علیہ السلام نے کہا میں رعایتی نمبر نہیں لوں گا۔

حُسین ہوں میرے دائیں ہاتھ ذکریا کی روح ہے۔

حُسین جیسا صبر

بائیں ہاتھ یحییٰ کی روح ہے سوا لاکھ نبی سامنے ہیں کُرسی پر تاج

پہن کر میرے نانا جان بیٹھے ہوئے ہیں کہ حسین رعایتی نمبر نہیں چاہئے۔

خدا کی قسم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے رسول تک امام حُسین جیسا صبر کسی نے نہیں کیا،

آج تم اپنے آپ کو دیکھو اگر کسی کے گھر میں کوئی فوت ہو جائے تو اُس کے گھر والوں کو دوسرے سنبھالتے ہیں۔

قربان تین دن کے پیاسے پر کہ بہتر ۷۲ میتیں اپنے کاندھوں پر اُٹھا کر لا کے بھی علی کا لال کیسے کھڑا ہے۔

حضرت عباس حاضر ہوئے۔

محرم کی دسویں رات ہے امام الانبیاء کے لخت جگر جناب امام حسین علیہ السلام کربلا کے میدان میں ہیں۔

آج کئی لوگ اس معاملے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہنا چاہئیے یا علیہ السلام کہنا چاہئیے۔

رسول کے کاندھوں کا سوار

اے ظالم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھوں پر سوار ہونے والا ہے تو اُسے علیہ السلام نہیں کہتا جس کے لئے رسول نماز چھوڑ دیتے ہیں رات کا وقت ہے عاشورے کی رات ہے امام الانبیاء کے لخت جگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت سیّدنا غازی عباس رضی

اللہ عنہ کو بلایا فرمایا عباس یزیدی لشکر میں جاؤ اور اُن سے کہنا ہمیں ایک رات کی مہلت دے دو تاکہ ہم اپنے خالق کی عبادت کریں اور صبح میدان میں بات ہو جائے گی۔

مولوی کی تکرار

عزیزانِ گرامی ! مولوی آج تک اسی بات پہ ڈٹے ہوئے ہیں کہ یزیدیوں سے اس لئے رات کی مہلت لی تھی کہ ایک رات کسی طریقہ سے اور مل جائے چنانچہ ڈرے ہوئے تھے۔

خدا کی قسم حُسین ڈرنے والے نہیں وہ تو اُس ہستی کے بھائی ہیں جنہیں عالمین بنت علی سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا کے نام سے جانتے ہیں۔

سیّدہ کا خطبہ

اگر میں دمشق کے بازار کا سیّدہ کا دیا ہوا خطبہ نہ پڑھتا تو شائد میں بھی مولوی بن جاتا۔

سیّدہ نے دمشق کے بازار میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اور کوفہ میں بسنے والے رسول کے غدار واے شام کے رہنے والے نبی کے باغیو! تمہارا کیا خیال ہے میرا بھائی غازی عباس ڈرتے ہوئے رات کی مہلت لینے گئے تھے نہیں !غازی نے مہلت لی نہیں تھی بلکہ یزیدی لشکر کو مہلت دی تھی۔

کہ شائد کوئی ہدایت پر آ جائے۔

حُر غلام بن گیا

عزیزانِ گرامی ! اور جس کے مقدر اچھے تھے حُر رضی اللہ عنہ کیا وہ آ نہیں گئے۔

حر کا غلام حُر کو پانی پلا رہا ہے حُر میدان سے حسینی خیموں کی طرف دیکھ رہے ہیں:

سپاہی نے کہا ! حضور کیا دیکھ رہے ہیں ؟

حُر نے فرمایا ! میں دیکھ رہا ہوں۔

حق حسین ہے..... باطل یزید ہے۔

اللہ حسین کی طرف ہے۔

رسول حسین کی طرف ہے۔

ابوبکر حسین کی طرف ہے۔

علی حسین کی طرف ہے۔

قرآن حسین کی طرف ہے۔

صبر حسین کی طرف ہے۔

نور حسین کی طرف ہے۔

اور باطل یزیدی لشکر ہے۔

شیطان یزیدی لشکر کی طرف ہے۔

ظلم یزیدی لشکر کی طرف ہے۔

بے غیرتی یزیدی لشکر کی طرف ہے۔

سپاہی نے کہا ! پھر۔

حُر نے کہا ! میں اُدھر جا رہا ہوں۔

حُر نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور حسینی لشکر کی طرف آ رہا ہے کسی نے بتایا یا امام حُر گھوڑے پر سوار تلوار لٹکا کر آپ کی طرف آ رہا ہے۔

امام نے فرمایا !

آنے دو مجھے علم ہے کیوں آ رہا ہے۔

سوال کرنے والے نے کہا ! حضور کیوں آ رہا ہے ؟

امام نے فرمایا ! حُر دعائے حسین سے آ رہا ہے۔

جیسا کہ میرے نانا جان نے عمر کو مانگا تھا میں نے حُر کو مانگا ہے۔

جب حُر قریب آیا کہنے لگا مولا حسین علیہ السلام میری بخشش کا کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے جب کہ آپ کے لشکر کو حراست میں رکھنے والا میں ہوں۔

پانی بند کرنے والا میں ہوں۔

امام نے فرمایا !

چل جہاد پر تجھے معافی ہے۔

پہلا شہید حُر ہے

عزیزانِ گرامی!

روایات میں آتا ہے کہ میدان کربلا ہو کا پہلا شہید حُر ہے حُر میدان کربلا میں یزیدیوں سے مقابلہ کرنے ہی جا رہے ہیں۔

میرے ذہن نے سوال کیا کہ جو نمازیں حُر نے یزیدی بن کر ادا کی ہیں وہ نمازیں بھی ختم وہ روزے بھی ختم وہ عبادتیں بھی ختم۔

اور ابھی جمعہ کی نماز ہوئی نہیں ہے تو حُر کو روک لیں کہ ایک نماز تو حسینی لشکر میں آ کر ادا کر لیتے۔

آواز آئی۔ نجم شاہ۔ نہیں اگر نماز تک روکا تو مولوی کہیں گے حُر کو نماز جنت میں لے گئی میں پہلے بھیج رہا ہوں تا کہ سب کو علم ہو جائے کہ حُر کو جنت میں شبیر علیہ السلام کی محبت لے کر گئی ہے نماز نہیں تو میں عرض کر رہا تھا دسویں رات کی بات حضرت عباس علیہ السلام مہلت دے کر واپس آئے۔

میرے امام نے اپنے وفادار غلام نوفل بن ہلال بجلی کو بلایا فرمایا نوفل ادھر آؤ۔

عرض کی! مولا کہاں جانا ہے ؟

امام نے فرمایا ! میں اپنے غلاموں کا جائزہ لینا چاہتا ہوں کہ ان کے حوصلے پست تو نہیں ہوئے۔

دس کی رات

رات کا وقت ہے خیموں میں امام حسین علیہ السلام کے غلام عبادت میں مصروف ہیں اور دُعاؤں میں مصروف ہیں کے پروردگار ہم نے صبح تیرے محبوب کے نواسے اور دین کی سربلندی کے لئے قربان ہونا ہے یا اللہ ہماری قربانی قبول فرمانا۔

جناب نوفل دیکھ رہے ہیں کہ خیمے سے ایسے آواز آتی ہے کہ جیسے شہد کے چھتے میں مکھیاں بھنبھناتی ہیں ویسے عبادت میں مصروف ہیں۔

امام عالی مقام آگے آگے ہیں نوفل بن ہلال پیچھے پیچھے ہیں خیموں کے باہر سے امام گذر رہے ہیں اور اپنے اصحاب کی عبادت کو ملاحظہ فرما رہے ہیں پھر اہلِ بیت اطہار کے خیام شروع ہو گئے۔

نوفل احترام میں رک گئے میرے امام نے فرمایا نوفل ٹھہرنا نہیں چلتے رہو چلتے چلتے وہ خیمہ آیا کہ جس میں رہنے والوں کی شان قرآن یوں بیان فرماتا ہے۔

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

﴿سورۃ الاحزاب آیت ۳۳﴾

وہ خیمہ آیا کہ جس کے اندر جبریل بھی حیا کے ساتھ نہیں جاتا۔

آل کا احترام

آئیں اس کی دلیل حدیث پاک سے دیتا ہوں۔

میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے لئے بیٹھے ہیں

فرمایا علی کہاں ہے۔

علی آئے صحابہ بھی پریشان ہیں کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کافی دیر سے یہاں حاضر ہیں سورج طلوع نہیں ہو رہا تا کہ نماز پڑھی جائے۔

سُورج طلوع نہیں ہوا

فرمایا علی گھر جاؤ میری صاحبزادی گھر میں آرام کر رہی ہے اُس کے سر سے چادر اس طرح اُتری ہوئی ہے کہ اُس کے بال ڈھکے ہوئے نہیں ہیں اُس رب کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کہ جتنی دیر تک وہ بال پردے میں نہ جائیں سورج طلوع نہیں ہوگا۔

نوفل بن ہلال بجلی کہتے ہیں میں پیچھے پیچھے جا رہا ہوں۔

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا کا خیمہ آیا امام نے نوفل سے فرمایا ٹھہرو۔

نوفل رک گئے امام عالی مقام خیمہ کے اندر تشریف لے گئے سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے کھڑے ہو کر امام عالی مقام کا استقبال کیا ارے حسنین۔

ابن علی جیسا بھائی کوئی نہیں سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا جیسی کوئی بہن نہیں ہے۔

روز ازل کا وعدہ

حضرات گرامی ! خیمے میں شمع جل رہی ہے امام عالی مقام نے ایک خط نکالا سیّدہ نے پوچھا بھائی یہ کیا ہے امام نے فرمایا بہن جو ہم نے روز ازل رب تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا تھوڑی دیر پہلے فرشتہ دے کے گیا ہے۔

جبریل نے کہا ہے یا حسین وہ وقت آ گیا ہے۔

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۔

﴿سورۃ الصافات آیت ۱۰۷﴾

بی بی رونے لگی امام عال مقام نے دلاسہ دیا۔

بی بی زینب نے فرمایا بھائی میری اماں جان بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیت تھی۔

امام نے فرمایا کون سی وصیت تھی؟

سیّدہ زینب نے فرمایا بھائی ایک مرتبہ امی جان نے فرمایا تھا کہ زینب تم پر ایک رات کربلا میں ایسی آئے گی کہ تمہارے بھائی کا محاصرہ کیا جائے گا رات کو تیرا بھائی حسین تیرے خیمے میں آئے گا میری طرف سے اپنے بھائی کی گردن چومنا۔

گردن کو چُوما

امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر جھکا کر گردن بہن کے چہرۂ اقدس کی طرف پھیری۔

ارے وہ حسین جس کی چوکھٹ پر زمانہ سر جھکائے اور جس کے آگے حسین سر جھکائے اُسے سیّدہ زینب کہتے ہیں۔

امام عالی مقام نے گردن جھکائی سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے آپ کی گردن کے چار بوسے لئے۔

امام نے فرمایا! بہن زینب میری گردن پر چار بوسے کیوں دیئے ہیں۔

سیّدہ زینب نے کہا بھائی جان پہلا بوسہ اپنے والد گرامی حضرت مولا علی کی طرف سے دیا ہے۔

دوسرا بوسہ اپنی والدۂ بنت رسول سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا کی طرف سے اور تیسرا بوسہ بھائی حسن علیہ السلام کی طرف سے اور چوتھا بوسہ میری طرف سے ہوا امام عالی مقام کی آنکھوں اشک آ گئے صابروں کے امام نے آنکھیں صاف کیں اور فرمایا بہن زینب آپ نے وعدہ پورا کر دیا اب میں بھی اپنا وعدہ پورا کروں گا۔

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا بھائی وہ کیا ؟

امام نے فرمایا ! بہن دونوں بازو آگے کریں۔

امام عالی مقام نے سیّدہ کی کلائی پر چار بوسے دیئے۔

سیّدہ نے پوچھا بھائی یہ چار بوسے کیوں دیئے۔

امام نے فرمایا ! بہن میں نے بھی امی جان سے سنا تھا کہ سیّدہ کی کلائیوں میں ہتھکڑیاں پہنائی جائیں گی جب یہ بات ہوگئی سیّدہ نے امام سے فرمایا بھائی آج آخری رات ہے بیٹھ جائیں امام خیمے بیٹھ گئے سیّدہ نے فرمایا اے عالی مقام آپ زمانے کے امام ہیں لیکن زمانہ آپ کی قدر نہیں جانتا۔

ساتھی وفادار ہیں

امام نے فرمایا ! بہن جو قدر جانتے ہیں وہ جانتے ہیں۔

بہن نے فرمایا ! کیا اپنے ساتھیوں کا امتحان لے لیا ہے۔

امام نے فرمایا !اے بہن میرے ساتھی بڑے وفادار ہیں مجھ سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ پچھلی امتوں کے انبیا سے اُن کے حواری بھی نہ کرتے ہوں گے۔

سیّدہ نے فرمایا !اے بھائی جب آپ پر تیروں کی بارش ہو رہی ہو تلواریں چلیں گی تو کہیں یہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ تو نہیں جائیں گے ؟

امام عالی مقام نے فرمایا ! یہ بڑے وفادار ہیں۔

نوفل بن حلال ساری بات سن رہا تھا تلوار وہیں پھینک کر اپنے سب سے قریبی ساتھی جس کا نام حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ تھا۔

بچپن کا واقعہ

کون حبیب بن مظاہر اس کی بات بھی سن لیں ایک مرتبہ بچپن حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار سے گذر رہے تھے کہ ان کو ایک ٹھوکر لگی اور حبیب بن مظاہر گر پڑے آپ کے ناک پر چوٹ لگی اور خون بہنے لگا پیچھے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے تھے میرے آقا نے اپنی کملی مبارک کے ساتھ حبیب بن مظاہر کا منہ صاف کیا اور گود میں اٹھالیا۔

ساتھ ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ نے عرض کی۔

کیا وجہ ہے کہ آپ اس بچے کے ساتھ خصوصی شفقت فرما رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا ! اے عمر تجھے پتہ نہیں کہ میں اس بچے کے ساتھ کیوں محبت کر رہا ہوں۔

عرض کی آقا آپ ہی بتا دیں کیا وجہ ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بچہ میرے حسین کا وفادار ساتھی ہے۔

فاروق اعظم نے عرض کی مولا آپ کو کیسے پتہ ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر کل میرا حسین جارہا تھا پیچھے پیچھے یہ بھی جارہا تھا جس مٹی پر میرے حسین کا قدم لگتا تھا یہ وہ مٹی اُٹھا کر چومتا تھا۔

اُس کو رسول چومتے ہیں

عزیزانِ گرامی ! جو حسین کے قدموں کی مٹی چومے اُس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت فرمائیں اور اُس کو رسول اللہ چومیں اور وہ کیسا ظالم ہے جو امام حسین کا نام نہیں چومتا۔

میں عرض کررہا تھا نوفل بن حلال حبیب ابن مظاہر کو بلا کر کہنے لگا اے حبیب ہمارے لئے مرنے کا مقام ہے حبیب نے فرمایا کیا بات ہے نوفل میں نماز ادا کررہا تھا اور تو نے مجھے درمیان میں سے ہی بلالیا۔

نوفل نے کہا زہرا سلام اللہ علیہا کی صاحبزادی علی علیہ السلام کی صاحبزادی علی کے بیٹے کے ساتھ شکوہ کررہی ہے کہ پتہ نہیں امام کے ساتھ اُن کے ساتھ وفا کریں گے یا نہیں۔

حبیب ابن مظاہر نے کہا پھر اب کیا کریں۔

اعلان کردو

نوفل نے کہا اے حبیب ابن مظاہر اعلان کرو کہ امام کے ساتھی

عبادت کو فی الحال چھوڑ دیں اور اکٹھے ہو جائیں۔

جناب حبیب ابن مظاہر نے آواز دی اے ناصران حسین اے اصحاب حسین آؤ۔

امام حسین کے اٹھاون ساتھی اور اٹھارہ اہلبیت رسول کے افراد اکٹھے ہو گئے۔

جناب حبیب ابن مظاہر پائے کے مقرر تھے آپ نے کہا بتاؤ تم وفا کرو گے یا نہیں یہ بات امام کی بہن کے ذہن میں آئی ہے۔

آگے آگے حبیب ابن مظاہر ہیں پیچھے باقی حسینی فوج ہے۔

سب خیمے کے باہر آئے احترام کے ساتھ دستک دی۔

امام کے صاحبزادگان باہر تشریف لائے فرمایا کیا بات ہے۔

حبیب نے کہا! شہزادے! بنت رسول کی صاحبزادی سے ہماری گذارش کریں کہ ہماری ایک ایک جان ہے اگر ہماری کروڑوں جانیں بھی ہوں تو آپ کے بھائی کے قدموں پر قربان کر دیں۔

سلام پیش کرتی ہوں

سیّدہ نے اندر سے جواب ارشاد فرمایا ! ایسا جواب جو اصحاب حسین کے لئے جنت سے بھی اعلیٰ انعام تھا سیّدہ نے فرمایا اے بھائی اپنے جان نثاروں سے جا کر کہہ دیں کہ اے اصحاب تمہارے جذبوں کو علی کی بیٹی سلام

پیش کرتی ہے۔

اس سے بڑی شان

عزیزانِ گرامی !اس سے بڑی شان اصحاب حسین کی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

پھر سب لوگ اپنے خیموں میں مصروف عبادت ہو گئے۔

ساری رات اللہ کا ذکر ہوتا رہا ساری رات سجدے ادا ہوتے رہے۔

دس محرم کی صبح

صبح فجر کے قریب میرے امام نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت سیّدنا علی اکبر علیہ السلام کو بلایا۔

فرمایا اے علی اکبر !اذان دو !

کیونکہ جب اللہ اکبر کی صدا دیتے تھے اکبر ہر ذرۂ صحرا کو جگا دیتے تھے اکبر جناب علی اکبر اذان کی جگہ پر آئے کون علی اکبر جس کا سارہ چہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا۔

جس کی پیشانی رسول جیسی۔

جس کی آنکھیں رسول جیسی۔

جس کے ہونٹ رسول جیسے۔

جس کا سارا چہرہ یوں کہ میرا رسول تشریف لے آیا ہو تین دن کی پیاس ہے شبیہہ رسول مصلیٰ اذان پر تشریف لائے۔

ملیاں جے بانگاں علی اکبر دی بولی اے

امام عالی مقام نے فرمایا میں ساری رات اپنے غلاموں کا انداز دیکھتا رہا ہوں اب میں دیکھوں کہ خواتین کا حوصلہ پست تو نہیں ہے۔

چنانچہ امام حسین نے خواتین کے جذبات دیکھے جو اپنے بچوں اپنے گھر والوں کو امام کے قدموں پر قربان ہونے کی تلقین کر رہی ہیں۔

امام حضرت زینب کے خیمے میں تشریف لائے آپ بھی حضرت عون اور حضرت محمد علیہم السلام سے فرما رہی تھیں۔

اے عون و محمد کل قیامت کے دن اگر اپنی والدہ کو خوش دیکھنا چاہتے ہو تو میرے بھائی کے بھانجے بن کر میدان میں مت جانا اگر یزیدی تم سے سوال کریں کہ تم کون ہو تو ان سے کہنا ہم امام حسین کے غلام ہیں۔

فضہ کا سوال

پھر امام چلے گئے ایک عورت کا خیمہ آیا یہ وہ عورت ہے جس کی دُعا سے جنت سے کھانے آتے ہیں اس عورت کا نام حضرت فضہ ہے امام عالی مقام نے کان لگائے خیمے سے فضہ کے رونے کی آواز آ رہی تھی کہ اے رب

العالمین کل کوئی عورت اپنا بیٹا قربان کرے گی کوئی اپنا بھانجا قربان کرے گی تو کوئی اپنا بھائی قربان کرے گی کوئی اپنا شوہر قربان کرے گی یا ذوالجلال میں بوڑھی عورت تیرے رسول کے خاندان کی خادمہ ہوں کاش میرا کوئی بیٹا ہوتا تو میں بھی میدان کربلا میں قربان کر دیتی۔

جونہی امام حسین لجپال نے یہ جملہ سنا تو زہرا کا لال خیمے میں تشریف لے آیا اور فرمایا۔ اماں فضہ !

فضہ نے امام کی آواز سنی تو احترام کے لئے کھڑی ہوئی۔

امام کا جواب

امام نے فرمایا ! اَمّاں فضہ یہ شکوہ کیوں کر رہی ہو سنو کل عورتیں میری رضا کے لئے اپنے اَقرباء قربان کریں گے کوئی میرا بھانجا بن کر میدان میں آئے گا کوئی میرا بھائی بن کر قربان ہوگا۔

کوئی میرا بھتیجا بن کر قربان ہوگا لیکن اَماں فضہ ! میں حسین کل جب میدان میں جاؤں گا تو تیرا بیٹا بن کر میدان میں جاؤں گا۔

عزیزانِ گرامی ! آخر اذان ہوئی امام نے تیمّم فرمایا نماز پڑھائی اور پھر معرکہء کربلا شروع ہوا۔

وہ معرکہء کربلا جو کائنات کا خال بن کر کائنات کے حُسن میں اضافہ کر رہا ہے۔

وہ معرکہء کربلا کہ جس کے ہونے نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دیا۔

اسلام کی حفاظت

میری سمجھ میں یہ باتِ نہیں جب اسلام آیا تو اس کی حفاظت...... رسول کی حفاظت...... حضرت ابو طالب کرتے ہیں اور جب اِسلام پر مشکل وقت آیا تو بھی اِس کو بچانے کے لئے ابو طالب کی ساری اولاد اِسلام کو سہارا دینے کے لئے قربان ہو جاتی ہے اور آج کا مولوی جسے اِسلام مل گیا جسے سب کچھ بغیر قربانی کے مل گیا۔

جسے نماز ادا کرنے کے لئے نرم مصلّٰی مل گیا۔

جسے وضو کرنے کے لئے گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم پانی مل گیا وہ مولوی جسے سجا ہوا اسلام مل گیا وہ مُلا اُس ابو طالب پہ کُفر کا فتویٰ لگا دیتا ہے جس نے فانوس بن کر اسلام کی شمع کی حفاظت کی جس نے رسول اللہ کی جانثاری میں ساری عمر صرف کر دی ایک غلط روایت لے کر مولوی اُس ہستی کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے جس کی شان قرآن میں اللہ احادیث میں میرا رسول اور اقوال میں مولا علی بیان کرتے ہیں اگر تجھے حضرت ابو طالبؑ کے ایمان میں شک ہے تو اسلام سے تیرا تعلق ہی نہیں کیونکہ اسلام تو ابو طالب کا بھی احسان مند ہے حسین کا بھی احسان مند ہے

علی کا بھی احسان مند ہے۔

معرکہء کربلا

تو میں عرض کر رہا تھا میدان کربلا کا معرکہ شروع ہوا۔

دوستانِ گرامی ! آپ سب جانتے ہیں کہ کربلا کے میدان میں یزیدیت کا ظلم اور امام حسین علیہ السلام کا صبر............ ایسا صبر...... کے رُوئے زمین میں ایسا صبر کسی نے نہیں کیا ہو گا۔

کربلا کے میدان میں امام کے بہتر جانثار شہید ہوئے جن میں حضرت ابو طالب کی اولاد میں اٹھارہ افراد تھے۔

ایک قبر ایسی ہے

عزیزان گرامی ! شہید تو بہتر ہوئے میں اُن بہتروں میں سے ایک قبر شریف ایسی ہے جو کہ امام عالی مقام علیہ السلام نے خود کھودی باقی تمام اکہتر قبور شریف کی تدفین بنو سعد قبیلہ نے کی۔

جو قبر اطہر امام حسین علیہ السلام نے بنائی یہ آپ کے صاحبزادے چھ مہینے کے شہزادے حضرت سیّدنا علی اصغر علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔

اپنے لال کو دفن کیا۔

عزیزانِ گرامی ! امام عالی مقام کی شہادت ہونے سے پہلے اور

تمام شہادتوں کے بعد آخری شہادت ہے اور حضرت علی اصغر کے بعد امام کی شہادت ہوئی۔

جب حضرت علی اصغر دفن ہوئے امام عالی مقام اپنے صاحبزادے سیّدنا زین العابدین کے خیمے میں آئے۔

امام زین العابدینؑ سخت بخار میں ہیں اور بے ہوش ہیں امام سرہانے کے قریب بیٹھے نبوت والا آنچل امامت کے ہاتھوں میں ہے اور پنکھا جھلنا شروع کیا۔

امام حُسینؑ کا بیٹے سے مکالمہ

جب امامت کی خوشبو زین العابدین کو آئی تو انھوں نے آنکھیں کھولتے ہی پہلا سوال کیا۔

ابا جان ! میرا چچا عباس کہاں ہے آپ اکیلے کیوں آئے ہیں ؟

امام نے فرمایا ! قد قتل . وہ شہید ہو گئے۔

ابا جان ! میرا علی اکبر ؟

فرمایا ! وہ بھی شہید ہو گئے۔

ابا جان ! حبیب ابن مظاہر ؟

فرمایا ! وہ بھی شہید ہو گئے۔

پھر سرکار امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ! بیٹے زین العابدین

سب شہید ہو چکے ہیں چھ ماہ کا اصغر بھی شہید ہو چکا ہے۔

اب ایک تم ہو اور ایک میں ہوں۔

رسول کے بیٹے نے امام زین العابدین کو بٹھایا اور اپنے سر سے امام نے دستار اُتاری اور زین العابدین کے سر پر رکھ دی۔

فرمایا !

بیٹے زین العابدین وقت کے امام تم ہو یہ میرے نانا جان کی دستار ہے اس کی عزت اب تمہیں رکھنی ہے۔

یہ فرما کر امام خیمے سے باہر تشریف لائے اور یزیدی خیموں کی طرف منہ کر کے فرمایا ہے کوئی جو رسول کے بیٹے کی مدد کرے۔

کل قیامت کے دن یہ نہ کہنا کہ حسین نے آواز نہیں دی تھی۔

جب امام نے یہ جملہ فرمایا تو شہید ہونے والوں کے جسم اقدس ہلے اور آواز آئی جسے سننے والوں نے سنا کہ زہرا کے لال ہمیں دوبارہ زندگی دے دیں ہم نچھاور ہونا چاہتے ہیں۔

امام کے لخت جگر نے شہداء کی لاشوں کا مشاہدہ فرمایا آنکھوں میں مسکراہٹ آئی اور پھر یزیدی لشکر کی طرف دیکھ کر دوبارہ آواز دی۔

هل من ناصر ينصرنا ؟

ہے کوئی میرا مددگار جو میری مدد کرے ؟

زعفر جن کی آمد

یکدم کالی سیاہ اندھیری چھاگئی امام نے ایک مرتبہ دائیں طرف دیکھا ایک مرتبہ بائیں طرف دیکھا اور جب سامنے دیکھا وہاں ایک ڈروانی شکل کا انسان کھڑا تھا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھ کر کہتا۔

السلام علیک یا ابن رسول اللّٰہ رحمت العالمین.

رحمت العالمین نبی کے بیٹے میرا اسلام قبول فرمائیں۔

امام نے فرمایا ! من انت ؟ تو کون ہے ؟

اُس نے کہا ! سرکار میرا نام زعفر جن ہے میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کا ہوں میں آپ کے نانا جان کا اُمتی ہوں آپ کے والدِ گرامی کا مرید ہوں۔

فرمایا ! کیسے آئے ہو ؟

عرض کی ! آقا ایک مرتبہ سرکار نے فرمایا تھا زعفر جاؤ اپنے علاقے میں چلے جاؤ ایک وقت آئے گا میرا بیٹا حسین بلائے گا تو خدمت میں حاضر ہوجانا۔

یا امام میں ایک ہزار جنات کا سردار ہوں میرے ماتحت ایک ہزار جن بھی میرے ساتھ ہیں۔

اگر آپ حکم فرمائیں تو میں پل بھر میں ساری یزیدی فوج فرات میں غرق کردوں۔

امام کا جواب

زہرا کے لال نے فرمایا ! اے زعفر نہیں میں اُس نبی کا نواسہ ہوں جس کی شان ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن ہے۔

لوگ کیا کہیں گے جنات سے اُمت قتل کروادی ؟

چنانچہ امام نے فرمایا ! اے زعفر! اللہ تجھے جزا دے مجھے تیری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

چنانچہ زعفر چلا گیا امام نے پھر آواز دی۔

هل من ناصر ينصرنا ؟

ایک شیر آ گیا

تاریخ عاصم کوفی کے لفظ بھی جب امام نے آواز دی تو ایک جنگل کا شیر دھاڑتا ہوا سامنے آ گیا۔

فرمایا ! تو کون ہے ؟

اُس نے کہا ! یا حسین میں وہی ہوں جو بچپن میں آپ کے ساتھ تھا

اور آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کربلا کے قریب جنگلوں میں چلے جاؤ جب میں آواز دوں تو آنا میں حاضر ہوں مجھے حکم دیں۔

زین العابدین کی آمد

امام نے فرمایا ! اے ابوالحارث مجھے اس کی ضرورت نہیں جا۔

امام نے پھر فرمایا ! کوئی ہے میرا ناصر تو دیکھا بیمار کربلا شہزادۂ حسین امین امامت سیّدنا زین العابدین کھڑے ہیں سر پر امام الانبیا کا عمامہ اور ہاتھ میں خنجر ہے۔

بخار کی شدت سے جسم جل رہا ہے نقاہت کی وجہ سے گر پڑتے ہیں

آپ نے فرمایا ! زین العابدین تم کیوں آئے ہو ؟

عرض کی ابا جان ! اگر آج آپ پر فدا نہ ہوا تو زندگی کا فائدہ ہی نہیں۔

امام نے فرمایا ؟ زین العابدین نانا جان کی نسل ختم کرنا چاہتے ہو۔

نہیں بیٹا ! تم نے ابھی بہت کام کرنے ہیں سرکار نے اپنی ہمشیرہ سے فرمایا کہ اے بہن ! زین العابدین کو خیموں میں لے جاؤ۔

امام نے فرمایا ! زین العابدین تو بھی اس امتحان میں ہمارا برابر کا شریک ہے ہمارا امتحان ختم ہونے والا ہے لیکن تمہارا امتحان ابھی باقی ہے ابھی تجھے مستورات کی حفاظت کرنا ہے زین العابدین ابھی بیڑیاں پہن کر شام و

دمشق کے بازاروں سے گذرنا ہے مجھے یقین ہے کہ حُسین کا خون اپنے بابا جان کے امتحان پر پورا اُترے گا چنانچہ امام زین العابدین خیمے کے اندر تشریف لے گئے۔

حضرت سکینہ کی آمد

امام کی چھ سالہ بچی جن کا نام سیّدہ سکینہ سلام اللہ علیہا ہے وہ سکینہ جو امام کے سینے پر سونے کی عادی تھی۔

بچی باہر نکلی اور بازو پکڑ لیا کہنے لگی بابا جان العطش پیاس پیاس۔

امام نے فرمایا ! بیٹی میں دریائے فرات پر جا رہا ہوں۔

بچی نے کہا ! بابا جان جو بھی پانی لینے گیا پھر واپس نہیں آیا۔

بابا جان ! ہمیں پانی نہیں چاہیے آپ مت جائیں۔

امام نے فرمایا ! بیٹا جو تقدیر اللہ کی لکھی ہوئی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔

بچی نے کہا ! بابا جان آپ پانی لیکر آئیں گے ؟

امام نے فرمایا ! بیٹی برداشت نہیں کرو گی۔

بچی نے کہا ! جی بابا جان۔

امام عالی مقام نے نیزہ پکڑ لیا اور زمین پر مارا روایات میں آتا ہے دس فٹ فوارہ باہر نکلا سرکار نے آب خورہ پکڑ لیا اور پانی سے بھرا اور حضرت

سکینہ کو دیا اور فرمایا بیٹی پانی پی لو لیکن میری دو باتیں سن لو یا پانی پی لو یا بچوں کی شفاعت کا درجہ لے لو۔

امام عالی مقام کی صاحبزادی نے پانی نہیں گرایا بلکہ سختی سے زمین پر پھینکا اور عرض کی بابا جان میں ایسا پیالہ کروڑوں کی تعداد میں ہوں تو قربان کرتی ہوں مجھے پانی کی ضرورت نہیں ہے۔

امام عالی مقام خیمے میں تشریف لائے فرمایا ! یا زینب...... یا رقیہ...... یا اُم کلثوم...... میرا آخری سلام قبول کرو۔

امام کی تیاری

پھر سیّدہ زینب سے فرمایا ! بہن نانا جان کا پٹکا لاؤ وہ پٹکا امام نے سرِ انور پر باندھا اور امام عالی مقام امام حسن علیہ السلام کا پٹکا اپنی کمر کے گرد باندھا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زرہ پہنی تیاری مکمل ہوگئی زہرا کے لال امام عالی مقام خیمے سے باہر نکلے بچوں کو تسلی اور وصیت کر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔

تاریخ میں

تاریخ میں آپ کے گھوڑے کے تین نام آئے ہیں۔

پہلا نام مرتجز، دوسرا نام میمون، اور تیسرا نام دلدل تھا۔

اکثریت کے نزدیک مرتجز تھا جسے بعض ذوالجناح بھی کہتے ہیں۔

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ میمون تھا جس پر امام الانبیاء بھی سواری فرماتے رہے اور کچھ دلدل کا نام لکھتے ہیں دلدل مولائے کائنات کا گھوڑا تھا۔

بہرحال ! تینوں میں سے ایک گھوڑا تھا اب امام گھوڑے پر سوار ہونے لگتے ہیں گھوڑے پر اس طرف سوار ہوا جاتا ہے کہ ایک طرف سے رکاب میں پاؤں رکھو اور دوسری رکاب میں کوئی دوسرا پیر رکھے تو آسان سے سوار ہوسکتا ہے۔

امام جب بھی سوار ہونے لگتے تو دوسری رکاب میں پیر حضرت غازی عباس رکھا کرتے تھے جب امام سوار ہونے لگے تو آپ نے آواز دی۔

یا عباس ! لیکن عباس تو شہید ہوچکے ہیں اُن کے بازو بھی کٹ چکے ہیں۔

امام عالی مقام نے رکاب میں پاؤں رکھا اور سوچ رہے ہیں مجھے کون سوار کرے گا ؟

سیّدہ نے سوار کرایا

سیّدہ زینب نے برقعہ منہ پہ ڈالا اور تشریف لائیں فرمایا بھائی جان

میں آپ کو سوار کرواتی ہوں۔

سیّدہ زینب نے آپ کو سوار کرایا آپ نے آخری سلام کیا اور گھوڑے کو ایڑ لگائی لیکن گھوڑا نہیں چلا امام کے چہرۂ انور پر جلال آیا فرمایا مرتجز موت کا منظر دیکھ کر ڈر گئے ہو۔

امام کی بات گھوڑے نے سنی آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا اے خداوندا ! توعلیٰ کل شیءٍ قدیر ہے زبان دے میں نبی کے لال سے بات کروں۔

اُس کو زبان ملی اُس نے امام سے عرض کی مولا ! حضرت ابراہیم علیہ السلام چھری چلاتے تھے تو چلتی کیوں نہ تھی۔

امام نے فرمایا! اللہ اُسے منع فرماتا تھا کہ چلنا نہیں اس لئے نہیں چلی۔

گھوڑے کے پاؤں میں

عرض کی ! مولا میں تو اُڑ کر جانے کے لئے تیار ہوں میرے پیروں کی طرف دیکھیں امام نے گھوڑے کے پاؤں کی طرف دیکھا کہ چھ سال کی بچی پاؤں سے چمٹی ہوئی ہے اور زبان سے یہ کہہ رہی ہے مرتجز تم جس کو لیکر گئے ہو وہ واپس نہیں آیا میرے بابا جان کو نہ لے کر جانا۔

امام پھر گھوڑے سے نیچے اُترے اپنی صاحبزادی کو یاد کیا اور فرمایا !

راحت کے دن گذر گئے یہ فصل اور ہے
اب یوں بسر کرو جو یتیموں کا طور ہے

امام نے فرمایا ! بیٹی اب تم یتیم ہونے والی ہو۔

بچی نے فرمایا ! بابا جان یتیم کسے کہتے ہیں ؟

آپ نے فرمایا !

بیٹی نہ پوچھ کہ یہ مصیبت عظیم ہے
مر جائے جس کا باپ وہ یتیم ہے

امام عالی مقام بیٹی کو پیار کر کے میدان کربلا میں تشریف لائے فرمایا اوعمرو بن سعد میں تجھ سے تین باتیں کرتا ہوں ان میں سے ایک مان لو۔

اُس نے کہا ! بتائیں۔

آپ نے فرمایا ! پہلی بات یہ کہ تو مجھے جانے دے میں اپنے بچے لے کر مدینہ طیبہ چلا جاؤں۔

اُس نے کہا ! نہیں۔

فرمایا ! دوسری بات یہ ہے کہ مجھے پانی پلاؤ تاکہ میں تازہ دم ہو کر جنگ کروں۔ اُس نے کہا ! نہیں۔

مقابلہ میں چالیس ہزار

امام نے فرمایا ! تم چالیس ہزار ہو میں اکیلا ہوں لہذا اس طرح

مجھ سے جنگ کرو کہ اکیلے اکیلے ہو کر آؤ۔

اس نے کہا ! یہ بات میں مان لیتا ہوں۔

عزیزان گرامی ! عرب کا رواج تھا کہ تین باتیں کرو تو مخالف تین میں سے ایک مان لے چنانچہ اُس نے کہا مجھے یہ شرط قبول ہے۔

امام کے مقابلہ میں سب سے پہلا لعین جس کا نام تمیم ابن کُتبہ مقابلے میں آیا آپ نے فرمایا ! مجھے جانتے ہو ؟

اُس نے کہا ! میں آپ کو جانتا ہوں آپ کے فضائل کو بھی مانتا ہوں لیکن یزید سے انعام ملنے کی توقع ہے جو مقابلے میں آیا ہوں۔

آپ نے فرمایا ! بد بخت اُس شقی نے تجھے کیا انعام دینا ہے بہر حال آؤ مجھ سے مقابلہ کرو اُس نے وار کیا ذوالفقار حیدری کی ایک ضرب لگی اور تمیم فی النار ہو گیا۔

دوسرا لعین مقابلے میں آیا اس کا نام جابر ابن قاہر تھا۔

اس نے آتے ہی تکبر کی وجہ سے زمین میں اپنا نیزہ گاڑا اور زمین سے گرد اُڑی امام نے اپنے نیزے کا وار اُس کے گڑے ہوئے نیزے پر کیا اور وہ توڑ دیا۔

ابھی وہ دیکھ ہی رہا تھا کہ یہ کیا بنا لیکن امام نے اُس پر وار کر کے اُسے بھی واصل جہنم کر دیا۔

پھر تیسرا جنگجو آیا اس کا نام بدر بن سہیل تھا اس نے کہا۔

عمرو بن سعد مجھے اس کے مقابلے میں کیوں بھیج رہا ہے یہ تین دن کا پیاسہ ہے۔

یزیدی فوج کا دعویٰ

عمرو بن سعد نے کہا ! اے بدر مجھے پتہ ہے کہ یہ تین دن کا پیاسا ہے اس لئے تجھے بھیج رہا ہوں پورے عرب میں اس سے طاقتور کوئی نہیں ہے۔

اُس نے غصہ میں کہا! میرے چار بچے ہیں چار بہادر ہیں اُن میں سے کسی ایک کو بھیج دیکھنا ابھی حسین علیہ السلام کا سر قلم کر کے لے آتا ہے۔

چنانچہ اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا جب وہ میدان میں آیا امام عالی مقام نے فرمایا تیرا باپ تیری موت برداشت کر لے گا اُس نے کہا ابھی پتہ چل جاتا ہے کون مرتا ہے چنانچہ اُس نے وار کیا امام نے اُس کا وار بھی روکا اور ایسا جچا ہوا وار کیا کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

بدر بن سہیل نے جب اپنے بیٹے کو جہنم رسید ہوتے ہوئے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

وہ میدان میں آیا کہنے لگا حسین تو نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہے میری آنکھوں میں اندھیرا آ گیا ہے۔

امام نے فرمایا ! تیرا ایک بچہ گیا ہے اور تیری آنکھوں کے اندھیر

ہے میرے سب بچے شہید ہو چکے ہیں لیکن میرا انداز دیکھو۔

امام نے بدر کو بھی جہنم رسید کر دیا۔

شمر نے عمرو بن سعد سے کہا اے عمرو اگر ایک ایک بھیجتے رہے پھر ہماری فوج سے کوئی سپاہی زندہ نہیں بچے گا۔

عمرو نے کہا پھر کیا کریں تجویز دو۔

اُس نے کہا میری تجویز ہے کہ تین گروہ بنا لو ایک یہ ہو جو حسین پر تیروں کی بوچھاڑ کر دے دوسرا حصہ وہ ہو کہ جو پتھر مارے اور تیسرا حصہ وہ ہو جو ایک ہی وقت میں تلواروں سے حملہ کر دے۔

علی کا لال حسین علیہ السلام ایک ہے مقابلے میں چالیس ہزار کے قریب یزیدی ہیں۔

ایک گروہ تیروں کی برسات کرنے لگا۔

ایک گروہ پتھروں سے حملہ کرنے لگا تیسرے گروہ نے اکٹھے تلواروں سے حملہ کر دیا۔

ایک لعین نے کہا حسین ہمیں تیری تلوار سے ڈر لگتا ہے یہ ذوالفقار حیدری ہے جو بھی تیرے مقابلے میں جاتا ہے مارا جاتا ہے امام عالی مقام نے ذوالفقار حیدری کا منہ زمین کی طرف کر دیا اور زمین پر پھینک دی نیزہ بھی زمین پر پھینک دیا اور فرمایا اگر کسی میں ہمت ہے تو لے لو۔

دو ہزار یزیدی امام نے قتل کیے

عزیزانِ گرامی ! کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ تلوار حیدری لے سکتا امام نے جنگ کی 53 منٹ کی جنگ میں امام عالی مقام نے اُنیس سو پچاس یزیدی مارے اور تھوڑی دیر کے لئے یزیدیوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ آج ہم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا الامان الحفیظ کی صدائیں بلند ہونے لگیں امام جس طرف جاتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے حتیٰ کہ یزیدی پسپائی پر مجبور ہو کر پیچھے بھاگے اور بارہ میل پیچھے مقام ذوالکفل تھا وہ وہاں پر چلے گئے اور علی کے لال علی کے شیر نے فرات پر اکیلے قبضہ کر لیا اپنا گھوڑا دریائے فرات میں ڈال دیا اور گھوڑے کی لگام چھوڑی کہ پانی پی لے لیکن حسین کا گھوڑا تھا ایسا وفادار کہ تین کا پیاسا تھا لیکن پانی کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

فرات پر قبضہ

سرکار گھوڑے سے نیچے اُترے اور چلو بھر کے اپنے لب ہائے مبارکہ کے قریب کیا۔

علی اصغر کی پیاس یاد آ گئی۔

سیّدہ سکینہ کی پیاس یاد آ گئی۔

حضرت عباس کی پیاس یاد آ گئی۔

عون ومحمد اور قاسم بن حسن کی پیاس یاد آ گئی۔

علی اکبر کی پیاس یاد آ گئی میرے امام نے ہاتھوں میں لیا ہوا پانی پھر فرات میں پھینک دیا۔

ایک لعین ابوالحتوق دیکھ رہا تھا اس نے نشانہ لے کر تیر مارا وہ تیر امام پاک کے ہونٹ مبارک پر لگا۔

اُس ہونٹ مبارکہ پر لگا جسے میرے آقا امام الانبیاء چوما کرتے تھے

تیر لگا خون کا فوارا چھوٹا اور سارا خون امام نے اپنے ہاتھوں پر لیا اور آسمان کی طرف پھینکنے لگے آواز آئی حسین اگر تو نے اپنا خون آسمان کی طرف پھینک دیا تیرے نانا جان کی عمر پیاسی ہی مر جائے گی ہم کبھی بھی بارش نہیں برسائیں گے۔

ریش مبارک سُرخ ہو گئی

سرکار نے سوچا خون زمین پر پھینک دوں۔

آواز آئی اے زہرا کے لعل اگر آپ نے خون زمین پر پھینکا تو زمین سے سبزہ اُگنا بند ہو جائے گا۔

چنانچہ امام عالی مقام نے سارا خون اپنی سفید ریش مبارک پر مل لیا۔

دوسرا تیر خولی بن یزید نے مارا یہ تیر میرے امام پاک کے حلق

مبارکہ پر لگا۔

حضرت امام عالی مقام تیر نکالنے لگے کہ سنان بن انس بد بخت نے آپ کے پہلو مبارکہ پہ تلوار ماری اور زہرا کے لعل سے گھوڑے کی لگام چھوٹ گئی۔

عبداللہ بن حسن کی قربانی

عزیزانِ گرامی ! کائنات کا ہر بندہ زمین پر گرنے والا شہید ہوتا ہے تو کہتا ہے رسول کے بیٹے میری مدد کرنا لیکن اب حسین علیہ السلام گرنے لگے ہیں تو آپ نے آواز دی ادرکنی یارسول اللہ ! دریائے فرات سے ایک میل دور امام عالی مقام کی مقتل گاہ ہے یعنی ڈیڑھ فرلانگ جب امام زمین پر تشریف لائے امام حسن علیہ السلام کے چھوٹے سے بچے جن کا نام عبداللہ بن حسن تھا یہ بھی بچنے والوں میں شامل تھے خیمے سے دوڑے بی بی نے دوڑ کر عبداللہ کا بازو پکڑا لیکن عبداللہ نے اپنا بازو چھڑا لیا۔

روایت میں آپ کی عمر مبارک چار سال یا پانچ سال تھی۔

عبداللہ بھاگتے ہوئے میدان کربلا میں اُس جگہ پر پہنچے شمر خنجر لے کر وہاں موجود تھا عبداللہ بن حسن علیہ السلام نے فرمایا !

او حرام زادے او خبیث عورت کے بچے ! میرے چچا جان کو قتل کرو گے امام نے آنکھ کھولی فرمایا بیٹا عبداللہ واپس چلے جاؤ عبداللہ نے کہا چچا

جان اللہ کی قسم میں آپ کو اکیلے چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔

عزیزانِ گرامی !

آلِ محمد کا گھرانہ کیا گھرانہ ہے۔

دین مٹ جاتا اگر خون نہ دیتے اپنا
میرے محبوب محمد کے گھرانے والے

خولی بن یزید نے تلوار سے امام علیہ السلام کے گلے پر وار کیا لیکن عبداللہ بن حسن اپنے چچا جان کے اوپر لیٹ گئے اور وہ تلوار عبداللہ کو شہید کرتی ہوئی گذر گئی۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

امام عالی مقام زمین پر تشریف فرما ہیں یزیدی چاہتے ہیں امام کی گردن مبارک کاٹ لیں سب سے پہلے شیث بن رمد آیا تلوار ہاتھ میں ہے امام نے آنکھیں کھول کر شیث کو دیکھا تو اُس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور وہ بھاگ کر واپس چلا گیا۔

سنان بن مالک نے پوچھا واپس کیوں ہوئے ہو ؟ وہ کہنے لگا اللہ کی قسم ہے میں نے امام حسین کی طرف دیکھا اور مجھے اُن میں محمد رسول اللہ کی صورت نظر آئی۔

امام کی آنکھوں کی ہیبت

سنان کہنے لگا ! تم بزدل ہو میں جاتا ہوں سنان نیزہ لے کر امام کی گردن جدا کرنے کے لئے قریب آیا امام عالی مقام نے آنکھ کھولی اور اُس کی طرف دیکھا سنان بھی بھاگا۔

شمر نے پوچھا ! سنان کیا ہوا ؟

سنان کہنے لگا شمر مجھے حسین کی آنکھوں میں سے علی کی ہیبت نظر آئی اور میں ڈر کر بھاگا۔

شمر نے کہا تم بزدل ہو میں جاتا ہوں امام عالی مقام زمین پر سیدھے لیٹے ہوئے ہیں شمر ظالم بھاگا آیا امام کے سینۂ اطہر پر سوار ہوا۔

عزیزانِ گرامی !

شمر لعین نے امام کی زلفوں کو ہاتھ ڈالا جو بوسہ گاہِ رسول تھی علی کے لال نے آنکھیں کھولیں فرمایا تو کون ہے ؟ کہنے لگا میں شمر ذوالجوشن ہوں۔

شمر لعین

امام نے فرمایا ! ذرا سینہ دکھاؤ۔

اُس نے سینہ دکھایا اس کے سینے پر سور کی مثل نشانات تھے امام نے فرمایا اپنا خود بھی اُتارو جب اُس نے اُتارا تو دیکھا اس کے دانت خنزیروں

جیسے تھے۔

امام عالی مقام نے فرمایا ! صدقت یارسول اللہ .

میرے نانا جان نے سچ فرمایا تھا۔

شمر بولا ! کیا کہا تھا ؟

امام نے فرمایا ! میرے نانا جان نے فرمایا تھا کہ حسین تیرے قاتل کے سور جیسے بال ہوں گے کتوں جیسے اُس کے دانت ہوں گے۔

پھر امام نے فرمایا ! اے شمر ایک بات بتاؤ آج دن کونسا ہے۔

اُس نے کہا ! جمعے کا دن ہے دس محرم تاریخ ہے۔

امام نے فرمایا ! وقت بھی جمعہ کا ہے اے ظالم میرے نانا جان کے خطبے پڑھے جارہے ہیں اور تو اِن کے نواسہ کو شہید کرنے لگے ہو۔

شمر نے کہا ! میں نہیں چھوڑوں گا۔

امام نے فرمایا ! میری ایک خواہش ہے کہ میرے سینے سے اُتر جاؤ اور میرا منہ کعبے کی طرف کر لینے دو تا کہ میں آخری سجدہ کرلوں۔

اسلام کے دامن میں بس اِس کے سوا کیا ہے
اِک ضربِ یداللّٰہی اِک سجدۂ شبیری

امام نے منہ پھیرا اور زندگی کا آخری سجدہ ادا کیا جونہی امام سجدے میں گئے شمر نے خنجر چلانے کی کوشش کی مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سوئے ہوئے تھے آپ ہڑبڑا کر اُٹھے پوچھنے والوں نے پوچھا یا عبداللہ کیا

بات ہوئی جو اس طرف اُٹھے ؟

آپ نے فرمایا ! چند لمحات پہلے مجھے خواب میں امام الانبیاء کی زیارت ہوئی اُن کے ہاتھ میں شیشی ہے سر مبارک میں مٹی بھی خاک آلود ہے اور اللہ کا رسول رو رہا ہے۔

میں نے عرض کی ! اے عالمین کے رسول اس شیشی میں کیا ہے زلفیں پریشان کیوں ہیں ؟

سرکار نے فرمایا ! اے عبداللہ صبح سے لے کر اب تک میں کربلا کے میدان میں اپنے حسین اور اُس کے ساتھیوں کا خون اکٹھا کر رہا ہوں۔

شیشی میں خون

عزیزانِ گرامی ! مدینہ طیبہ میں چوبیس دن کے بعد امام کی شہادت کی خبر پہنچی۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ دس محرم جمعۃ المبارک کے دن بیٹھی تھیں اچانک آپ کی نظر شیشی پر پڑی جس میں مٹی تھی یہ شیشی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دی تھی اور فرمایا تھا اُم سلمہ یہ مٹی سنبھال لو جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا میرا حسین اس دنیا سے چلا گیا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ مٹی خون بن چکی ہے آپ بھی ہڑ بڑا ئیں کہ امام عالی مقام نواسۂ رسول کربلا میں شہید ہو گئے۔

عزیزانِ گرامی !امام عالی مقام نے جب سجدہ کیا اُس ظالم شمر خنجر کا وار کیا۔

امام کے سر اقدس پر تیرا ضربیں لگ چکی تھیں پہلی ضرب پر تمام انبیاء نے امام الانبیاء سے عرض کی یا رسول اللہ ہماری برداشت سے باہر ہے ہم جارہے ہیں یوں تمام آنے والے آہستہ آہستہ جاتے رہے۔

آخری ضرب پر امام الانبیاء بھی تشریف لے گئے۔

جونہی امام عالی مقام کا سر انور جدا ہوا کربلا کی فضاؤں میں ایک آواز آئی ! قد قتل حسین ۔

امام حسین شہید ہو گئے آسمان پر سرخی پیدا ہو گئی۔

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ شفق امام کی شہادت سے پہلے نہیں ہوتی تھی شفق صبح سورج طلوع کے وقت آتی ہے یا مغرب کے وقت جب سورج غروب ہوتا ہے۔

شہادت کا اثر

یہ شفق 10 محرم 61 ہجری سے شروع ہوئی اور امام کی شہادت کا اثر ایسا ہوا کہ بیت المقدس میں جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا اُس کے نیچے خون ہی خون ہوتا کربلا کے میدان میں تمام برتنوں میں خون ہی خون آ گیا آسمان پر سیاہ اندھیری چھائی اور خون کے قطرات گرے۔

عزیزانِ گرامی ! وہاں کے ہر فرد نے یہ آواز سنی۔

یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک

﴿سورۃ الفجر آیت ۲۷۔۲۸﴾

میرے دوستو! امام عالی مقام کی شہادت کائنات کا وہ عظیم سانحہ ہے کہ اگر حسین شہید نہ ہوتے تو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب دنیا میں نہ ہوتا۔

امام کی وہ کریم ذاتِ اقدس ہے کہ قیامت کے دن کربلا کی زمین اُٹھالی جائے گی جنتی جنت میں پوچھیں گے کہ یا اللہ یہ ستارا جنت میں جو چمک رہا ہے یہ کیا ہے تو رضوان کہے گا یہ کربلا ہے۔

یہ ستارا جنت سے اوپر ہوگا اور جنتیوں کو چمکتا ہوا نظر آئے گا عزیزانِ گرامی اس بات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ امام عالی مقام کے ساتھی جنت میں کیسا مقام ہوگا۔

دوستانِ گرامی امام نے یہ مقام خیرات میں نہیں لیا بلکہ محنت کر کے لیا اور وہ قربانی جس کی ابتداء پانچ ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اس میں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام بچ گئے لیکن اُس کی تکمیل امام عالی مقام نے فرمائی۔

اللہ نے فرمایا!

وفدینہ بذبحٍ عظیم ۔

میں نے عظیم ذبیحہ کی قربانی قبول فرمائی۔

آج تک لوگ اُس عظیم ذبیحہ کو دنبہ سمجھ رہے ہیں نہیں نبی کا فدیہ دنبہ نہیں ہوسکتا۔

ذبحِ عظیم کی ہوئی تکمیل آپ پر
ذوق منیٰ کا حاصل مصدر حسین ہیں

اقبال کہتے ہیں !

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنیٔ ذبحِ عظیم آمد پسر

کہ باپ بسم اللہ کی با کا نقطہ ہے علی فرماتے ہیں

انا نقطۃ تحت الباءِ اور بیٹا بذبحٍ عظیم کی تفسیر ہے۔

عزیزانِ گرامی ! امام بارہ ہوئے ہیں ان میں ایک نام ہے جو بار بار آرہا ہے علی ویسے تو حسن بھی دو تین مرتبہ ہے۔

لیکن حسین ایک ہی ہے۔

ویسے بھی اللہ کے کارخانۂ قدرت میں حسین ایک ہی ہے کون حسین کہ آپ سے محبت کرنے والا قیامت کے میدان میں بھی پچھتائے گا نہیں اللہ تعالیٰ اہل بیت کی محبت ان کا پیار اور ان کی شفاعت نصیب فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

صفر المظفر

شانِ اولیاء

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الذیٰ
روحۃ نسخۃ احدیت فی الاھوت قلبۂ خزانۃ
الحی الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام
الجبروت . جسدۂ صدرت معال الملک
والملکوت وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائِر
اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانۂ فی
الکلام المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰہُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ . صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا .
درود پاک پیش کریں

الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

درود شریف علمائے کرام صوفیائے عظام اور عوام اہل سنت،

السلام علیکم!

میں نے سورۃ مجادلہ میں سے ایک آیت کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا

شرف حاصل کیا ہے۔

ربّ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

کون فرما رہا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔

کون کہہ رہا ہے جو خالقِ کائنات ہے۔

کون فرما رہا ہے جو مالکِ کائنات ہے۔

کون فرما رہا ہے جو ہر چیز پر غالب ہے۔

وہ اعلان فرما رہا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مومنین میں

سے جن کو علم کی دولت عطا کی گئی ہے اُن کے درجات ہم بلند کر دیتے ہیں۔

اللہ کن لوگوں کے درجات بلند فرماتا ہے جس میں دو خصوصیات

ہونی لازم ہیں ﴿نمبر۱﴾ وہ مومن ہو ﴿نمبر۲﴾ وہ عالم ہو۔

توجہ فرمائیں ! کہ میں بنیادی طور پر کیا کہنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات وہ مومن ہو۔

دوسری بات وہ عالم ہو۔

جس جس میں یہ دو صفات ہوں اُن کے درجات اللہ بلند فرما دیتا

ہے۔

میرا سوال

حضرات محترم! درجات بلند کرنے کا وعدہ خالق نے کیا ہے۔

میں سوال کرتا ہوں اے ربّ العالمین ! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

فرمایا! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو اے کائنات کے مالک رسول! ایمان کیا ہے اور علم کیا ہے ؟

فرمایا ! میرے چار یار ہیں اگر ایمان دیکھنا ہے تو ابوبکر صدیق کو دیکھو۔

حدیث پاک ہے اگر ساری کائنات کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور میرے صدیق کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو صدیق والا پلڑا بھاری ہوگا۔

ایمان کے لئے حضرت ابوبکر صدیق کی محبت ضروری ہے۔

بات علم کی ہے اگر علم چاہیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین حضرت مولا علی علم ہیں تو اگر علم چاہیے تو حضرت مولا علی سے محبت ضروری ہے جو آئت مبارکہ میں نے پڑھی اِس میں ایمان اور علم کی بات فرمائی اور فرمایا جس کے پاس ایمان اور علم ہو اُن کے ہم درجات بلند کرتے ہیں

توجہ فرمائیں ! جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے عداوت رکھے اُسے ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہوسکتی اور جو شخص مولائے کائنات شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے عداوت رکھے اُس کو علم کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی ہے......ایک عالم دین کی بات کروں گا......پھر شانِ اولیاء......جو میرا آج کا موضوع ہے اُسے آپ کے سامنے بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

خاص واقعہ

ایک تابعی ہیں جن کا نام عبداللہ ہے......آپ اُونٹ پر بیٹھ کر حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے جب تھوڑا سا سفر طے کیا آگے جنگل آ گیا اس بیابان جنگل میں ایک عورت گھونگٹ نکالے ہوئے راستے میں بیٹھی ہے۔

جب حضرت عبداللہ بن مبارک اُس عورت کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنا اُونٹ روک لیا کہ عورت سرِ راہ جنگل میں اکیلی کیوں بیٹھی ہے ؟

حضرت عبداللہ مبارک فرماتے ہیں میں نے اُس عورت سے سوال کیا کہ اے خاتون ! اِس جنگل میں تم کیا کر رہی ہو ؟

چاہیے تو یہ تھا کہ وہ عورت کہتی میں فلاں ہوں اور فلاں جگہ جانا چاہتی ہوں۔

عبداللہ نے پوچھا ! یہاں کیوں بیٹھی ہو ؟

اُس عورت نے جواب میں آیت مبارکہ پڑھی۔

وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ

پہلے سلام کرو پھر تجھے پتہ چل جائے گا میں کون ہوں۔

﴿سورۃ الزخرف ۸۹﴾

یعنی عبداللہ نے سوال کیا اور اُس عورت نے آگے سے قرآن کی آیت پڑھی۔

عبداللہ فرماتے ہیں جب میں نے سُنا تو مجھے احساس ہوا کہ مجھ سے غلطی سرزد ہوئی ہے یہ خاتون مسلمان ہے۔

مجھے چاہیے تھا کہ پہلے سلام کہتا لیکن میں نے آتے ہی سوال و جواب شروع کر دیا۔

عورت نے دُوسری آیت پڑھی

میں نے کہا ! بی بی جی السلام علیکم۔

اُس عورت نے دوسری آیت پڑھی۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

تجھ پر بھی سلام ہو اللہ نے اپنے اوپر رحمت واجب کر لی۔

میں نے اُس عورت سے پوچھا ! اے باعصمت اور پاکباز خاتون میں نے سلام کر لیا مجھے بتاؤ یہاں کیوں بیٹھی ہو ؟

اُس خاتون نے تیسری آیت پڑھی۔

وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّضِلٍّ

جس کو اللہ راستہ دکھائے وہ بھول نہیں سکتا۔

میں سمجھ گیا راہ بھولی ہوئی ہے میرے ذہن میں آیا کہ یہ عورت ہر بات کے جواب میں قرآن پاک کی آیت پڑھتی ہے یہ عورت نہیں مرد نہیں کوئی اور مخلوق ہے ہوسکتا ہے جنات میں سے ہو۔

عبداللہ نے سوال کیا اے خاتون تو انسان ہے یا جن ہے یا ہوائی مخلوق ہے ؟

اُس عورت جواب میں قرآن پاک کی آیت پڑھی۔

ولقد کرمنا بنی ادم.

﴿سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۰﴾

اللہ نے بنی آدم کے سر پر شرف کا تاج رکھا ہے میں سمجھ گیا کہ خاتون انسان ہی ہے جن نہیں............کتنی آیات ہو گئیں......چار

شوق پیدا ہوا

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں میرے دل میں شوق پیدا ہوا چونکہ یہ خاتون ہر بات کے جواب میں قرآن پاک کی آیت پڑھتی ہے میں ایسا سوال کروں جس کے جواب میں یہ قرآن کی آیت نہ پڑھ سکے چنانچہ میں

نے پانچواں سوال کیا کہ اے خاتون! تم کہاں سے آئی ہو؟

میرے ذہن میں یہ تھا کہ اپنے علاقے کا نام لے گی کہ میں بصرہ سے آئی ہوں۔

شام سے آئی ہوں۔ مکہ سے آئی ہوں۔

دمشق سے آئی ہوں۔

لیکن اُس عورت نے پانچویں آیت پڑھی۔

أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ

اُنہیں بڑی دور سے پکارا جاتا ہے یعنی میں بہت دور سے آئی ہوں۔

عبداللہ کہنے لگے میں اِس میں بھی ناکام ہوگیا اور پھر میں نے چھٹا سوال کیا آپ نے کہاں جانا ہے؟

جواب میں، چھٹی آیت

کہ اب تو بتائے گی کہ میں نے فلاں جگہ پر جانا ہے لیکن اُس نے چھٹی آیت پڑھی۔

وللّٰه على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً.

﴿سورۃ آل عمران ۹۷﴾

میں سمجھ گیا کہ یہ خاتون حج کرنے جارہی ہے لٰہذا یہاں بھی میں ناکام ہو گیا۔

ساتواں سوال، ساتویں آیت

میں نے ساتواں سوال کیا۔

کتنے دن ہو گئے ہیں گھر سے نکلے ہوئے ؟

اُس خاتون نے ساتویں آیت پڑھی۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

﴿سورۃ ہود آیت ۷﴾

اللہ نے آسمان اور زمین چھ دنوں میں بنائے ہیں میں سمجھ گیا اسے گھر سے نکلے ہوئے چھ دن ہو گئے ہیں۔

عبداللہ مبارک کہتے ہیں میں نے سوچا کہ کسی طریقہ سے اسے قرآن پاک والی گفتگو سے نکالوں کہ یہ سیدھے سادھے انداز سے سیدھی بات کرے۔

آٹھویں آیت

چنانچہ میں نے آٹھواں سوال کیا اے خاتون ! تجھے بھوک لگی

ہوگی کھانا کھاؤ گی ؟

اُس عورت نے قرآن پاک کی آیت پڑھی۔

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَام.

کہ ہم نے جسم اس لئے نہیں بنایا کہ کھانا چھوڑ دو اس کا مطلب ہوا کھانا کھانا ہے۔

﴿سورۃ الانبیاء آیت ۸﴾

عبداللہ کہتے ہیں یہاں بھی میں ناکام ہوگیا اور پھر میں نے اُس عورت سے نوواں سوال کیا کہ اے خاتون کیا بات ہے آپ ہر بات کا جواب قرآن پاک ہی سے دیتی ہیں ؟

جواب میں آیت

اُس عورت نے نویں آیت پڑھی۔

مَا يَلْفِظُوْا مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ

اے بھائی جب منہ سے بات نکالیں تو لکھاری ہیں جو لکھ لیتے ہیں۔

﴿سورۃ قٓ آیت ۱۸﴾

یعنی جو فرشتے لکھنے والے بیٹھے ہو جو بھی بات منہ سے نکالتے ہیں تو منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ وہ لکھ لیتے ہیں اس لئے قرآن ہی پڑھتی ہوں تاکہ لکھنے

والا لکھے اور ہر حرف سے دس نیکیاں بھی ملتی رہیں۔

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں میں پریشان ہو گیا کہ ہر بات کا جواب قرآن ہے میرے ذہن میں آیا کہ اس خاتون کا تعارف حاصل کروں چنانچہ میں نے سوال کیا اے خاتون آپ کس خاندان کی ہیں ؟

اور اُس عورت نے دسویں آیت پڑھی۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

﴿سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۶﴾

جن باتوں کا تمہیں علم نہ ہو اُن کے پیچھے نہ پڑو۔

مجھے احساس ہوا

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں مجھے احساس ہوا کہ اِس خاتون سے یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا پھر میں نے کہا کہ آئیں میرے ساتھ اونٹ پر سوار ہو جائیں تاکہ میں آپ کو قافلے کے ساتھ ملا دوں میں نے مہار کھینچی اور وہ عورت نیچے کھڑی میں اونٹ پر تھا۔

اُس خاتون نے گیارہویں آیت مبارکہ پڑھی۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا

اللہ کسی جان کو اُس کی اہمیت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

﴿سورۃ الطلاق آیت ۷﴾

کیا مطلب ! کہ میں عورت ذات ہوں چل نہیں سکتی۔

عبداللہ مبارک نے کہا اگر میں آپ کو سواری پیش کروں اونٹ کی تو بیٹھ جاؤ گی۔

اُس خاتون نے بارہویں آیت پڑھی۔

مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ

جو بھی نیکی کا کام کرو اس کو اللہ جانتا ہے۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۷﴾

عبداللہ مبارک کہتے ہیں میں نے اونٹ کو نیچے بٹھایا اور خود آگے ہو گیا کہ خاتون بسم اللہ کرو میرے پیچھے بیٹھ جاؤ وہ عورت دو قدم پیچھے ہٹ گئی اور آیت پڑھی۔

لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

﴿سورۃ الانبیاء آیت ۲۲﴾

اگر آسمان اور زمین میں دو خدا ہوتے تو فساد ہو جاتا اور زمین آسمان برباد ہو جاتے۔

اس کا مطلب ہے کہ میر صنف اور ہے تمہاری صنف اور ہے ہم دونوں غیر محرم ہیں تمہارا اور میرا اکٹھے بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

اُونٹ سے اُتر گیا

عبداللہ مبارک کہتے ہیں میں اونٹ سے نیچے اُتر گیا اور کہا بسم اللہ بی بی آپ بیٹھ جائیں...... وہ خاتون اُونٹ پر بیٹھ گئی اور میں نے اُونٹ کی مہار پکڑی اور آگے چل پڑا۔

اور اُس عورت نے چودھویں آیت مبارکہ پڑھی۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ

﴿سورۃ الزخرف آیت ۱۳﴾

عبداللہ فرماتے ہیں میرے ذہن میں آیا کہ یہ عورت کیا ہے۔

کہ بڑے قرآن کے عالم دیکھے ہیں قاری بھی دیکھے ہیں لیکن عورت تو عجیب ہے کہ ہر بات پر قرآن کی آیت پڑھتی ہے عبداللہ مبارک کہتے ہیں میں نے تیز تیز قدم اُٹھانے شروع کر دیئے تا کہ قافلے کے ساتھ شامل ہوسکوں اور اس پر بھی اُس خاتون نے پندرہویں آیت پڑھی۔

جب چلیں تو آرام کے ساتھ چلیں۔

جب بولیں تو آرام کے ساتھ بولیں۔

عبداللہ کہتے ہیں اس نے مجھے پیار سے ہی ڈانٹ دیا چنانچہ میں آرام کے ساتھ چلنے لگا۔

ابھی تھوڑی دیر چلا ہوں گا اور عربیوں کے انداز میں اشعار پڑھنے

شروع کردیئے۔

اس خاتون نے سولھویں آیت مبارکہ پڑھی کہ۔

فَاقْرَءُ وا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن

اگر پڑھنا ہی چاہتے ہو تو قرآن پڑھو۔

دماغ ہل گیا

عبداللہ کہتے ہیں میرا دماغ ہل گیا کہ ہر بات میں قرآن پڑھتی ہے چنانچہ میں نے خاتون کو مخاطب کر کے کہا اے خاتون آپ پر کتنا اللہ کا فضل و کرم ہے کہ ہر بات کے جواب میں قرآن پاک کی آیت پڑھتی ہیں۔

اور اُس خاتون نے آیت پڑھی۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

جاہل اور عالم برابر نہیں ہو سکتے۔

﴿سورۃ الزمر آیت ۹﴾

میرے ہاتھ سے اونٹ کی مہار نیچے گر پڑی اور میں ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو گیا اور کہا اے عالمہ قرآن کوئی نصیحت فرماؤ۔

اُس خاتون نے اٹھارویں آیت پڑھی۔

جو لوگ اللہ کا ذکر کرنا چھوڑ دیتے ہیں اُن کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے

اور قیامت کے دن اندھے ہو کے اٹھائے جائیں گے یعنی ہر وقت اللہ اللہ کیا کرو۔

عبداللہ کہتے ہیں میں نے کاندھے پہ مہار رکھی اور چلتا رہا آگے قافلہ نظر آ گیا۔

اب میرے ذہن میں شک کا کیڑا کلبلانے لگا اور پھر میں نے سوال کر دیا۔

اے خاتون! اس قافلے میں آپ کا کون کون ہے۔

دل میں خیال تھا اب تو قرآن کے علاوہ جواب دے گی۔

اُس خاتون نے انیسویں آیت پڑھی۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

مال اور اولاد دنیا کا زیور ہے۔

﴿سورۃ الکہف آیت ۴۶﴾

میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس عورت کے بیٹے اور مال و متاع ہیں۔

قافلہ وہاں رُکا ہوا تھا میں نے سوال کیا اے خاتون اپنے بیٹوں کے نام بتاؤ۔ اُس نے چار آیات پڑھیں۔

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ

یعنی ایک بیٹا میرا داود ہے۔

﴿سورۃ ص آیت ۲۶﴾

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل

دوسرے بیٹے کا نام محمد ہے۔

﴿سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴﴾

یا یَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ

تیسرے بیٹے کا نام یحیٰ ہے۔

﴿سورۃ مریم آیت ۱۲﴾

یامُوْسیٰ اِنِّی اَنَااللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْن

یعنی چوتھے بیٹے کا نام موسیٰ ہے۔

﴿سورۃ القصص آیت ۳۰﴾

جب ہم قافلے کے قریب پہنچے اہل قافلہ نے اُس خاتون کو اُونٹ پر سوار دیکھا تو ہر شخص احترام کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور نظریں جھکا لیں۔

چوبیسویں آیت

اُس خاتون نے چوبیسویں آیت پڑھی۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔

﴿سورۃ المنافقون آیت ۸﴾

کتنی آیات ہو گئیں ؟ 24

اب غور فرمایئے گا عبداللہ نے اونٹ نیچے بٹھا دیا لیکن وہ خاتون اونٹ سے نیچے نہیں اُتری۔

بچے دوڑ کر آئے اُنہوں نے اپنی والدہ کی قدم بوسی کی جو شخص بھی آتا وہ خاتون اُسے پیار دیتی۔

عبداللہ کہتے ہیں میرا دماغ پھٹنے کے قریب ہوگیا کہ آخر یہ خاتون کون ہے۔

آیت کا پسِ منظر

اگلی آیت پڑھنے سے پہلے اُس آیت کا تھوڑا سا پسِ منظر آپ کے سامنے بیان کرتا چلوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کے ایک بندے کو مارا تو آپ علاقہ چھوڑ کر چل پڑے جب وہاں پہنچے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاجزادیاں پانی بھرنے آئی تھیں اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کی مدد کی پانی بھر دیا اُنہوں نے کہا اے شخص ہمارے ساتھ چل ہمارے والد صاحب کو ایک کام کرنے والے شخص کی ضرورت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں آگے آگے چلتا ہوں آپ پیچھے پیچھے آئیں تاکہ میری نظر آپ پر نہ پڑے اور آپ مجھے راستہ بتاتی رہیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس

آ ئے تو اُن لڑکیوں نے اپنے والد گرامی سے کہا۔

یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ

الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۔

﴿سورۃ القصص آیت ۲۶﴾

بابا اسے اجر ذو مزدوری دو کیونکہ طاقت والا بھی ہے اور امانت دار

بھی ہے۔

اُس خاتون نے بھی یہی آیت مبارکہ پڑھی۔

يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ

الْاَمِيْنُ ۔

عبداللہ کہتے ہیں ان چاروں بچوں نے کچھ پیسے میرے ہاتھ پر رکھ

دیئے۔

وہ خاتون ابھی بھی اونٹ سے نہیں اُتری اور چھبیسویں آیت پڑھی۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔

اللہ احسان کرنے والوں پر اور زیادہ راضی ہوتا ہے۔

﴿سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴﴾

یعنی اس کی اور بھی خدمت کرو اُنہوں نے اور پیسے دے دیئے۔

وہ خاتون اونٹ سے نیچے اُتری میری طرف دیکھا اور خیمے کی

طرف چل پڑی۔

میرے دل میں بہت زیادہ تجسس تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ عورت جائے اور میں اس کے صاحبزادوں سے پوچھوں کہ یہ خاتون کون ہے۔

وہ عورت خیمے کے دروازے پر پہنچی اور اُس نے ستائیسویں آیت مبارکہ پڑھی۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا . وَهُوَ الرحَمُ الرّٰحِمِيْن

کیا مطلب ! اللہ حافظ۔

کیا آپ چاہتے ہیں اس خاتون کا تعارف آپ کے سامنے پیش کروں ؟

پھر جاگ کے سنیں اور داد دینے میں کنجوسی مت کیجئے گا۔

کہ میری ساری تقریر پر ایک طرف اور اس خاتون کا تعارف ایک طرف۔

عبداللہ نے پیسے بچوں کو واپس کئے اور کہا مجھے بتاؤ یہ خاتون کون ہے۔

اُنہوں نے کہا !

هذی أمه .

یہ ہماری والدہ ہے۔

میں نے کہا ! یہ تو میں پہلے ہی جانتا ہوں۔

تیس سال سے

اُنہوں نے کہا! تیس برس ہو گئے ہیں یہ خاتون قرآن کے علاوہ بات نہیں کرتی۔

ہم سے کلام فرماتی ہے تو قرآن !

اپنی بہوؤں سے بات کرتی ہے تو قرآن سے۔

عبداللہ نے کہا ! یہ مجھے پتہ ہے صرف مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کون ہے ؟

خاتون کون ہے؟

عبداللہ نے کہا ! پیسے لے لو اُونٹ بھی لے لو میرا کلیجہ پھٹ رہا ہے مجھے بتاؤ یہ خاتون کون ہے ؟

ایک بیٹے نے کہا سننا ہے تو کھڑے ہو جاؤ آنکھیں نیچی کر لو عبداللہ کہتے ہیں میں کھڑا ہو گیا۔

اُنہوں نے کہا انہیں عام نہ سمجھو یہ امام حسن اور امام حسین کو اپنی گود میں کھلانے والی زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز حضرت فضّہ ہیں۔

هذا أمه الفضة جارية الزهرا .

نبی کی بیٹی سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز ہے مجھے جواب دو جن کی کنیز کا علم اتنا ہے اُن مالکوں کا علم کتنا ہو گا۔

یہ وہ خاتون ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے سرکار مدینہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ آج کھانا آپ ہمارے گھر کھائیں حضور آ گئے۔

دوسرے دن سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے حسنین کے ذریعے پیغام بھیجا کہ حضور آج کھانا آپ ہمارے ساتھ تناول فرمائیں۔
حضور نے کھانا تناول فرمایا اگلے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تشریف لائے حضرت علی المرتضٰی نے دروازہ کھولا حضور کو دیکھ کر مسرت سے اندر لائے عرض کی حضور ان راستوں پہ علی قربان جن راہوں سے آپ تشریف لائے ہیں حکم فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری دعوت پر آیا ہوں۔

عرض کی ! حضور کس نے بلایا ہے ؟

سرکار نے فرمایا فضہ نے۔

مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فضّہ کو بلایا اور فرمایا فضّہ اگر تم حضور کو دعوت کا کہہ آئی تھی تو مجھے کیوں نہیں بتایا ؟

فضہ نے کہا یا علی ! آپ میرے مالک ہیں لیکن آج میں نے کچھ دیکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا ہے۔

آپ نے فرمایا ! کیا دیکھنا ہے ؟

خدمت کا صلہ

فضہ نے کہا ! آج تو میں نے دیکھا ہے کہ پنجتن پاک کی خدمت کا صلہ کیا ہے۔

فضہ نے مصلیٰ بچھایا۔

رب کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ میں اُس ہستی کی غلام ہوں جس کے صدقے تو نے جہان تخلیق کیا ہے۔

اگر میری خدمت قبول ہے تو جنت سے کھانا بھیج۔

دروازے کی کنڈی ہلی دروازے پر ایک سفید لباس شخص آیا اور کھانا دے کے اور بتا کے کہ جنت سے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔

یار مجھے سمجھاؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے کپڑے بھی اُتار لئے کہ جنتی لباس بھی زمین میں نہیں جا سکتا۔

اور فضہ کی دعا سے جنت کا کھانا آ گیا کیوں؟

میں بتاؤں ! علامہ طاہر صاحب کا گھر یہاں ہے لیکن میں ان کے گھر سے از خود کوئی چیز نہیں منگوا سکتا کیونکہ میں مالک نہیں ہوں مہمان ہوں یہاں وہاڑی فون کروں میرے گھر سے کھانا آ جائے گا۔

یعنی آدم مہمان تھے اور مہمان کا کام نہیں کہ جاتے وقت کچھ لے جائے اور پنجتن پاک مالک ہیں جہاں چاہیں جب چاہیں لا سکتے ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبی کے گھرانے کی خادمہ کا علم کہ بیس سال قرآن پاک سے گفتگو کرتی رہی۔

درود شریف پڑھیئے۔

ولیوں کی شان

عزیزانِ گرامی قدر ! اللہ تعالیٰ کے بندوں کی شان قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔

کہیں اللہ نے فرمایا ! میرے ولیوں کو کوئی غم نہیں اور کوئی خوف نہیں کہیں فرمایا میں اپنے ولیوں کو پاکیزہ زندگی عطا فرماتا ہوں مختصراً اللہ کے پیاروں کے بارے کہ شان وعظمت پر ایک دو باتیں سماعت فرمائیں۔

شہنشاہِ بغداد تاجدارِ اولیاء جن کا فرمان ہے کہ تمام اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔

وہ غوثِ اعظم جن کے قدموں کی ٹھوکر سے مُردے زندہ ہوتے ہیں۔

وہ غوثِ اعظم جن کی دعاؤں سے بیڑے پار ہوتے ہیں۔

وہ غوثِ اعظم جن کی غوثیت کو زمانے کے اولیاء نے تسلیم کیا۔

وہ غوثِ اعظم جن کے اشارے سے بارہ سال کی ڈوبی کشتی صحیح سلامت کنارے آ لگی فرماتے ہیں۔

بل الفقیر من قال لشی ءِ کُن فیکون

فقیر وہ ہے جو کسی شے سے کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔

غوث بہاؤالحق ملتانی

غوث بہاوالحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں آپ کے پوتے کا نام شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ غوث العالمین تھے اور آپ کے پوتے قطب الاقطاب تھے۔

غوث بہاوالحق بیٹھے ہیں ایک نوجوان لڑکی ہے جو ظہر کے وقت میرے غوث کو وضو کراتی ہے وہ لوٹا بھر کے لائی اور کہا باباجی وضو کرلیں ایسے میرے غوث نے دیکھا کہ اُس کے ماتھے پر دوزخی لکھا ہوا ہے اُس کو دیکھ کر آپ کو وضو بھول گیا۔

اے رب العالمین ! کل قیامت والے دن ادھر خریدار کھڑے ہوں ادھر داتا گنج بخش کھڑے ہوں گے۔

ادھر تاجدار شرقپور کھڑے ہوں گے۔

ادھر شہنشاہِ بغداد کھڑے ہوں گے۔

یہ میری نوکر ہے ان کی موجودگی میں جب فرشتے اسے مار کر جہنم میں لے کر جائیں گے تو مجھے کس خفت کا سامنا کرنا پڑے گا اے رب العالمین اس بچی کو معاف فرما۔

آواز آئی ابھی اس کی معافی کا وقت نہیں آیا۔

آپ نے خاموشی سے وضو کر لیا اور دن گذر گیا اگلے دن پھر ظہر کے وقت وہ لڑکی پھر پانی لے کر آ گئی جب وضو کرانے لگی تو غوث بہاوالحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑے انداز سے کہا جیسے یار کسی یار سے کہتا ہے۔

کہ یا اللہ ! میں نے تجھے پہلے بھی کہا تھا اُدھر سے جواب آیا اللہ نے فرمایا ہم نے بھی تجھے کل بتایا تھا کہ ابھی نہیں۔

بابا جی وضو کر لیں

وہ لڑکی پھر چلی گئی تیسرے دن پھر پانی کا لوٹا لے کر آئی ظہر کا وقت ہے لڑکی نے کہا بابا جی وضو کریں۔

حضرت غوث بہاوالحق نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔

یمحو اللہ مایشاء ام الکتاب۔

لکھی تقدیریں ختم کرنے والے نئی تقدیریں لکھنے والے اسے معاف کر دے۔

رب العالمین نے فرمایا میرے غوث ابھی وقت نہیں آیا۔

عزیزان گرامی تین دن ہو گئے ہیں۔

ابھی سرکار باتیں کر رہے ہیں اور اُن کا پوتا دس برس کی عمر ہے شاہ

رکن عالم قطب الاقطاب دوڑتے ہوئے آئے اور اپنے دادا جان کی گود میں بیٹھ گئے۔

دادا جان !

فرمایا بتاؤ !

دادا جان ایک مہمان آیا ہے۔

مثال مشہور ہے۔

خاناں دے خان پر دہنے

جوٹھاں دے جوٹھ پر دہنے

آپ نے فرمایا ! بیٹے کون آیا ہے ؟

بابا فریدالدین

عرض کی ! ہرا چوغا پہنا ہے ہاتھ میں کھونڈا ہے کاندھے پر صافہ ہے نام فریدالدین ہے اور آئے پاکپتن سے۔

کون فرید !

جہڑا درد فرید فرید کرے

اوہدی ملک الموت وی دید کرے

ایک بات سنیں جب ایک کیس کسی ڈاکٹر سے کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ کہتا ہے۔

ریفر ٹونشتر میڈیکل کالج ریفر ٹو میو ہوسپٹل لاہور۔

﴿Refer to Nishtar Madical Colege﴾

﴿Refer TO meu Hospital Lahor

غوث نے سوچا جب وہ میری بات نہیں سُن رہا اس لڑکی کو حضرت بابا فریدؒ کی طرف ریفر﴿REFER﴾کرنا چاہیے۔

چنانچہ اُنہوں نے لڑکی کو بلایا اور کہا وہ بابا جی بیٹھے ہیں ان کو وضو کراؤ قربان جاؤں وہ بچی قدموں کی طرف کھڑی ہوگئی ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی

نوکر تیری آں بُوہا غیراں دا وسدا ایں

میں نہیں جاؤں گی خواہ وہ تاجدار پاکپتن ہیں لیکن میرے مالک تو آپ ہیں۔

حضور نے فرمایا !

الا مر فوق الادب .

بیٹا جو میں حُکم دیتا ہوں وہ بجا ولاؤ یہ میرا امر ہے۔

گڑوا اٹھا کر بابا جی فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آئی اور انداز یہ ہے کہ بابا جی نے اگر کوئی بات کی تو فوراً مجھ سے جواب لے گا کہ میں غوث کی نوکر ہوں۔

جب آگے آئی تو وہاں کوئی عام شخص نہیں تھا بلکہ وہ ہستی تھی جن کا لقب زہد الانبیاء ہے وہ آئی۔

بابا صاحب گردن نیچے کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

اُس نے کہا ! باباجی وضو کریں۔

آپ کے کان میں نسوانی آواز آئی معاًدل میں خیال آیا کہ غوث کے پاس مردوں کی کمی تھی اس لڑکی کو کیوں بھیجا جب آپ نے اُس کی طرف دیکھا تو پتہ چلا ماتھے پر دوزخی لکھا ہوا تھا۔

بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی

کہا ! اچھا غوث بہاوالحق میرے ساتھ یہ کھیل کھیلنا چاہتے ہو۔

میرے بابا فرید الدین نے آستیں پونچھیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ آج چشتیوں کی عزت باقی نہیں رہتی اگر اس بچی کے ماتھے کی تحریر نہ مٹا دو۔

بابا صاحب اُس کے ماتھے کی طرف دیکھ رہے تھے اُس لڑکی نے سارا پانی ایک دم آپ کے ہاتھ پر پھینکا اور گڑوا وہیں پھینک کر بھاگی۔

حضرت بہاوالحق غوث کے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے آپ سے کہا تھا کہ مجھے نہ بھیجیں۔

آپ نے فرمایا ! کیوں کیا ہوا ؟

اُس نے کہا ! بابا میری طرف دیکھے جا رہا ہے۔

فرمایا ! بچہ جلدی کرو دوسرا گڑوا لے جاؤ۔

لڑکی حیران ہوئی کمال ہے ایک تو میں باباجی کی شکائت لگا کہ رہی

ہوں اور یہ مجھے کہہ رہے ہیں دوسرا گڑوا لے جاؤ۔

پھر گڑوا لے آئی۔

بابا صاحب نے فرمایا پانی ہاتھ پہ ڈالو اور رب کو مخاطب کر کے عرض کی یا اللہ اس کی لکھی ہوئی تقدیر مٹا دو۔

عزیزانِ گرامی تحریر مٹانے کی دو وجوہات ہوتی ہیں نمبر ا اگر تحریر غلط لکھی ہو۔

نمبر ۲ یا لکھائی صاف نہ ہو۔

تیسری کوئی وجہ نہیں مٹانے کی۔

اب اللہ غلط بھی نہیں لکھتا اور لکھائی بھی ایسی نہیں ہوگی کہ صاف نہ ہو۔

پھر مجھے بتاؤ کہ وہ لکھ کر مٹاتا کیوں ہے۔

آواز آئی۔ نجم شاہ۔ میں لکھتا بھی بندوں کی تقدیر ہوں اور جب مجھے میرا بندہ کہہ دیتا ہے ایسے نہیں ایسے کر لو تو میں پہلا لکھا ہوا مٹا دیتا ہوں نیا لکھ دیتا ہوں۔

سرکار نے عرض کی ! اے رب العالمین اس کو معاف فرما دو اُس نے دوسرا گڑوا بھی ایک بار میں ہی سارا ہاتھوں پر ڈالا اور پھر بھاگ گئی اور حضرت غوث بہاوالحق کے پاس آئی۔

آپ نے فرمایا ! بیٹے تیسرا گڑوا لے جاؤ۔

وہ تیسرا اگڑوالے کر آ گئی اور وضو کرانا شروع کر دیا ابھی آدھا وضو

ہوا تھا کہ غوث بہاوالحق اُٹھ کر آئے اور اُس لڑکی سے گڑوالے کر فرمایا۔

الحمد للّٰہ رب العالمین

سب سبحان اللہ کہہ دیں۔

ولیوں کو ماننے والے کڑک کے سبحان اللہ کہہ دیں۔

شیطان رحمٰن کا دشمن ہے۔

عزیزانِ گرامی ! مجھے آج تک سمجھ نہیں آتی کہ شیطان کی رحمٰن کے

ساتھ دشمنی کیسی ہے ؟ شیطان رحمٰن کو تو موحدین کی طرح مانتا تھا اُس نے

رحمٰن کے سجدے سے انکار نہیں کیا رحمٰن کو تو بہت سجدے کئے سجدے سے انکار

تو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے کیا تھا۔

وہ انسان کے آگے نہیں جھکا اور اللہ نے فرمایا اگر میرے بندے

کے لئے نہیں جھکا تو میرا دشمن ہے۔

شیطان کے دشمن

عزیزانِ گرامی ! میں یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ

انسانوں میں شیطان کے سب سے بڑے دشمن بریلوی ہیں۔

کیونکہ بریلوی ہی اللہ کے بندوں کی تعظیم کرتے ہیں۔

دوسروں کو تو وہ پہلے ہی ہٹا چکا ہے اور اُس کی کوشش ہے کہ بریلوی کو

بھی اس کام سے ہٹایا جائے لہذا تم پکے رہو اور شیطان کے داؤ میں مت آنا۔

عزیزانِ گرامی ! صرف نمازیں پڑھ لینے سے یا روزے رکھ لینے سے بخشش کی ضمانت نہیں ملتی شیطان نے چھ لاکھ سال عبادت کی جو اُس کے منہ پہ ماری گئی وہ جہنمی ہو گیا۔

اور ادھر کُتا جس نے کوئی عبادت نہیں کی نماز نہیں پڑھی روزے نہیں رکھے صرف اللہ کے ولیوں کا احترام کیا اور اس کا انعام یہ ملا کہ وہ کتا ولیوں سے محبت کے عواض میں جنت میں جائے گا۔ سرکار نے پڑھا !

الحمد للہ رب العالمین ۔ اور گڑوا اُس کے ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا بیٹی تم جاؤ میں خود ہی وضو کر لوں گا وہ لڑکی سوچ میں پڑ گئی کہ میں تو سمجھتی تھی بابا ٹھیک نہیں ہے لیکن میری سوچ غلط نکلی وہ واپس حضرت بہاوالحق کے پاس آئی آپ نے بچی کی طرف دیکھا تو آپ نے بھی پڑھا الحمد للہ رب العالمین لڑکی نے کہا اے میرے مرشد آپ بھی الحمد للہ رب العالمین پڑھ رہے ہیں۔

وہ بھی الحمد للہ رب العالمین پڑھ رہے ہیں۔

تقدیر بدل گئی

فرمایا ! بچہ جب تم گئی تھی تو جہنمی تھی اور اب جنت کی ٹکٹ لے کر

آئی ہو اس لئے الحمد پڑھ رہا ہوں۔

غوث بہاوالحق نے اپنا کھونڈا پکڑا لوٹا پکڑا اور بابا صاحب کے پاس آئے کہا اے فرید !

فرمایا جی !

آپ نے فرمایا تم کو شریعت کے مسئلے کا علم نہیں کہ اتنا پانی اپنے وضو پر ضائع کیا ہے۔

بابا فرید نے مسکرا کر فرمایا ! اے بہاوالحق اگر آپ خود پانی کا گڑوا لے کر آتے تو میں آدھے گڑوے سے وضو کر لیتا میں نے آدھے گڑوے سے ہی وضو کیا ہے باقی دو گڑوے تو اُس لڑکی کی دوزخ والی آگ بجھانے پر لگے ہیں۔

نصیب بدل گئے

آئیں ایک اور واقعہ سماعت فرمائیں۔

جنازہ دھلی سے باہر آ رہا ہے جنازے میں دو سو آدمی شامل ہیں۔

قبرستان دلی سے دو میل کے فاصلے پر تھا جب جنازہ قبرستان پہنچا تو خیال آیا کہ جنازہ پڑھانے والا تو کوئی بھی نہیں ہے مولوی صاحب پیچھے رہ گئے۔

وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کون جنازہ پڑھائے گا سب

نے انکار کیا۔

ایک سے پوچھا ! جنازہ پڑھاؤ گے ؟ اُس نے کہا ! نہیں۔

دوسرے سے پوچھا ! جنازہ پڑھاؤ گے ؟

اُس نے بھی جواب دے دیا۔

تیسرے سے پوچھا اُس نے بھی جواب دے دیا۔

اتنی دیر میں ایک ملنگ جس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے نظر آیا۔

لوگوں نے کہا یہ درویش آدمی ہے شکل سے بھی مولوی لگتا ہے اسے کہتے ہیں کہ یہ جنازہ پڑھا دے۔

اُنہوں نے اُس درویش سے کہا بابا جی جنازہ پڑھا دیں۔

اُس درویش نے کہا بچہ تم کوئی مولوی بلاؤ۔

اُنہوں نے کہا اگر مولوی ہوتا تو وہی پڑھاتا لیکن مولوی یہاں پر نہیں ہے۔

جنازہ پڑھادیں

یہ کہہ کر اُنہوں نے درویش کو بازو سے پکڑا اور امامت والی جگہ پر کھڑا کر دیا۔

درویش نے کہا ! اچھا بچہ جیسے تمہاری مرضی۔

وہاں پانی تو تھا نہیں لہذا تیمم کر کے کھڑے ہو گئے اُس ملنگ نے کہا

سب صفیں سیدھی کرلیں۔

بابا جی نے کہا ! چار تکبیر نماز جنازہ فرض کفایہ واسطے اللہ کے درود واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے حاضر میت کے اللہ اکبر۔

سبحنک اللّٰھم وبحمدک وتبارک

اسمک وجل ثناوک .

تو پھر کہا ! وجل ثناوک پھر کہا ! وجل ثناؤک .

لوگوں نے پیچھے سوچا بابا جی تو بھول گئے اب کسی کو جنازہ تو آتا نہیں تھا کہ کوئی پیچھے سے لقمہ دے دیتا۔

بابا جی نے چوتھی مرتبہ پڑھا کوئی نہ بولا بابا جی یہی کہے جا رہے ہیں جل ثناؤک جب گیارہویں مرتبہ بابا جی نے پڑھا جماعت والے سارے خاموش تھے اللہ تعالیٰ نے ہی فرمایا آگے کیوں نہیں پڑھتا ؟

اُس بزرگ نے کہا ! میں جب میت کو دیکھتا ہوں یہ میت دوزخی ہے اور تم جل ثناؤک ہو جتنی دیر تک اس کی بخشش کرو گے میں جل ثناؤک پڑھتا ہی رہوں گا یہ بات ابھی ذہن میں رکھیں ایک ضمناً بات سُن لیں۔

اللہ کے دوست

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بہت

پیارے صحابی ہیں آپ گھر سے آئے مسجد نبوی شریف میں آئے دیکھا نبیوں کے تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں اکیلے تشریف فرما ہیں اور رو رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی ما ذاغ البصر چشمان مبارکہ میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری نے عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے دشمن روئیں آپ کیوں رو رہے ہیں میرے نبی نے تین مرتبہ فرمایا آہ، آہ، آہ،

ابوذر مجھے شوق ہے اپنے اُن غلاموں کو دیکھنے کا اور ملنے کا جو میرے بعد آئیں گے اور اُن کی شان انبیاء جیسی ہوگی۔

یارسول اللہ ! وہ کون ہوں گے ؟

کعبے سے بڑھ کر

سرکار نے فرمایا ! اے ابوذر اُن ولیوں میں سے کسی ایک ولی کو جو شخص بھی ایک نظر دیکھ لے اللہ کو وہ نظر کعبے پر ڈالی ہوئی نظر سے زیادہ پیاری لگتی ہے۔

اگر کوئی اُن کو چھپائے وہ ایسے ہے کہ اللہ کو چھپایا۔
اگر کوئی اُن کو کھانا کھلائے تو ایسے ہے کہ رب کو کھانا کھلایا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! اے ابوذر اگر تُو چاہے تو میں ان کی

کوئی اور بات کروں۔

عرض کی یارسول اللہ ارشاد فرمائیں۔

فرمایا! اُن ولیوں میں سے اگر کسی ایک ولی کے پاس پوری قوم

آ کر بیٹھ جائے جو سر سے لے کر پاؤں تک گناہوں میں ڈوبی ہو۔

ما یقومون الا المحفضون

اے ابوذر ! وہ قوم بعد میں اُٹھے گی لیکن گناہ اُن کے بیٹھنے سے ہی

یوں جھڑ جائیں گے جیسے خزاں سے پتے جھڑتے ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا جب گیارہ مرتبہ وجل ثناءک کہا رب نے فرمایا

آگے پڑھ ہم نے اس کو صاف کر دیا۔

اللہ اکبر! پیچھے مقتدیوں نے شکر کیا کہ باباجی کو یاد آ گیا۔

تین تکبیریں پڑھنے کے دگئے۔ اللھم اغفر لحینا.

اُنہوں نے کہا ! باباجی پھر بھول گئے۔

غیبی آواز

پھر غیبی آواز آئی آگے کیوں نہیں پڑھتے اسے بخشا تو لیا ہے کہا یہ تو

بخشا گیا نہیں پیچھے مقتدیوں کو جب میں دیکھتا ہوں تو یہ سب دوزخی ہیں جب

تک اِن سب کی رہائی کے آرڈر نہیں کرو گے میں پڑھتا رہوں گا۔

اللّٰھم اغفر لحینا

آواز آئی آگے پڑھ ہم نے ان کی بھی مغفرت فرمائی۔

اللہ اکبر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

جوتیاں پہنیں جب جانے لگے تو بابا جی نے فرمایا ٹھہرو مجھے عام بندہ نہ سمجھنا میں مجدد الف ثانی کا مرشد باقی باللہ ہوں۔

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی۔

اے رب العالمین ! اِسے معاف کیا ہے یہ مجھ پر کوئی احسان نہیں ہے کیونکہ یہ تیرے محبوب کی اُمت ہے۔

اِن سب کو معاف کیا ہے یہ بھی تیرے بندے اور تیرے رسول کی اُمت ہیں مجھ پر احسان یہ ہوگا کہ آئے یہ گنہگار تھے اب یہ دوسو کے دوسو اپنے ولی بنالے۔

عزیزان گرامی ! یہ اللہ کے ولی کی شان ہے۔

آئیں مدینہ طیبہ کے والی کی حُسن ونور میں اور شیرینی میں ڈوبی ہوئی بات سنیں۔

رحمٰن کی خوشبو

مدینہ طیبہ سے باہر ایک جگہ ہے جس کا نام مجمع الطرائق ہے حضور علیہ السلام مجمع الطرائق میں تشریف فرما ہیں دائیں طرف یارِ غار ہیں بائیں

طرف وہ ہستی موجود ہیں جن کے سائے سے شیطان بھاگتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں ساتھ یار غار ہیں جن کی

مثل دنیا میں کوئی نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام نے یکدم اپنی قبا مبارک کے بٹن کھولنے شروع کر

دیئے اور مدینے کے تاجدار حسنین کریمین کے پیارے نانا جان نے۔

سیدہ بتول کے والد گرامی نے۔

تمہارے اور میرے آقا نے اپنی قبائے مبارکہ کے بٹن کھولے اور

اپنا منہ یمن کی طرف کرلیا اور فرمایا۔

میرے غلامو! آج مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کے سانسوں کی

خوشبو آرہی ہے اللہ تعالیٰ تو فاینما تولوا فثم وجه الله ہر طرف سے

پھر یمن میں کیوں ؟ وہ خدا جو جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔

زمان و زمانیات سے پاک ہے۔

ہاتھ پیر اور اعضائے بشریہ سے پاک ہے پھر رسول نے کیا کہا !

مجھے رحمٰن کے سانسوں کی خوشبو آرہی ہے بہتر فرقوں کے علما نے لکھا ہے کہ نفس

رحمانی سے مراد خوشبو کے ولایت ہے۔

اُونٹوں کا چرواہا اویس رضی اللہ عنہ سانس لے رہا ہے اور رسول فرما

رہا ہے رحمٰن کے سانسوں کی خوشبو آرہی ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے ولی تھے۔

صحابہ نے پوچھا ! یارسول اللہ وہ کیسے ؟

فرمایا! میرا ایک محبّ ہے میرا دوست ہے وہ اونٹ چرانے والا ہے اور ماں کا تابعدار ہے اُس نے مدینہ کی طرف منہ کر کے ٹھنڈے سانس بھر...... مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے اللہ کی نگری سے ٹھنڈی ہوا آ رہی ہو۔

قطب الارشاد

عزیزان گرامی ! ولیوں میں سب سے بڑا مرتبہ قطب الارشاد کا ہوتا ہے۔

اور دنیا کی پہلی قطب الارشاد نبی پاک کی پیاری صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں اور آپ کے بعد دنیا میں دوسرے قطب الارشاد حضرت خواجہ اویس قرنی ہیں۔

ولایت کے مقامات

ولایت کے مختلف مقامات ہیں۔ولایت میں سالکین جو راہ سلوک پر چلتے ہوئے منزل حاصل کر لیتے ہیں۔

ولایت کا ایک مقام قلندریت ہے۔

ولایت کا ایک مقام مجذبیت ہے۔

ولایت کا ایک مقام مجددیت ہے۔

ولایت کا ایک مقام قطبیت ہے۔

ولایت کا ایک مقام ابدالیت ہے۔

ولایت کا ایک مقام نقیبیت ہے۔

ولایت کا ایک مقام غوثیت ہے۔

ولایت کا ایک مقام سالکیت ہے۔ ولایت کے اور بے شمار ہیں جن پر گھنٹوں تقریر ہو سکتی ہے۔

امام الاولیاء علی ہیں

عزیزان گرامی! اولیائے کرام صراط مستقیم ہوتے ہیں ان سے محبت نجات کا راستہ ہے۔

غور فرمائیں! حضرت علیؓ جس پر مہر لگائیں وہ ولی بنتا ہے لیکن خود حضرت علی اور شہنشاہ صحابہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ، سے ملنے جاتے ہیں معلوم ہوا اولیائے کرام کے گھر جائے اُن سے ملنا صحابہ کرام کی بھی سُنت ہے اور آج کا مولوی اُس شخص پر فتوے لگا دیتا ہے جو کسی ولی سے جا کر ملے۔

خواجہ اجمیریؒ

عزیزانِ گرامی! اللہ کا ہر ولی شان والا ہے درود شریف پڑ

ھیں۔ایک اللہ کے ولی حضرت خواجہ خواجگان خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کی بات سن لیں۔

جب خواجہ صاحب اجمیر میں تشریف لائے اجمیر شریف میں ایک بُت خانہ تھا۔

ہند کا رواج

رواج یہ تھا کہ جب کسی بچی کی شادی ہوتی تو اُس کے سر پر سُرخ شال دے دی جاتی اور اُس کے ہاتھ میں لڈوں کا تھال پکڑا دیا جاتا اور اُسکے پیچھے رشتہ دار عورتیں یا سہیلیاں ہوتی ڈھولک بجا رہی ہوتیں وہ لڑکی بُت کے سامنے کھڑی ہو جاتی اور کہتی کرپا کرو مہاراج لیکن وہ بُت کیا بولے وہ تو مٹی کا تو دا ہوتا۔

بت کے سامنے

پانچ منٹ وہ لڑکی بت کے سامنے کھڑی ہرتی اور پھر باہر نکل کر کہتی بھگوان نے قبول کر لئے آدھے لڈو سسرال والے لے جاتے آدھے لڈو میکے والے لیجاتے۔

خواجہ حضور عراق سے چل کر اجمیر شریف میں آئے اور ایک جگہ خواجہ صاحب نے ڈیرا لگالیا۔

لڑکی کی شادی

ایک لڑکی کی شادی ہو رہی تھی سر پر سرخ شال ہے ڈھولک بج رہی ہے لڈوؤں کا تھال ساتھ ہے خواجہ نے بارات دیکھی تو خیال آیا چل کر دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرتی ہیں۔

جونہی بُت خانہ آیا لڑکیاں باہر کھڑی ہوگئیں وہ لڑکی جس کے سر پر سُرخ شال تھی جس کی شادی تھی وہ بت خانے کے اندر چلی گئی لڈوؤں کا تھال بت کے آگے کر کے کہتی ہے کرپا کرو مہاراج میں لڈو لے کر آئی ہوں۔

میرے خواجہ سُن رہے ہیں جب لڑکی نے کہا ! مہاراج لڈو قبول کرو کھاؤ میں لے کر آئی ہوں۔

بت لڈو کیسے کھاتا

لیکن وہ بُت تو پتھر کا بنا ہوا تھا وہ کیا بولتا اور لڈو کہاں کھاتا ؟

اُس لڑکی نے دوسری مرتبہ کہا ! مہاراج لڈو قبول کرو لیکن بُت نہ بولا جب اُس لڑکی نے تیسری مرتبہ کہا تو میرے خواجہ جوش میں آئے آپ نے بُت کو مخاطب کر کے فرمایا اے دوزخ کے ایندھن یہ معصوم بچی تمہیں کہتی ہے لڈو کھالے تو کھاتا کیوں نہیں وہ بُت لڈو کھانے لگ پڑا لڑکی تھال لے کر

بت کے سامنے کھڑی ہے۔

ایک لڈو کھا گیا دوسرا کھا گیا حتیٰ کہ سارا تھال بھرا ہُوا لڈوؤں کا ختم ہو گیا جب وہ بچی باہر آئی تھال خالی تھا گھر والوں نے پوچھا لڈو کہاں ہیں ؟

بچی نے بتایا ! لڈو بھگوان کھا گیا ہے۔

بھگوان لڈو کھا گیا

اُس نے کہا ! تمہارا دماغ خراب ہے بھگوان کب لڈو کھاتا ہے

اُس نے کہا مجھے بھگوان کی قسم ہے بھگوان لڈو کھا گیا ہے۔

سسرالیوں نے کہا ! ہماری طرف سے جواب ہے ہم اسے بیاہ کر نہیں لے کر جائیں گے یہ بدشگون لڑکی ہے یہ لڈو واپس نہیں لے کر آئی اپنے کسی یار کو دے آئی ہے میکے والے کہنے لگے لڑکی تم نے ہماری ناک کٹوا دی ہے بتاؤ لڈو کہاں ہیں ؟

لڑکی نے کہا !

میں سچ کہتی ہوں لڈو بھگوان کھا چکا ہے۔

آخر شور مچ گیا پنچایت بن گئی اُنہوں نے کہا چار آدمی میکے والوں کے چار آدمی سسرال والے آ جاؤ لڈوؤں کا تھال لاؤ تھال آیا اُنہوں نے لڑکی کو تھال دیا اور کہا چل ہمارے سامنے بھگوان کو لڈو کھلاؤ وہ لڑکی لڈوؤں کا تھال لے کر چل پڑی ساتھ آٹھ آدمی ہیں۔

پریم نگر کی رہا کٹھن ہے
سنبھل سنبھل کر چلا کرو
تن من اپنا گُر کا جانو
اسی گن میں جلا کرو

وہ لڑکی دل میں دعائیں کر رہی ہے کہ اے بھگوان وہ بابا جی وہیں بیٹھے ہوں مجھے پتہ ہے بھگوان نے لڈو نہیں کھانے ساتھ اُس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی ہے جوں جوں بُت خانہ قریب آ رہا ہے۔

قدم لغزیدہ لغزیدہ،
اُس کے قدم لغزیدہ ہیں۔
اُس کی نظر سنجیدہ ہے۔
اُس کا بدن لرزیدہ ہے۔

جب بت خانہ آ گیا ابھی میرے خواجہ حضور بیٹھے تھے اُس لڑکی کی نظر آپ پڑی اُس کا دل باغ باغ ہو گیا آٹھ آدمیوں کے ہمراہ بت خانے میں آئی تھال لے کر سامنے کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔ کرپا کرو مہاراج۔

اے مہاراج ! لڈو کھاؤ اگر لڑکی کے کہنے پر وہ بت لڈو کھاتا تو پہلے ہی کھا لیتا۔

اُس نے کہا ! مہاراج لڈو کھاؤ بُت نے لڈو نہیں کھائے ؟

جب تین مرتبہ کہا اس بت نے لڈو نہیں کھائے ان آٹھوں کے

شکوک یقین میں بدل گئے مگر اُس لڑکی نے اپنے سر سے شال اُتاری اور خواجہ کی خدمت میں ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی مہاراج آپ کہیں۔

خواجہ حضور اُٹھے اور بُت کے قریب آئے اور فرمایا اے دوزخ کے ایندھن پہلے پورا تھال کھا گئے ہو اب اُس لڑکی کی عزت کا معاملہ ہے لڈو کھاؤ

جونہی خواجہ نے فرمایا لڈو کھاؤ اور وہ بُت لڈو کھانے لگا اُنہوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو آٹھوں کے آٹھوں آپ کے قدموں میں گر گئے اور کہنے لگے اے بیٹی بھگوان یہ بُت نہیں ہے بھگوان تو یہ بابا جی ہیں۔

مہاراج بُت نہیں مہاراج بابا جی ہیں۔

عزیزان گرامی یہ آٹھ خواجہ صاحب کے پہلے مرید ہوئے۔

کسی بھی سلسلے کے ولی کو دیکھو ہر ایک ہی روشن ماہتاب کی مثل ہے

الحمد للہ ہم سب کو ہی ماننے والے ہیں ہم خواجہ اجمیری کو بھی مانتے ہیں۔

ہم داتا ہجویری کو بھی مانتے ہیں۔ ہم حضرت نوشہ پاک کو بھی مانتے ہیں۔ ہم حضرت باقی باللہ کے بھی غلام ہیں۔ بلکہ ہر اللہ کے ولی کو ہمارا سلام ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے ولیوں کا فیض و کرم عطا فرمائے آمین۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

ربیع الاول

ظہورِ مصطفےٰ

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الذی
روحۃ نسخۃ احدیت فی الاھوت قلبہٗ خزانۃٌ
الحی الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام
الجبروت . جسدہٗ صدرت معال الملک
والملکوت وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائِر
اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانہٗ فی
الکلام المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ
ذِکْرًا . رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ
لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم .
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

درود پاک پیش کریں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

قرآن کی آیت

میرے دوستو عزیزو میں نے قرآن پاک کی آیت پڑھی ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ۔ رَّسُوْلًا

﴿سورۃ الطلاق آیت ۱۰،۱۱﴾

اے میرے مخلوق میں نے اپنے محبوب کو مجسم ذکر بنا کر نازل فرمایا ہے۔

دوستو! ذکر پیدا نہیں ہوتا نازل ہوتا ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت نے بتایا کہ اللہ کا نبی ذکر ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

﴿سورۃ الحجر آیت ۹﴾

اس آیت میں اللہ فرماتا ہے قرآن ذکر ہے ہم نے اس کو نازل فرمایا ہے اس کے محافظ بھی اہم ہیں۔ ثابت ہو گیا۔

رسول بھی ذکر ہے۔

قرآن بھی ذکر ہے۔

مقابلہ ہو گیا جیسے ایک ایم این ہو دوسرا بھی ایم این اے ہو ایک ایم پی ہے ہو دوسرا بھی ایم پی اے ہو جیسے یہ بھی نعت خوان وہ بھی نعت خوان

چنانچہ میں نے دو آیات پیش کیں ایک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا رسول ذکر بن کر آیا اور دوسری آیت میں فرمایا قرآن ذکر کرتا ہے۔ پتہ چل گیا کہ دونوں ہی ذکر ہیں۔

ذکر کی دو قسمیں

ذکر کی دو اقسام ہیں۔

ایک ذکرِ خفی ہوتا ہے۔

ایک ذکرِ جلی ہوتا ہے۔

قرآن خفی ذکر ہے خاموش ذکر ہے اور رسول ذکر جلی ہے۔

قرآن بھی ذِکر

رسول بھی ذِکر

قرآن ذکرِ صامت

رسول ذکرِ ناطق

آج میں جس موضوع پر گفتگو کروں گا وہ ہے دو قرآن

ایک قرآن وجودی ہے۔

ایک قرآن مکتوبی ہے۔

دونوں کے فضائل وخصائل وخصائص بیان کروں گا اور نتیجہ آپ پر چھوڑوں گا کہ آپ فیصلہ کریں دونوں ہی سے کس قرآن کے خصائص زیادہ

ہیں۔

عزیزان گرامی دو قرآن ہیں۔

ایک مکتوبی! جو چھپا ہوا ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے۔

ایک وجودی! یہ قرآن چالیس سال مکہ کی سرزمین پر رہا اور تین سال مدینہ طیبہ میں ظاہر اًاور حقیقتاً قیامت تک مدینہ طیبہ میں ہی جلوہ افروز ہے۔

دوستان گرامی! مکتوبی قرآن سے ہی پوچھیں گے کہ بتاؤ کون بڑھ کر ہے جبکہ یہ قرآن خود یہی فیصلہ دے گا کہ وجودی قرآن مجھ سے بڑھ کر ہے۔

مکتوبی قرآن

عزیزان گرامی! قرآن کے پارے ہوتے ہیں مکتوبی قرآن کے تیس پارے ہیں ۱۱۴ سورتیں ہیں۔

اور وجودی قرآن کے پارے حسن و حسنین ہیں سورتیں فاطمہ اور زینب ہیں۔

ذکر نازل ہوتا ہے۔ پیدا نہیں ہوتا۔

ذکر آتا ہے۔ مولد نہیں ہوتا۔

تو ہمارا رسول بشری اعتبار سے پیدا ہوا ہے ذکر ہونے کے اعتبار

سے نازل ہوا ہے۔

عزیزانِ گرامی! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ آئیں خاموش ذکر کا مطالعہ کریں مقدمۃ القرآن سورۃ فاتحہ ہے اس کے بعد قرآن شروع ہوتا ہے۔

فاتحہ کہتے ہیں کھولنے والی کو یعنی سورۃ فاتحہ وہ مقدمہ ہے وہ باب ہے جو قرآن کو یعنی خاموش ذکر کو کھولتی ہے اس کے بعد قرآن کا آغاز ہوتا ہے۔

سمجھ میں آنے والا نہیں

پہلا لفظ ہی سمجھ میں آنے والا نہیں ہے۔

الٓمّٓ. بتاؤ اِس کا معنیٰ کیا ہے ؟

زمانہ اپنی اُنگلیاں دانتوں میں دبائے ہوئے ہے۔

مفسرین سارے حیران ہیں۔

مترجمین سارے خاموش ہیں۔

مدبرین حیران ہیں۔

محدثین پریشان ہیں۔

ایجوکیٹڈ ﴿Educated﴾ حیران ہیں۔

سمجھ نہیں آتا جب اِس مکتوبی قرآن کا پہلا لفظ تمہاری سمجھ میں نہیں

آ سکتا تو وجودی قرآن تمہاری سمجھ میں کیسے آ سکتا ہے۔

آئیں اِس کے نزول کی بات سُنیں۔

جبریل امین علیہ السلام یہ سورۃ لے کر آئے عرض کی۔

الف !

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جب قرآن نازل ہوتا جبریل جو آیت پڑھتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس آیت کو دوہراتے ہیں۔

لیکن جب جبریل یہ حروف لے کر آئے کہا الف رسول نے فرمایا۔

علمت میں سمجھ گیا۔

اگلا بتاؤ۔

جبریل نے کہا ! لام

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علمت میں سمجھ گیا گے چل۔

جبریل نے کہا ! میم

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! علمت میں سمجھ گیا آگے چل۔

جبریل حیران ہیں

جبریل بھی حیران ہو گئے کہ میں آیت لے کر آ رہا ہوں جبکہ مجھے بھی نہیں پتہ کہ اس کا معنیٰ کیا ہے۔

آپ کو کیسے پتہ ہے ؟

میں نے وجدان میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ

آپ نے علمت فرمایا جبریل کو پتہ نہیں آپ نے کیسے فرما دیا ؟

تو وجدان نے کہا حضور نے فرمایا اے میں بھی قرآن یہ بھی قرآن

ارے قرآن کو قرآن نہیں سمجھے گا تو کون سمجھے گا۔

تو میں عرض کر رہا تھا۔

یہ قرآن بھی ذکر ہے۔

وہ قرآن بھی ذکر ہے۔

یہ قرآن بھی نازل ہوا ہے۔

وہ قرآن بھی نازل ہوا ہے۔

نہ یہ قرآن پیدا ہوا ہے۔

نہ وہ قرآن پیدا ہوا ہے۔

تو یہ فرماتے جایئے !

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا !

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ .

﴿سورۃ النحل آیت ۸۹﴾

چار خوبیاں

حضراتِ محترم !

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مکتوبی قرآن کی چار خوبیاں بیان فرمائیں۔

نمبر ۱۔ یہ قرآن علم ہے۔

نمبر ۲۔ یہ قرآن ہدایت ہے۔

نمبر ۳۔ یہ قرآن بشارت ہے۔

نمبر ۴۔ یہ قرآن رحمت ہے۔

آئیں وجودی قرآن کو دیکھیں۔

قرآن علم ہے اُس علم کا کیا فائدہ جب اُس کا عالم نہ ہو۔

قرآن کہتا ہے میں چیز کا علم ہوں۔

اب دیکھیں وجودی قرآن کو ارشاد ہوتا ہے۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ

﴿سورۃ النساء آیت ۱۱۳﴾

پتہ چلا مکتوبی قرآن علم ہے۔

وجودی قرآن عالم ہے۔

ضروری نہیں

مکتوبی قرآن معنوی ہے یعنی ہدایت ہے اب مجھے بتاؤ کوئی شخص ساری زندگی اس قرآن کی تلاوت کرتا ہے کیا ضروری ہے کہ اُسے ہدایت آ جا سکی ضروری نہیں کہ ہدایت آ جائے۔

ادھر وجودی قرآن کی شان سماعت فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

انک لتھدی الی صراط مستقیم

پتہ چلا یہ قرآن اگر ہدایت ہے تو مدینے والا قرآن ہادی ہے۔

پتہ چلا یہ قرآن ذکر ہے۔

وہ قرآن بھی ذکر ہے۔

یہ قرآن آیا ہے۔

وہ قرآن بھی آیا ہے۔

یہ قرآن نازل ہوا۔

وہ بھی نازل ہوا۔

یہ قرآن علم ہے۔

وہ قرآن عالم ہے۔

یہ قرآن ہدایت ہے۔

وہ قرآن ہادی ہے۔

اگر یہ قرآن بشارت ہے اُدھر سورۃ احزاب میں ارشاد ہوتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا

﴿سورۃ الاحزاب آیت ۴۵﴾

یہ قرآن بشارت ہے۔

وہ قرآن مبشر ہے پھر ابرابر ہے۔

یہ قرآن رحمت ہے۔

اُدھر سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوتا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین

﴿سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷﴾

پتہ چلا یہ قرآن رحمت ہے۔

وہ قرآن بھی رحمت ہے۔

اب سنتے جاؤ۔

یہ قرآن ذکر بن آیا۔

وہ قرآن بھی ذکر بن آیا۔

یہ قرآن علم بن کر آیا۔

وہ قرآن عالم بن کر آیا۔

یہ قرآن ہدایت بن آیا۔

وہ قرآن ہادی بن کر آیا۔

یہ قرآن بشارت بن کر آیا۔

وہ قرآن مبشر بن کر آیا۔

یہ قرآن رحمت بن کر آیا۔

وہ قرآن بھی رحمت بن کر آیا۔

ان سب خصائص میں دونوں برابر ہیں لیکن اب میں نتیجہ پیش کرتا ہوں کہ مکتوبی قرآن سے وجودی قرآن افضل کیوں ہے۔

قرآن فرماتا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرىٰ لِلْمُسْلِمِيْنَ ۔

﴿سورۃ النحل آیت ۸۹﴾

قرآن صرف مسلمان کیلئے رحمت

یہ قرآن کہتا ہے میں رحمت ہوں مگر صرف مسلمانوں کے لئے عیسا ئیوں کے لئے رحمت نہیں۔

یہودیوں کے لئے رحمت نہیں۔

سکھوں کے لئے رحمت نہیں۔

بے ایمانوں کے لئے رحمت نہیں ہوں۔

یعنی یہ قرآنِ مکتوبی محدود جماعت کے لئے رحمت ہے۔

للمسلمین صرف مسلمانوں کے لئے لیکن وجودقرآن کی فضیلت دیکھیں۔

حضور عالمین کیلئے رحمت

وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت بن کر آئے۔

شیطان کا حصہ

دوستان گرامی! مجھے بتائیں کہ کیا یہ قرآن شیطان کے لئے رحمت ہے؟ نہیں

شیطان نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ عالمین کے لئے رحمت ہیں۔

لیکن آئیں سماعت فرمائیں! شیطان ایک مرتبہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے لئے رحمت بنایا ہے کیا اس میں میرا حصہ ہے؟

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکو بی قرآن جس نے تمہیں فاخرج کہا لیکن میں تمہیں یہ نہیں کہوں گا بلکہ رحمت میں تمہارا حصہ بھی

تمہیں ملے گا۔

جب سے تم زمین پر آئے ہو ہر آٹھ دن کے بعد تمہیں ایک تھپڑ لگتا ہے جس سے آٹھ پہر بے ہوش رہتے ہو تمہیں رحمت کا حصہ دیتا ہوں آج کے بعد تمہیں وہ تھپڑ نہیں لگے گا۔ ﴿سبحان اللہ﴾

دوستان گرامی! یہ فرق ہے مکتوبی قرآن میں اور وجودی قرآن کے خاصے میں کہ یہ قرآن صرف مسلمانوں کے لئے رحمت ہے وہ قرآن تمام عالمین کے لئے رحمت ایک اور بھی خاصہ ہے کہ مکتوبی قرآن وجود قرآن کے پیچھے پیچھے گیا ہے لیکن میرا نبی جو وجودی قرآن ہے وہ اس کے پیچھے نہیں گیا۔

کیسے!

اللہ نے فرمایا ! یا جبریل،

عرض کی ! جی رب جلیل۔

میں نے چند تختیاں لکھیں ہیں ان کا نام زبور ہے جاؤ میرا نبی دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھا ہے اُس کا نام حضرت داؤد ہے دفعتًا واحدۃً یہ زبور لے جاؤ دے آؤ۔

چنانچہ جناب داؤد علیہ اسلام کے پاس زبور آ گئی۔

پھر کچھ گذرا۔

حکم ہوا۔ جبریل۔

عرض کی ! جی رب جلیل

تورات لے جاؤ

میں نے چاہیں تختیاں عبرانی زبان میں لکھیں ہیں ان کا نام تورات ہے جاؤ طور پر حضرت موسیٰ بیٹھے ہیں یہ اُن کو دے آؤ پھر وقت گذرتا رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس کائنات میں بن باپ تشریف لائے۔

اُدھر اللہ تعالیٰ نے پھر جبریل علیہ السلام کو بلایا جبریل عرض کی ہاں رب جلیل،

میں نے تختیاں لکھی ہیں کچھ عبرانی زبان میں ہیں چند تختیاں مصری زبان ہیں یہ لیجاؤ اُس کے پاس جس کو مریم زادہ بھی کہتے ہیں۔

اُسے رُوح اللہ بھی کہتے ہیں۔

اُسے کلمۃ اللہ بھی کہتے ہیں۔

اُسے نبی اللہ بھی کہے ہیں۔

اُسے رسول اللہ بھی کہتے ہیں۔

جس کا اعجاز یہ ہے کہ اپنے قدموں کی ٹھوکر سے مردے بھی زندہ کر دیتا ہے۔

انجیل لے جاؤ

یہ تختیاں لیجاؤ ان کا نام انجیل ہے یہ سب تختیاں ایک ہی بار میں

دے آؤ۔

معلوم ہوا مکمل تورات ایک بار ہی اکٹھے نازل ہوئی۔

زبور یک مشت نازل ہوئی۔

انجیل ایک ہی بار مکمل نازل ہوئی۔

جیسے ہی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔

اُدھر جبریل منتظر ہیں آواز نہیں آئی۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خود بارگاہِ ایزدی میں عرض کی۔

الحمد للہ رب العالمین۔

اے عالمین کے رب

فرمایا! کیا ہے جبریل بتاؤ۔

عرض کی! اے رب العالمین قرآن پاک کے تیس پارے ہیں

دفعتہً واحدۃً مجھے عطا فرماؤ میں لیجاؤں حلیمہ کی بکریاں چرا رہے ہیں حکم فرماؤ

تو یہاں دے دوں۔

قرآن لے جاؤں؟

اُحد پر بیٹھے ہیں۔ فرماؤ تو قرآن یہاں دے آؤں۔

غار حرا میں بیٹھے ہیں۔ فرماؤ تو یہاں قرآن دے آؤں۔

غار ثور میں بیٹھے ہیں۔ فرماؤ تو قرآن یہاں دے آؤں۔

فرمایا! نہیں جبریل یہ تورات زبور انجیل نہیں کہ ایک مرتبہ ہی لیجاؤ کیونکہ اُن کتب میں مرضی بھی شامل ہی تھی لیکن یہ قرآن ہے کچھ مرضی ہے کچھ محبوب کی مرضی کچھ محبوب کے دوستوں کی مرضی۔

انداز کے ساتھ وقت کے ساتھ مرضی بدل سکتی ہے میں موقعے کی مناسبت سے آیات نازل فرماتا رہوں گا تیئس سال میں قرآن لے کر جاتے رہنا۔

محبوب جہاں ہو

میرا محبوب مکہ میں ہو تو قرآن وہاں لے کر جانا۔

میرا رسول مدینے میں ہو قرآن وہاں جائے۔

میرا رسول مسجد میں ہو قرآن مسجد میں جائے۔

میرا رسول اپنے گھر میں ہو قرآن وہاں جائے۔

میرا رسول پہاڑ پر ہو قرآن وہاں جائے۔

میرا رسول غار میں ہو قرآن وہاں جائے۔

میرا رسول میدان جنگ میں ہو قرآن وہاں جائے۔

میرا رسول خلوت میں ہو قرآن وہاں جائے۔

میرا رسول جلوت میں ہو قرآن وہاں جائے۔

کیونکہ اگر یہ قرآن ہے تو وہ صاحب قرآن ہے۔

مکتوبی قرآن وجودی قرآن کے پیچھے پیچھے رہے گا۔

نزول کی شان

آئیں ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! بلال ! حضرت بلال نے عرض کی یارسول اللہ حکم فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! بلال پانی میرے سر میں ڈالو حضرت بلال نے آب آب زم زم کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ انور پر ڈالا سرانور پہ پانی ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلال زیتون کا تیل لے کر آؤ۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ زیتون کا تیل لے کر آئے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیتون کا تیل لگایا اپنی نورانی زلفوں پر کنگھی کرنے لگے۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کنگھی نال حبیب میرے نے جدوں سجائیاں زلفاں
اُس دے پیراں دے وچہ حوراں آن وچھائیاں زلفاں

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ مبارک پر

زیتون کا تیل ڈال کر اپنی زلفوں پر لگانے لگے۔

اُدھر اللہ تعالیٰ نے آواز دی جبریل۔

عرض کی جی رب جلیل۔

اللہ نے فرمایا ! جبریل کیا دیکھ رہے ہو۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یا اللہ میں دیکھ رہا ہوں تیرے محبوب کا ہاتھ ہے ہاتھ پر زیتون کا تیل ہے۔

فرمایا جبریل تیل پہلے بھی تیل ہی تھا لیکن اب میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں پر ہے لہٰذا قرآن کی آیت لے جاؤ۔

والتین والزیتون .

قسم ہے زیتون کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک زلفوں پر کنگھی فرمائی۔

زلفیں سیدھی کیں چہرۂ اقدس بے نقاب ہوا۔

محبوب کا چہرہ

اُدھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبریل !

عرض کی جی رب جلیل۔

اللہ نے فرمایا جبریل میرے محبوب کا چہرہ دیکھ رہے ہو عرض کی ہاں یا اللہ دیکھ رہا ہوں۔

اللہ نے فرمایا ! میرے محبوب نے اپنی زلفوں میں کنگھی کی ہے دیکھ رہے ہو۔

حضرت جبریل نے عرض کی ہاں یا اللہ دیکھ رہا ہوں۔

فرمایا میرے حبیب کا چہرہ دیکھ رہے ہو۔

عرض کی دیکھ رہا ہوں۔

فرمایا پھر انتظار کس بات کا کر رہے ہو جاور اور آیت لے جاؤ۔

والضحٰی والیل اذا سجیٰ .

اے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے روشن چہرے کی قسم ہے جس کی سفیدی سے دن بنے ہیں۔

تیری کالی زلفوں کی سیاہی کی قسم جن سے میں نے رات بنائی ہے۔

حضرت علامہ صائم چشتی کہتے ہیں !

اُجالا صبح کا دیتا ہے اُنکا رخ صائمؔ
اُنہیں کی زُلف کی رنگت گھلی ہے راتوں میں

تو میں عرض کر رہا تھا جیسے جیسے وقت بدلتا رہا جو جو موقع آتا رہا اُسی حوالہ سے قرآن نازل ہوتا گیا۔

انٹرویو کیسے ہوتا ہے؟

میرے دوستو ! ایک بات تو بتاؤ کبھی آپ نے کسی کا انٹرویو ہوتا ہوا

دیکھا ہے ؟

انٹرویو ایسے ہوتا ہے کہ انٹرویو لینے والا کمرے میں ہوتا ہے آواز دینے والا آواز دیتا ہے کریم بخش آجائے رضا آجائے۔

اور انٹرویو دینے والے انتظار کرتے ہیں کہ ہماری باری آئے اور ہم جائیں لیکن قربان جائیں اپنے آقا کی شان وعظمت پر کہ جبریل انتظار کر رہا ہے کہ کب اللہ کا حبیب تیل اپنے ہاتھ پہ ڈالے اور کب میں میں والتین والزیتون آیت لے کر جاؤں۔

قرآن انتظار کر رہا ہے

یہ قرآن انتظار کر رہا ہے کہ جب محبوب اپنے سر اقدس پر کنگھی پھیرے اور میں آیت بن کر والضحیٰ والیل اذا سجی ' کا قصیدہ بن کر نازل ہوں۔

دوستانِ گرامی ! یہ فرق ہے مکتوبی قرآن میں اور اور وجودی قرآن میں آئیں ایک اور بات سنیں۔

یہ قرآن وراثت ہے میرا رسول وارث ہے۔

اب بتاؤ وارث بڑ ہوتا ہے یا وراثت بڑی ہوتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کی وراثت مکان ہے وہ اسی مکان کا مالک ہے وراثت ملکیت ہوتی ہے پتہ چلا قرآن ملکیت ہے رسول اس کا مالک ہے پتہ

چلا میرا رسول قرآن سے افضل ہے کیوں نہ ہو کہ قرآن اس کی ملکیت ہے اور وہ قرآن کا مالک ہے۔

ارے قرآن رسول تو رسول رسول کے غلاموں کے لئے آ رہا ہے۔

صحابہ کرام حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے یار جنگ میں جا رہے ہیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہیں ہیں گھوڑے بھاگ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل سے پوچھا جبریل کیا دیکھا۔

عرض کی یا اللہ ! تیرے محبوب کے غلام گھوڑوں پر سوار ہو کر جا رہے ہیں۔

اللہ نے فرمایا ! پھر دیکھتے کیا ہو جاؤ آیت لے کر جاؤ۔

والعادیات ضبحا فاالموریات قدحا ۔

اے محبوب مجھے ان گھوڑوں کے بھاگنے اڑنے والی گرد کی قسم ہے۔

یا اللہ گرد کی قسم کیوں ؟

فرمایا گرد کی نسبت سم کے ساتھ۔

سُم کی نسبت گھوڑے کی ٹانگ کے ساتھ۔

ٹانگ کی نسبت پیٹ کے ساتھ۔

پیٹ کی نسبت میرے رسول کے صحابی کے ساتھ اس لئے میں قسم فرماتا ہوں۔

رسول قرآن کا مالک ہے

عزیزانِ گرامی ! میں عرض کررہا تھا رسول مالک ہے اور قرآن ملکیت ہے قرآن ورثہ ہے رسول وارث ہے۔

قرآن خاموش ہے اور رسول بولتا ہے۔

قرآن صامت ہے رسول ناطق ہے۔

اگر میں کتاب لکھوں اور یہ دعویٰ کروں کہ میری کتاب قرآن پاک جیسی ہے تو اخباروں میں میرے قتل کا آرڈر جاری کیا جائے گا کہ اس نے اپنی کتاب کو قرآن جیسی کتاب کہہ دیا۔

فیصل آباد میں علماء اعلان کریں گے کہ اس گستاخ کو پھانسی مل جائے کیونکہ یہ اپنی کتاب قرآن جیسی کہہ رہا ہے توجہ چاہتا ہوں جب کوئی اپنی کتاب کو قرآن جیسی کہہ دے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے تو جو شخص اپنے آپ کو رسول جیسا کہے جو گستاخ رسول کی مثل بنے قرآن ناطق جیسا بنے اُس کے بارے میں بھی یہی فتویٰ ہے کہ وہ بھی مرتد ہے۔

ارے جس کی وراثت کی مثل نہیں اُس کی مثل کون ہوسکتا ہے۔

شانِ صدیق اکبرؓ

آئیں شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ دیکھیں صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ یار غار خلیفہ اول تاجدار صداقت سردار صحابہ نے وجودی قرآن اپنے کاندھوں پر اُٹھایا ہوا ہے صدیق کے کندھے ہیں رسول کندھوں پر سوار ہیں۔

شانِ علیؑ

قربان جائیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان پر لیکن ایک وور منظر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ادھر تو رسول کندھوں پر سوار ہیں ادھر رسول نے اپنے کندھوں پر ایک شخصیت کو اٹھایا ہوا ہے یہ علی ہیں سبحان اللہ شان علی کے بارے میں کیا کہوں کس پیمانے سے تولوں کہ میرے نبی نے فرمایا میں بیٹھ جاتا ہوں تو میرے اوپر سوار ہو جاؤ۔

کون ! علی ! جن کا فرمان ہے۔

انا قرآن ناطق.

میں بولنے والا قرآن ہوں۔

یہ عجیب منظر ہے رسول کے کندھوں پر علی ہے یعنی قرآن کے اوپر قرآن ہے۔

ایک ہی نور کے دو جزو ہیں۔

ارے میرا رسول بھی قرآن ہے وجودی قرآن۔

آج مسلمان مکتوبی قرآن کی طرف پیٹھ نہیں کرتا۔

آج مسلمان بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ نہیں لگاتا۔

اور میرا نبی ہے وجودی قرآن میں قربان جاؤں علی کے بیٹے پر امام

حسین علیہ السلام کہ رسول کے اوپر تشریف فرما ہے۔

ایک نکتہ

ایک اور نکتہ سنیں۔

ایک مرتبہ مجھ سے کسی نے سوال کیا قبروں پر چادریں کیوں

چڑھاتے ہیں۔

میں نے کہا ! پہچان کے لئے۔

اُس نے کہا ! میں سمجھا نہیں۔

پہچان بتاتا ہوں میں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا۔

فلاں انگلش کتاب لے کر آؤ وہ گیا تو ایک گھنٹے کے بعد آیا۔

میں نے کہا ! اتنی دیر لگا دی۔

اُس نے کہا ! ڈھونڈتے ڈھونڈتے اتنا وقت لگ گیا۔

پھر میں نے دوسرے بیٹے کو بلایا اور کہا میتھومیٹرک کی کتاب

لائبری سے لے کر آؤ۔

وہ تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پینتیس منٹ کے بعد لے کر آیا۔

میں نے کہا ! اتنی دیر لگا دی اُس نے جواب دیا سرکار ڈھونڈتے

اتنا وقت لگ گیا۔

میں نے کہا ! جاؤ قرآن پاک لے کر آؤ۔

وہ گیا اور ایک منٹ میں لے آیا۔

میں نے کہا ! اتنی جلدی کیسے آئے ؟

اُس نے کہا ! سرکار ہزاروں کتابوں میں اس پر غلاف تھا میں نے دور سے دیکھ کر غلاف کی وجہ سے پہچان لیا قرآن پاک ہے۔

مکان بہت ہیں

تو میں نے اس شخص سے کہا یہ پہچان ہے ایک اور مثال دیتا ہوں مکان تو بہت سے ہیں۔

لیکن دور سے پتہ چلے کہ یہ خانہ کعبہ ہے اس کے اوپر غلاف ہے۔

کتابیں دوسری ہیں اس پر غلاف اس لئے ہے کہ پتہ چل جائے یہ اللہ کی کتاب ہے اس طرح قبریں تو کروڑوں ہیں داتا صاحب کی قبر انور پر غلاف اس لئے چڑھایا ہے کہ علم ہو جائے یہ اللہ کے ولی کی قبر ہے اس لئے ہم غلاف چڑھاتے ہیں ۔تو میں عرض کر رہا تھا ....مکتوبی قرآن اور وجودی قرآن!!!

عزیزانِ گرامی ! وجودی قرآن......مکتوبی قرآن سے اس لئے افضل ہے کہ مکتوبی قرآن ، وجودی قرآن کی صفت ہے ، وجودی قرآن

کا کلام ہے...... وجودی قرآن کی حدیث ہے کیوں نہ کہوں۔

کتاب اللہ کا حُسنِ معانی
محمد مصطفٰے کی زندگانی

حدیثِ مصطفٰے کیا ہے؟ بتادوں!
اُنہیں کی داستاں اُن کی زبانی

عروج مصطفٰے ہے اُدن مِنّی
صدائے طور کیا ہے؟ لن ترانی

وجودی قرآن کیسے آیا

آپ کیا سمجھیں گے کہ میں نے کیا شعر پڑھے ہیں بہر حال! اب میں وجودی قرآن کی آمد آپ کے سامنے بیان کرنے لگا ہوں۔ مکتوبی قرآن کا تو آپ کو پتہ چل گیا کہ مکتوبی قرآن کیسے آیا؟

تئیس برس میں...... جہاں جہاں حضور جاتے پیچھے پیچھے قرآن آتا کبھی حضور قرآن کے پیچھے نہیں گئے کہ فلاں جگہ جاؤں قرآن آرہا ہے...... اُسے وصول کرلوں۔

نہیں...... اگر حضور مکہ میں ہیں تو قرآن مکہ میں آرہا ہے............

اگر حضور مدینہ میں ہیں تو قرآن مدینہ میں آرہا ہے............اگر حضور نماز میں ہیں تو قرآن نماز میں آرہا ہے۔

قرآن حضور کے پیچھے پیچھے آتا رہا......اور حضور کیسے آئے ؟ کب بنے؟......وہ آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔

قرآن بھی آیا ہے اور میرا مصطفےٰ علیہ السلام بھی آیا ہے۔

میرے نبی جسموں میں رسول ہیں۔

روحوں میں عکس ہیں

عکسوں میں نور ہیں

وجودی قرآن کی آمد

انوار میں رب کا راز ہیں اور رب کا راز ملاں کی سمجھ میں کیا آئے؟

درود شریف پڑھ لیں!!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے !

وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَد

﴿سورۃ الصف آیت ۶﴾

اِس آیت مبارکہ کا بیک گراؤنڈ پیش کرتا ہوں ......سیاق وسباق پیش کرتا ہوں۔

یروشلم کا ایک گاؤں ہے اس گاؤں کا نام ناصرہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ

السلام ناصرہ کے رہنے والے تھے۔

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھے باہر نکلے...... چہرے پر......

ربّ کی روح پر...... جمالِ الٰہی کی مسکراہٹ آئی ہے۔

چند حواری آپ کے پاس آئے اُنہوں نے کہا !

یا رُوح اللہ ! آج بڑے خوش ہیں۔

آپ نے فرمایا ! میں نے ایک خاص اعلان کرنا ہے...... اعلان

کر دو جتنے بھی ماننے والے، نہ ماننے والے...... اکٹھے ہوں کہ ابن مریم

آج ایک اعلان کرنا چاہتا ہے۔

دنیا اکٹھی ہوگئی۔ ان میں یروشلم کے کچھ یہودی بھی تھے۔ جناب

عیسیٰ علیہ السلام اسٹیج پر آئے۔

انجیل کا حوالہ

آئیں حوالہ سُن لیں...... انجیل برناس باب نمبر ۴۲ صفحہ ۱۹۶ پر موجود

ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ! میں تمہیں آج ایک بہت بڑی خوشخبری

سنانے والا ہوں۔

لوگ ایک دوسرے کو کہنیاں مارنے لگے۔ کہ یہ مردے زندہ کرنے

والا ...... غیب کی خبریں بتانے والا ...... کوڑھیوں کو شفاء دینے والا ......

اندھوں کو بینا بنانے والا............آج کوئی نیا کام ہی دکھائے گا...... نیا معجزہ دکھائے گا۔

آپ نے فوری طور پر فقرہ بولا۔ میرے بعد ایک آ رہا ہے۔

عزیزانِ گرامی !

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ پیدا ہونے والا ہے بلکہ کہا آنے والا ہے۔

کیونکہ وجودی قرآن ہے جس کا نام احمد ہے...... یہ جملے حضرت مریم علیہ السلام کے صاحبزادے کے بے ساعت سامع کو اتنے پسند آئے کہ قرآن کی آیت بنادی۔

وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَد

﴿سورۃ الصف آیت ٦﴾

میں تمہیں بشارت دے رہا ہوں اس رسول کی

جو میرے بعد آئے گا۔ اُس کا نام احمد ہوگا۔

تین یہودی اُٹھ کر کھڑے ہو گئے...... کہنے لگے......اے ابن مریم یہ تورات ہماری بغل میں ہے......ہم نے تو سُنا تھا جس مسیحا کے بارے میں موسیٰ نے خبر دی......جس مسیحا کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام کہتے رہے۔

وہ مسیحا آپ ہیں اور آپ کس مسیحا کا نام لے رہے ہیں؟

میں وہ نہیں ہوں

خُدا کی قسم ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسمِ اطہر کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا! خُدا کی قسم! میں وہ نہیں ہوں ...... وہ میرے بعد آ رہے ہیں۔

اُنہوں نے کہا ! پھر تم کون ہو ؟

مُردے تم زندہ کرتے ہو۔

جو کھا کے آئیں وہ تم بتاتے ہو۔

جو چھوڑ کر آئیں وہ تم بتاتے ہو۔

پھونک مار کر اندھوں کا شفاء دیتے ہو۔

پھونک مار کر کوڑھیوں کا شفاء دیتے ہو۔

مٹی کا جانور پھونک مار کر زندہ کر دیتے ہو۔

تم کون ہو ؟ کیا تم مسیح نہیں ہو ؟ کیا وہ تم سے بھی بڑا ہے۔

ابن مریم نے وہ جملہ بولا ...... اگر برداشت کر سکو تو میں بولتا ہوں۔ کہ آپ نے کیسے موازنہ کیا اپنا اور ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ! مجھے اُس جیسا کہنے والو خدا کی قسم ! میں اُس کے پیروں میں پڑی ہوئی جوتی کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہیں ہوں۔

وجودی قرآن کی شان

سُنو ! وجودی قرآن کی شان ...... عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے
ہیں ...... میں اُس کی جوتیاں اُٹھانے کے قابل بھی نہیں ہوں پھر حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے فرمایا !

میں آج بنا ہوں وہ پتہ نہیں کب کا بنا ہے جس کے بننے کا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں پتہ آج کا مولوی کیا جانے گا؟

اے مُلاں ! تُو نے آمنہ کی گود میں آتا ہوا دیکھا ہے بنتا ہوا نہیں
دیکھا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا !

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ

﴿سورۃ الصف آیت ٦﴾

میں بشارت دے رہا ہوں

میں نے عالمِ تصور میں کہا ! یا عیسیٰ علیہ السلام آپ بڑے خوش
ہیں کیوں ؟

آپ نے فرمایا ! اِس لئے کہ مجھے یہ شرف حاصل رہا ہے کہ اُن کی
آمد کا اعلان میں کر رہا ہوں۔

ولادت اختیاری ہے

عزیزانِ گرامی ! میرے رسول کی ولادت اختیاری ہے......

مجبوری نہیں۔

سنو عزیزانِ گرامی ! ہر شخص آنے کے لئے نطفے میں اپنے باپ کا

محتاج ہوتا ہے اپنی ماں کے رحم کا محتاج ہوتا ہے۔

والدین کا ملاپ ہو تو بچہ پیدا ہوتا ہے...... جب نبی بنے اُس وقت

حضرت عبداللہ تھے ؟ نہیں

بی بی آمنہ تھیں ؟ نہیں ۔

حضرت ابراہیم تھے ؟ نہیں

حضرت آدم تھے ؟ نہیں

ارے جب انسانیت کا باپ ہی نہیں تھا تو کس کی احتیاج اُسے

ہوتی۔

ارے ! میرے آقا اُس وقت بنے تھے۔ جب کائنات ہی نہیں

تھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے بنایا تو میرے نبی نے مسکرا کر فرمایا ! کوئی اور

بھی بنایا ہے ؟

زبانِ قدرت بولی ! تیرے پیار کی قسم

انت و انا .... انا و انت

تو ہے اور میں ہوں تیسرا کوئی نہیں ہے

ارے یہ تو شرف ہے میرے رسول کا کہ اُنہوں نے پسند فرمایا

حضرت عبداللہ علیہ السلام کو حضرت بی بی آمنہ علیہ السلام کو۔

ایک قرآن، ایک رسول

عزیزانِ گرامی ! آئے دو ہیں۔

نمبر۱ قرآن

نمبر۲ میرا رسول

اگر یہی موضوع بیان کرنا ہو تو ساری رات گذر جائے گی بات ختم نہ ہوگی۔ لہٰذا میں آپ کو صرف یہی بتانا چاہتا ہوں کہ رسول کب سے ہے۔

سُنیں ! ماں باپ نہیں تھے۔ اور میرے آقا تھے۔

آئیں سماعت فرمائیں ! جب بارہ ربیع الاوّل چار بج کر بیس منٹ ہوئے۔ جبریل نے کہا !

اِظهرة يا سيد المرسلين

اظهرة يا رحمة اللعالمين.

پیارے حبیب ظاہر ہوں

اے سیّد المرسلین ظاہر ہوں

اے رحمۃ اللعالمین ظاہر ہوں

بی بی نے کہا میرے بیٹے کا ناڑو نہیں تھا۔ ناف نہیں تھی ۔

بی بی کیوں ! اندھا بچہ زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن ناڑو کٹا ہوا بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ نہیں رہ سکتا۔

سوال کیا...... آمنہ علیہ السلام یہ کیا ؟

فرمایا ! جاہل جو پیدا ہوتا ہے وہ ناڑو لے کر آئے ہیں اور جس نے آنا ہو اُن کے ناڑو نہیں ہوتے۔

قرآن سنیں !

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا . رَسُوْلًا

﴿سورۃ الطلاق آیت ۱۰،۱۱﴾

تحقیق میں نے ذکر مجسم کر کے رسول بنا کر تم میں نازل کیا

تو یہ...... میرا نبی ذکر ہے.......... قرآن بھی ذکر ہے۔

میرا نبی ناطق قرآن ہے   یہ صامت قرآن

ایک کو کہتے ہو پیدا ہوا ایک کو کہتے ہو نازل ہوا ہے۔ تحقیق کی انتہاء بیان کر رہا ہوں۔

دونوں اکٹھے تھے

وجودی قرآن اور مکتوبی قرآن دونوں اکٹھے تھے۔ میری قمیض میرے بدن سے سب سے زیادہ قریب لیکن جو میں بول رہا ہوں وہ میرے

اندر سے نکل رہا ہے۔

قمیض قریب ضرور ہے لیکن باہر ہے اور جو علم ہے اُس کا تعلق

میرے اندر سے ہے۔

علم عندیت ہے

قمیض لدن ہے۔

گیارہ نزول

ارے قرآن بھی ذکر ہے میرا رسول بھی ذکر ہے۔ یہ دونوں اکٹھے

تھے۔ قرآن لدن میں تھا رسول عندیت میں تھا۔

قرآن لدن سے چلا آیا قلم کی نوک پر لکھا۔

قرآن لدن سے چلا آیا لوحِ محفوظ کے سینے پر

قرآن لدن سے چلا آیا اسرافیل کی پیشانی پر۔

قرآن لدن سے چلا آیا جبریل کی آنکھوں میں

قرآن لدن سے چلا آیا جبریل کی زبان پر۔

قرآن لدن سے چلا آیا محمد عربی کے قلب پر۔

قرآن لدن سے چلا آیا سرکار کی زبان پر

قرآن لدن سے چلا آیا صحابہ کے قلوب واذہان پہ۔

قرآن لدن سے چلا آیا دُنیا کے قلموں پر۔

قرآن لدن سے چلا آیا حافظوں کے سینوں میں۔

قرآن لدن سے چلا آیا کاغذ کے پرزے پر۔

گیارہ نزول قرآن کے ہوئے تو کاغذوں پہ آیا۔ اور تم اب بھی کہتے ہو قرآن نور ہے۔ اِس کی حقیقت تبدیل نہیں ہوئی۔ حالانکہ لکھتے بھی تم اپنے ہاتھوں سے ہو۔

لکھے کرم دین ولد جمال دین اور کہتے ہو اللہ کا نور ہے۔

لکھتے ہو خود اور کہتے ہو اب بھی پاک ہے ابھی اسے چوما جا رہا ہے۔

گیارہ منازل میں ظہور

ارے جب ایک قرآن نے گیارہ منازل طے کر لیں تو دوسرے نے بھی گیارہ منازل ہی طے کر کے آنا تھا۔

آؤ ! میں بتاؤں وجودی قرآن کے بارے میں، میرا نبی عندیت میں تھا۔...... یہاں سے چلا حقیقتِ مصطفیٰ بنا۔

اِس کا مجھے کیا پتہ...... جبریل کو حقیقتِ مصطفیٰ کا نہیں پتہ تھا۔ پھر سرکار ایک سچے موتی کے رُوپ میں بنے۔

پھر بنا حقیقتِ مصطفیٰ کا پانی

پھر بنا پیکر مصطفیٰ

پھر آیا آدم کی پیشانی پہ

پھر آیا آدم علیہ السلام کی صُلب میں

پھر آیا بی بی حوا کے شکم میں

پھر آیا حضرت عبداللہ کی صلب میں

پھر آیا حضرت بی بی آمنہ کے رحم میں

پھر عالمِ ناسُوت میں بشری لباس پہن کر گیارہ منازل میں نازل ہوا۔

وہ قرآن بھی گیارہ منازل میں اُترا۔

یہ قرآن بھی گیارہ منازل میں اُترا۔

اے مولویو ! میں محمد عربی کو کس پیمانے سے ناپوں کہ اکٹھے رہ کر اکٹھے نازل ہوئے فرق اتنا ہے وجودی قرآن تھوڑا پہلے آیا......مکتوبی قرآن بعد میں آیا......آئے اکٹھے ہیں۔

اللہ نے قرآن سے فرمایا ! اے قرآن میرے رسول کی برابری نہ کر ٹھہر جا،

یہ کنگھی پھیرے گا......تُو واللیل کا ترانہ بن کر جانا۔

سُرمہ آنکھوں میں ڈالے گا......تُو ماذاغ کا افسانہ کر جانا۔

یہ تو یہ رہ گیا۔علی گھوڑا دوڑائے گا......والعادیات ضبحا بن کر جانا۔

شانِ محمدی

سنو ! قرآن اِس کا مقابلہ نہیں کرسکتا یہ قرآن کا ورق ہے...... یہ پاک تر ہے۔

قرآن پاک ہے

قرآن طیب ہے

قرآن طاہر ہے

اگر نیچے گرد میں گندگی میں گرا اس ورق پر گندگی لگ گئی۔ مطلب یہ ہوا کہ قرآن کی حقیقت پاک ہے ورق پر نجاست لگ گئی۔

قرآن کا ورق نجاست پر لگا، نجس ہو گیا اور محمد عربی کی شان دیکھو۔

انما المشرکون نجس

﴿سورۃ التوبہ آیت ۲۸﴾

نجس سب سے نجس مشرک ہے میرے رسول کے ساتھ لگا صحابی بن گیا۔

یہ قرآن ہے گندگی پر گرا طاہر اُوہ نجس ہو گیا۔ اور محمد عربی کے ساتھ لگا تو دُنیا کا غلیظ ترین لگا طیب و طاہر ہو گیا۔ ارے یہ قرآن تو محبوب کا قصیدہ ہے۔

ہاتھ جوڑ کر علماء سے پوچھتا ہوں ! سوالاکھ انبیاء میں سے کسی نبی

کی قسم قرآن نے کھائی ہو۔ نہیں کھائی ...... لیکن اس کے غلاموں کے
گھوڑوں کے پاؤں میں لگی گرد کی قسم کھا رہا ہے۔ کیوں ؟ دلدل کی قسم کھاتا
ہے۔

بتاؤ تُو سمجھے گا میرے رسول کو اور میرے رسول کی نعلین شریف کو
سمجھ کر دکھاؤ۔

کروڑوں مساجد مل کر کعبے جیسا مقام حاصل نہیں کر سکتے، کروڑوں
کعبے مل جائیں عرش کے برابر نہیں ہو سکتے۔

مجھے سمجھاؤ ! رسول کے نعلین میں کمال کیا ہے کہ عرش پر جاتے ہیں
تو نعلین سمیت جاتے ہیں۔

سنو غور کے ساتھ ! نکتہ سماعت فرمائیں۔

واتبعوا نور الذی انزل معه

اِس آیت میں اچھے لوگوں کی قرآن تعریف کر رہا ہے۔ کہ فلاح
یافتہ لوگ کون ہیں، وہ اتباع کرتے ہیں اِس نور کی جو محبوب آپ کے ساتھ
اُترا ہے۔

حاجی عبدالمناف کو کوئی کہے کہ خضر کچھی صاحب کو کھانا کھلاؤ یہ نجم
شاہ کے ساتھ آیا ہے تو میرا خیال ہے عقل کا دشمن بھی یہ بات سمجھ لے گا کہ
جس کار میں نجم شاہ آیا ہے خضر کچھی بھی اُسی میں آیا ہے۔

قرآن کہتا ہے

واتبعوا نور الذی انزل معہ

اُس نور کی اتباع کرتے ہیں جو تیرے ساتھ اُترا ہے۔

ارے ! قرآن کو تو کہتے ہو اُترا ہے اور جس کے ساتھ آیا ہے وہ بھی اُترا ہے ہماری طرح کی پیدائش نہیں ہوئی۔

ایک اور نکتہ

ایک اور نکتہ سماعت فرمائیں۔

علامہ امام کانی کہتے ہیں۔

جب جسم فطرت کے پروں سے آزاد ہو پھر اُس کی مرضی خواہ نطفہ بن کر اُترے...... خواہ انسان بن کر آئے ...... خواہ فرشتہ بن کر اُوپر چلا جائے۔ اور حسان بن ثابتؓ نے کہا !

خلقت مبرأ من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

ایسے تجھے بنایا، جیسے تم نے چاہا،

میرے نبی نے جیسے چاہا، کیونکہ اُس کی مرضی چنانچہ آپ اپنی مرضی کے مطابق سے پیدا نہیں ہوئے۔ آپ کا نزول ہوا ہے۔ آپ کا ظہور ہوا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ! میرے بعد رسول آئے گا

جس کا نام احمد ہوگا۔

احمد کیوں کہا ؟

عزیزانِ گرامی ! میرے نبی کا مشہور نام تو محمد ہے تو پھر حضرت عیسیٰ نے یہ کیوں نہ کہا !

یاتی من بعدی اسمہ محمد

احمد کیوں کہا ؟ ایک جواب وہ جو سب علماء دیتے ہیں کہ جی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اُس طرح پیدا نہیں ہوئے جیسے عام بچے ہوتے ہیں بلکہ آپ آسمانی پھونک سے تخلیق کئے گئے ہیں لہٰذا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آسمانی نام بتادیا۔

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث پاک ہے۔

اسم علی الارض محمد

حضور کا نام زمین پر محمد ہے، آسمان پر احمد ہے اور حضرت عیسیٰ آسمانی پھونک سے بنے اس لئے آپ نے احمد کہا۔

دوستانِ گرامی ! میں آپ کے سامنے ایک جملہ کہوں گا ہوسکتا ہے خشک ملاں فتویٰ لگادیں۔ لیکن یہ جملہ کہنے والے سیّد محمد کالپوری ہیں آپ اپنی تصنیف علم حقیقت کے صفحہ چار پر لکھتے ہیں۔

اسم علی الارض محمد وفی اسمآء احمد وفی

السرائے بمحمود وعلی العرش احد.

رسول اللہ فرماتے ہیں۔اے لوگو !

میں زمین پر محمد ہوں

میں آسمان پر احمد ہوں

میں تحت الثریٰ پہ محمود ہوں۔

اور عرش پر احد ہوں۔

﴿علم حقیقت ص ۴﴾

میرے بعد مجھ پر فتویٰ لگانے والو ! بعد میں فتوے نہ لگایا کرو، آؤ میں تمہارے سامنے موجود ہوں جو بات کرنی ہے سامنے کرو۔

اب میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمانی ہوئے، پھونک آسمانی تھی۔

تو کیا وہاں سرکار کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھے۔

جنت کے پتوں پر اسم محمد

حوروں کی پلکوں پہ اسمِ محمد

فرشتوں کے پروں پر اسمِ محمد

سورج کے سینے پہ اسمِ محمد

ماہتاب کے سینے پہ اسمِ محمد

پتے پتے پہ حضور کا نام اقدس تھا جنت کے دروازوں پہ نور سے اسمِ

محمد لکھا ہوا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسمہ محمد کیوں نہیں کہا ؟

چار نام مخفی تھے

میں بتاتا ہوں، کیوں نہیں کہا ! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چار نام چھپا دیئے تھے۔

ان اللّٰہ حجاب السما محمد وعلی و الحسن والحسین ان الصبار الخلائق.

اللہ تعالیٰ نے چار اسماء دُنیا سے چھپا کر رکھے۔ ایک محمد...... دوسرا علی...... تیسرا حسن...... چوتھا حسین۔

حتیٰ سماھم بھا

جتنی دیر تک وہ رکھے نہیں گئے۔

یا اللہ ! کیوں ؟

اِس لئے کہ کوئی میرے محبوب سے پہلے اسمِ محمد نہ رکھے، میں گوارا نہیں کرتا۔

کوئی علی سے پہلے علی بنے۔

کوئی حسن سے پہلے حسن بنے۔

کوئی حسین سے پہلے حسین بنے۔

جس کی غیرت نام میں مماثلت گوارا نہیں کرتی اور تم ڈیڑھ من کے

ہو کر کہو میں اور نبی ایک جیسے۔ کیا اللہ برداشت کرے گا ؟ کبھی نہیں۔

ہدہد کا واقعہ

توجہ فرمائیں ! آپ کی نظر بات کرتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ بڑے آب و تاب میں ...... بڑے جوش و خروش میں ...... کہ میں روئے زمین کا بادشاہ ہوں۔

میں پرندوں کا بادشاہ ہوں۔

میں جنات کا بادشاہ ہوں۔

میں حیوانات کا بادشاہ ہوں۔

میری حکومت ہوا پر بھی ہے۔

میری حکومت خلائق الارض پر بھی ہے۔

حاضری لگنے لگی۔

کوا	حاضر ہے
چڑیا	حاضر ہے۔
طوطا	حاضر ہے
ہدہد	موجود نہیں۔

اللہ کا نبی جلال میں تھا...... جوش میں آ گیا...... فرمایا !

اُسے آ لینے دو اگر اُس کے پاس معقول دلیل نہ ہوئی یا میں اُسے

ماروں گا یا ذبح ہی کر دوں گا۔ ابھی اللہ کا نبی جلال میں آ کر فیصلہ سُنا ہی رہا ہے اور وہ 2 چھٹانک کا پرندہ اُڑتا اُڑتا آ گیا۔

فرمایا ! اے ہُد ہُد ! کہاں گئے تھے ؟

ہُد ہُد ! وہیں فضا میں کھڑا ہو گیا اور بڑے نخرے کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھنے لگا۔

کہا ! نبی بن کر پوچھیں احترام کے ساتھ بتا دوں گا۔ بادشاہ بن کر پوچھیں گے تو کوئی جواب نہیں دوں گا۔

آپ کی نبوت کا پاس ہے ...... بادشاہت کا مجھ پہ کوئی رُعب نہیں ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ششدر اور حیران ہو گئے۔

اے ہُد ہُد ! تو چھٹانکی کا پرندہ اور میں رُوئے زمین کا بادشاہ ہوں تو نے یہ کیا کہا ہے ؟

ہُد ہُد بولا ! میں نے جو کہا ہے سچ کہا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جلال سے فرمایا !

آگے آؤ۔

ہُد ہُد اُڑتا ہوا آیا اور سلیمان علیہ السلام کے بائیں ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔

ہُدہُد کی مسکراہٹ

آپ نے فرمایا ! تجھے چھری پھیر دوں گا اور ہُدہُد مسکرا رہا ہے۔

آپ نے فرمایا ! آصف بن برخیا ! چھری منگواؤ۔

ہُدہُد حضرت سلیمان علیہ السلام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے۔ آپ میں جرأت ہی نہیں!!

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے لٹا دیا۔

ہُدہُد نے کہا ! چُھری پھیرنے سے پہلے ایک بات سُن لیں بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ آپ نبی ہیں......سن لیں۔

آپ نے فرمایا ! بتاؤ

ہُدہُد بولا ! میری بات سے آپ کے ہاتھوں سے چھری نیچے گر پڑے گی اس لئے اسے رکھ کر سُنیں۔

آپ نے چھری رکھ دی......فرمایا ! بتاؤ

اُس نے اپنا دایاں پر اُوپر اُٹھایا اور بولا ! اے اللہ کے نبی غور سے دیکھو۔

مکتوب علی جناح بخط سریانیة محمد رسول الله.

میرے پر پہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لکھا

ہے چھری پھیریں گے۔

ارے ہُد ہُد کے پر پہ لکھا ہو تو اُسے سلیمان علیہ السلام چومتے ہیں۔

آج بھی اپنے دل پہ اسمِ محمد لکھو۔خدا کی قسم ! تجھے قبر کی مٹی چومے گی۔

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا !

یاتی من بعدی اسمه احمد

میرے بعد جو آئیں گے اُن کا نام احمد ہوگا۔

آمنہ کی گود

اب آپ کے سامنے مختصراً آمد رسول پیش کرتا ہوں۔

حضرت سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی گود میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا اُس طرح ولادت نہیں ہوئی جس طرح ولادت ہوتی ہے۔

میں نے بی بی سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا سے پوچھا کہ کیا جب ہمارے آقا تشریف لائے آپ نے لائٹ جلائی تھی۔

فرمایا ! جن کے بچے پیدا ہوں وہ لائٹ جلاتی ہیں۔

خرج منی نور. ولادت نہیں، نور خارج ہوا۔

امام الانبیاء دنیا میں تشریف لے آئے۔سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے امام الانبیاء کو اپنے ہاتھوں پہ اُٹھایا ہوا ہے۔

نقاب رُخ سے اُٹھا دو بڑا اندھیرا ہے
چراغِ طور جلا دو بڑا اندھیرا ہے

بی بی آمنہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا باہر تشریف لائیں۔ دیکھا میرے نبی علیہ السلام کے دادا جان سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔

بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا نے تاجدارِ انبیاء حضرت عبدالمطلب کے ہاتھوں پہ دیا اور کہا ! اباجان ! عبداللہ کی نشانی دنیا میں تشریف لائی ہے اس کا نام رکھیں۔

عبدالمطلب سوچ رہے ہیں۔

اُدھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! جبریل

عرض کی ہاں ربِ جلیل !

فرمایا ! دیکھو عبدالمطلب نام رکھنے لگے ہیں چنانچہ اسم محمد علی لسان عبدالمطلب۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی زبان پر اسمِ محمد جاری فرمادیا کہ عبدالمطلب اس کا نام کوئی نہ رکھ کیونکہ ہم نے تو کُن سے پہلے اس کا نام محمد رکھا ہے۔

جب نام رکھ دیا آقا سردارِ عرب کے پہ تشریف فرما ہیں اور وقتِ حال یہ ہے کہ دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے۔

حضرت عبدالمطلب مکے کی اُس گلی سے باہر نکلے آگے عرب کے کچھ سردار اکٹھے تھے،

جب اُنہوں نے امام الانبیاء کو حضرت عبدالمطلب کے ہاتھوں پہ دیکھا۔ اُنہوں نے کہا ! اے عرب کے سردار ! اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے ؟

فرمایا ! محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

عرب کے قریشیوں نے کہا ! اے عبدالمطلب اپنے خاندانی نام چھوڑ کر نیا نام کیوں رکھا ہے۔

کوئی بولا کنانہ رکھو۔

کوئی بولا ہاشم رکھو۔

کوئی بولا مطلب رکھو۔

کوئی بولا قصی رکھو۔

یہ نیا نام کیوں رکھا ہے ؟ یہ نام کیا ہے محمد تعریف کیا ہوا اِس کی حمد کس نے کرنی ہے۔

﴿نمبر۱﴾ تاریخ ابو الفداء سات سو سال پرانی کتاب میں موجود ہے۔

﴿نمبر۲﴾ دلائل النبوۃ امام بیہقی دونوں میں موجود ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے کیسا جواب دیا جب اُنہوں نے اعتراض

کیا۔

آپ کے چہرے پہ جلال آ گیا......سب سے فرمایا ! بیٹھ جاؤ۔

سب بیٹھ گئے......فرمایا ! تم کہتے ہے کون اُس کی تعریف کرے گا

میں بتاتا ہوں کون اس کی حمد کرے گا۔

ان حمدہٗ اللّٰہ فی السما و خلقه فی الارض .

زمین پر مخلوق حمد کرے گی اور لامکاں پر ربّ حمد کرے گا۔

حمد یحمد تحمید فھو محمد

جس کی بار بار حمد کی جائے۔

حضرات گرامی ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کیسے

تخلیق فرمایا اور کیسے بھیجا کیا اسماء دیئے......کیا انوار دیئے......ان کو اگر ہم

سوچنے لگیں تو عقل پہ چھالے پڑ جائیں گے۔

لہٰذا امام الانبیاء کو سوچنے سے گذارا نہیں انہیں ماننے سے ہی گذارا

ہے۔

کیونکہ ان کا مقام ماورا ہے۔

اُن کی تخلیق ماورا ہے۔

ارے جس نبی کے غلام ہماری سمجھ میں نہ آ سکیں وہ نبی......وہ امام

ہماری سمجھ میں کیسے آ سکتے ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ! '

وہ میرے بعد آئیں گے اور اُن کا نام احمد ہوگا۔

بارہ کی رات

حضراتِ گرامی !

پھر وہ وقت آیا...... بارہ ربیع الاول کی رات آئی ایک رات کا ذکر قرآن بھی کرتا ہے۔

انا انزلنه فی لیلة القدر

وما ادرک ما لیلة القدر

لیلة القدر خیر من الف شهر

جس رات قرآن آیا اُس رات کی شان یہ ہے کہ وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

عزیزان گرامی ! یہ مکتوبی قرآن ہے...... میرا رسول وجودی قرآن ہے۔

یہ قرآن صامت ہے۔

میرا رسول قرآنِ ناطق ہے۔

جس رات قرآن آیا وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے لیکن جس رات قرآن ناطق آیا وہ رات لاکھوں راتوں سے افضل ہے۔

حوروں کی آمد

وہ رات آئی جس رات حضور علیہ السلام نے آنا تھا اُس رات حوروں کی ایک جماعت آئی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ نے دیکھا۔ سیّدہ آمنہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے سوال کیا۔ من انت ؟ تم کون ہو ؟

اُنہوں نے کہا ! بی بی ہم مکہ کی رہنے والی نہیں ہیں ...... ہم مدینے کی رہنے والی نہیں ہیں ...... ہم شام کی رہنے والی نہیں ہیں۔...... ہم عراق کی رہنے والی نہیں ہیں۔

فرمایا ! پھر کہاں سے آئی ہو ؟

اُنہوں نے کہا ! ہم آسمان کی حوریں ہیں اور یہاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائیاں بن کر آئی ہیں۔

امام الانبیاء کی والدہ نے فرمایا ! بیٹھ جاؤ۔

حوروں نے کہا ! ہمیں حکم نہ دیجئے کیونکہ ہماری سردار لابہ تشریف لا رہی ہے۔

عزیزانِ گرامی ! لابہ جنتی حوروں کی سردار کا نام ہے۔ یہ ولادت کے موقع پر صرف دو مرتبہ زمین پر آئی ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اور دُوسری مرتبہ جناب حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام

کی ولادت کے موقع پر۔

اُنہوں نے کہا ! جب تک ہماری سردار نہ آئے ہم زمین پر نہیں بیٹھتیں۔

یہ نور کا جھولا ہم لے کر آئی ہیں اِس پر لابہ تشریف فرما ہو گی۔ جب وہ بیٹھ جائیں گی تو پھر ہم بھی بیٹھ جائیں گی۔

سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں۔ آسمان سے جھلمل جھلمل کرتی ہوئی نور کی برسات کی ڈولی میں لابہ آئی۔

حوروں نے جھولا آگے کیا...... لابہ بیٹھنے کی بجائے دوسری طرف چلی گئی...... اُنہوں نے جھولا دوسری طرف رکھا۔ لابہ پھر پہلی جگہ پر آ گئی۔

حوروں نے عرض کی ! اے ہماری ملکہ اِس پر بیٹھتی کیوں نہیں۔

لابہ نے کہا ! یہ جھولا لے جاؤ...... میں نے جس کے استقبال کرنے کی خاطر اجازت حاصل کرنے کے لئے ایک ہزار سال کا سجدہ کیا سجدے سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! لابہ سوال کرو...... حسن و جمال مانگو...... بادشاہی مانگو۔

محبوب کی دایہ

میں نے کہا ! اے ربّ العالمین کائنات کا کچھ نہیں چاہئے بس اتنی تمنا ہے اپنے محبوب کی دائی بنا کر دُنیا میں بھیجنا۔

میں تو اپنے آقا کے استقبال کے لئے حاضر ہوئی ہوں میں اس جھولنے پر کس طرح بیٹھ سکتی ہوں۔

پھر وہ نور ظہور میں آیا...... اُس کے آتے ہی ہر طرف بہاریں آئیں .... آمدِ رسول کے واقعات بہت زیادہ ہیں وقت کافی ہو چکا لہٰذا اپنے خطاب کو ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔

کرم بن کر وفا بن کر عطا بن کر سخا بن کر
خدا کا نور اُترا آسماں سے مصطفےٰ بن کر

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

ربیع الثانی

شانِ غوثِ اعظم

خطبہ

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الذی روحة نسخة احدیت فی الاھوت قلبہٗ خزانۃ الحی الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام الجبروت . جسدہٗ صدرت معال الملک والملکوت وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائِر اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانہٗ فی الکلام المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

درود پاک پیش کریں

اَلصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

زندہ کرنے کے طریق

سامعین محترم ! اللہ تعالیٰ زندگی اور موت کا مالک و خالق ہے زندگی عطا کرنے والا اللہ ہے............موت وارد کرنے والا اللہ ہے بلا شرکت غیرے وہ یحیي بھی ہے............یمیت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے زندہ کرنے کے انداز مختلف ہیں کبھی وہ حضرت عزیر علیہ السلام کے گدھے کو زندہ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا

کہ اے عزیر دیکھو ہم مُردہ کو زندہ کیسے کرتے ہیں۔

﴿سورۃ البقرہ آیت ۲۵۹﴾

یعنی اپنی طرف زندہ فرمانے کی نسبت قائم فرمائی۔ ایک اور زندہ فرمانے کا طریقہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کے زندہ کرنے کا ہے اِس واقعہ میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وسیلہ سے زندہ فرماتا ہے۔

کہ اے ابراہیم ! اِن پرندوں کو ذبح کرو......پھر اِن کا قیمہ کرو پھر چار ڈھیریاں بناؤ اور آواز دو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آواز دیتے ہیں......تو چاروں پرندے زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آجاتے ہیں۔

پہلا طریقہ

پتہ چلا کہ زندہ فرمانے کے مختلف طریقے ہیں ایک پہلا ہے کہ زندہ بھی خود فرماتا ہے اور نسبت بھی اپنی طرف رکھتا ہے، دوسرا یہ ہے کہ زندہ خود فرماتا ہے اور سبب اُس کا نبی بنتا ہے۔

ان کے علاوہ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جب عامیل یہودی کو اُس کے کزن نے قتل کیا اور دو بستیوں کے درمیان میں اُس کی لاش پھینک دی، شور ہوا کہ اِس کو کس نے مارا ہے تو اِس موقع پر ربّ العالمین نے نہ خود زندہ فرمایا یعنی اس کو زندہ کرنے کی نسبت اپنی طرف نہیں لگائی اور نہ ہی اپنے نبی حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنایا بلکہ فرمایا!

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا

گائے کی ہڈی لیکر اِس کو مارو اور یہ مُردہ زندہ ہو جائے گا۔

﴿سورۃ البقرہ آیت ۷۳﴾

اِس واقعہ سے یہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمانے کے لئے ولی کو سبب نہیں بنایا بلکہ ولی کی ذبح شدہ گائے کو سبب بنایا۔

پہلے واقعہ میں زندہ بھی خود کیا اور نسبت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رکھی جو عزیر علیہ السلام کا ہے۔

دوسرے واقعہ میں زندہ اللہ نے فرمایا اور نسبت حضرت ابراہیم علیہ

السلام کی رکھی۔

تیسرے واقعہ میں زندہ اللہ نے فرمایا اور وسیلہ ولی کی ذبح شدہ گائے کی ہڈی کو رکھا۔ قرآن پاک سے ایک اور واقعہ سماعت فرمائیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا

﴿سورۃ البقرہ آیت ۲۴۳﴾

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

یہ واقعہ حضرت حزقیل علیہ السلام اور دوسرا نام ان کا حضرت ذوالکفل علیہ السلام ہے۔

عزیزان گرامی ! قرآنِ پاک میں چھبیس انبیائے کرام کے اسماء آئے ہیں جن میں حضرت حزقیل بھی شامل ہیں تو واقعہ سماعت فرمائیں۔

بستی میں طاعون کی بیماری پھیل گئی جو امیر لوگ تھے اُنہوں نے سواریاں لیں اور شہر چھوڑ کر جنگل کی طرف بھاگ گئے کہ طاعون سے محفوظ ہو جائیں اور جو لوگ غریب تھے جن کے پاس مال و اسباب اور سواریاں موجود نہ تھیں جس کی وجہ سے رہنے والوں میں سے کچھ مر گئے اور کچھ بچ گئے۔

بچنے والوں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ اگر آئندہ طاعون کی بیماری پھیلی تو

ہم پہاڑوں کی طرف بھاگ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی ایک سال گذر گیا ایک سال کے بعد پھر طاعون کی بیماری آئی اور

"خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ."

"موت سے ڈرتے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں وہ بستی سے نکل گئے اور پہاڑوں پر جا کر بسیرا کر لیا۔"

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۳﴾

رب العالمین جو کہ جبار و قہار ہے اُس نے اپنے فرشتے کو حکم دیا کہ چیخ مارو آسمان کی طرف سے بھی اور زمین کی طرف سے بھی اور ان سے کہو کہ مر جاؤ۔

سب مر گئے

چنانچہ طاعون کے خوف سے بھاگنے والے ہزاروں کی تعداد میں فرشتے کے کہنے سے کہ مر جاؤ سب مر گئے اور مرنے کے بعد ان کے جسم پھول گئے حتیٰ کہ گوشت ہڈیوں سے الگ ہو گیا اور ان کی لاشوں سے بو پھیل گئی اور ہر طرف فضا متعفن ہو گئی۔

قرب و جوار کے لوگ پریشان ہو گئے وہ ان کو دفن نہیں کر سکتے

تھے۔ کیونکہ بدبو بہت زیادہ تھی اُنہوں نے سوچا کہ ان لاشوں کے گرد دیواریں کھڑی کردی جائیں چنانچہ اُنہوں نے دیواریں بنادیں پھر کئی سال گذر گئے اس جگہ سے حضرت حزقیل علیہ السلام گذرے وہاں علاقہ بدبو میں ڈوبا ہوا تھا۔

آپ نے ان مردوں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی یا اللہ!

کیف تحی الموت

کیا تو ان مردوں کو بھی زندہ فرمائے گا۔

اللہ نے فرمایا ! اے میرے نبی ذوالکفل علیہ السلام تم کہتے ہو کہ ہم انہیں بھی زندہ فرمائیں گے تم ان کے پاس کھڑے ہوکر کہو۔

قم باذن اللّٰہ .

جونہی ذوالکفل علیہ السلام کی زبان سے نکلا تو وہ ہزاروں کی تعداد میں جو مُردہ لوگ تھے زندہ ہوگئے اور اُٹھ کر کھڑے ہوگئے اور اپنی بستی کی طرف چل پڑے۔

مرنے کی بو

دوستانِ گرامی ! جتنی دیر بعد میں زندہ رہے ان کے جسموں سے ہلکی سی مُردوں والی بو آتی رہی لیکن وہ زندہ رہے اور اُن کی اولادیں بھی پیدا ہوئیں اس واقعہ میں یہ بات آشکار ہوئی کہ اللہ نے زندہ فرمایا اور وسیلہ اللہ کا

نبی بنا۔

معلوم ہوا کبھی اللہ خود زندہ فرماتا ہے اور نسبت اپنی طرف رکھتا ہے کبھی نبی کے وسیلہ سے زندہ فرماتا ہے اور کبھی ولی کی گائے کے وسیلہ سے زندہ فرماتا ہے اور کبھی اللہ اپنے نبی سے مُردہ زندہ کرواتا ہے کہ تو کہہ قم باذن اللّٰہ اور وہ زندہ ہو گئے ایک روایت میں ایسے بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے نبی اپنے ہاتھوں میں پانی لے کر ان پر چھینٹے مارو جس جس مُردے پر پانی کا ایک قطرہ گرے گا وہ بھی زندہ ہو جائے گا۔

پانچواں واقعہ

پانچواں واقعہ سماعت فرمائیں ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھائی سے فرمایا! اے ہارون جتنی دیر تک میں واپس نہ آؤں اس قوم کا خاص دھیان رکھنا کیونکہ یہ کبھی بھی سرکش ہو سکتی ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا بھائی جان میں خیال رکھوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے گئے قوم بنی اسرائیل میں ایک جادوگر تھا جس کا نام سامری تھا اس نے سونا اکٹھا کر کے آگ میں پگھلایا اور اس سونے کا ایک بچھڑا تیار کیا۔

سامری نے ایک پڑیا جس میں مٹی تھی وہ مٹی اُس نے بچھڑے کے منہ میں ڈالی جونہی وہ مٹی بچھڑے کے منہ میں آئی وہ بچھڑا بولنے لگا۔

عزیزانِ گرامی ! بنی اسرائیل کا ایسا کمزور ایمان تھا کہ اُس سونے کے بچھڑے کو سجدہ کرنے لگے۔

سامری نے کہا اس کی پرستش کرو گے تو ٹھیک رہو گے اصل خدا یہی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ تو میرے ساتھ کلام میں مصروف ہے اور پیچھے تمہاری قوم بگڑ چکی ہے اور اللہ اللہ کرنے کی بجائے سونے کے بچھڑے کی پوجا کر رہی ہے جاؤ اپنی قوم کو تبلیغ کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام سے غصہ کے عالم میں دریافت فرمایا کہ میری قوم میرے جانے کے بعد کیوں سرکش ہوئی ؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام سے ناراض ہو گئے حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا اے میرے بھائی ! آپ کلیم اللہ ہیں صاحب کتاب ہیں میں آپ کا پیرو ہوں میں نے قوم کو سمجھایا لیکن قوم کے بگڑنے کا ذمہ دار سامری جادوگر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا !

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْ بَعْدِکَ
وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ .

اے سامری ! بتاؤ میرے بھائی ہارون نے

بتایا کہ تو نے قوم کو گمراہ کیا ہے۔

﴿سورۃ طٰہٰ آیت ۸۵﴾

سامری نے جواب دیا۔

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

لِيْ نَفْسِيْ ۔

اُس نے کہا ! اے موسیٰ اس تمام واقعہ کی

ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں۔

﴿سورۃ طٰہٰ آیت ۹۶﴾

آپ نے فرمایا ! بچھڑا کیسے بولا۔

جبریل کی برکت

اُس نے کہا ایک دن میں جا رہا تھا میں نے دیکھا آپ کے ہمراہ لشکر جا رہا تھا وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سفید کپڑے ہیں جو بڑا حسین تھا گھوڑے پر سوار تھا میں نے غور کیا وہ گھوڑا جہاں پیر رکھتا وہاں سوکھی ہوئی گھاس ہری بھری ہو جاتی۔

میں نے سوچا اس گھوڑے کے پاؤں میں زندگی کی علامت ہے اور

میں نے سوچا اس کا سوار کوئی عام شخص نہیں بلکہ اللہ کا فرشتہ ہے جس کے گھوڑے کے پاؤں میں یہ اثر ہے کہ زندگی دے رہا ہے لہٰذا اے موسیٰ علیہ السلام میں نے اُس گھوڑے کے سموں سے لگی ہوئی مٹی کی ایک پڑیا بنالی اور جب آپ طور پر گئے میرا داؤ چلا اور میں نے سونے کا بچھڑا بنا کر وہ مٹی اس بچھڑے کے منہ میں ڈالی اور وہ بچھڑا بولنے لگا۔

ارے قرآن بتا رہا ہے کہ جبریلؑ نہیں بلکہ جبریل جس گھوڑے پر سوار ہوں اُس گھوڑے کے قدموں پر لگی مٹی زندگی عطا کرتی ہے۔

مٹی میں زندگی کی تاثیر ہے ارے جس گھوڑے پر جبریل کا جسم مس ہو جائے اس گھوڑے کے قدموں کی مٹی زندگی عطا کر سکتی ہے تو پھر میرے غوثِ اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جو محبوب سبحانی ہیں۔

جو قطبِ ربانی ہیں۔

جو شہبازِ لامکانی ہیں۔

جو امام الاولیاء ہیں۔

جو سید الاولیاء ہیں۔

کون غوثِ اعظم ؟

ارے گھوڑے کی مٹی زندگی دے سکتی ہے تو غوث پاک بھی بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو نکال کر کنارے پر لگا سکتے ہیں۔

کون غوثِ اعظم ؟ جو نجیب الطرفین ہیں۔

کون غوثِ اعظم ؟ جو غوث الثقلین ہیں۔

کون غوثِ اعظم ؟ جو حسنی حسینی ہیں۔

کون غوثِ اعظم ؟ جو امام الانبیاء علیہ السلام کے لختِ جگر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان بھی شانِ عطا فرمائی ہے کہ آپ مُردے زندہ فرما سکتے ہیں۔

دوستانِ گرامی !

غوث کہتے ہیں فریادرس کو اور غوثِ اعظم صرف انسانوں کے غوث نہیں۔

آپ جنات کے بھی غوث ہیں۔

آپ انسانوں کے بھی غوث ہیں۔

امام الانبیاء علیہ السلام کے لختِ جگر محبوب سبحانی قندیل نورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدرسے میں تشریف فرما ہیں۔

عبداللہ کی غلامی

آپ کا ایک غلام تھا جس کا نام عبداللہ تھا عبداللہ حضور غوثِ اعظم سے سچی عقیدت رکھتا۔

حضور غوثِ اعظم کے دل میں خیال آیا کہ میں اپنے مرید اپنے غلام عبداللہ سے ملوں چنانچہ آپ عبداللہ کے گھر میں تشریف لائے تو پتہ چلا

کہ عبداللہ اپنے بیٹے کی بارات لے کر بیاہنے گیا ہوا ہے سرکار غوث پاک ناراض ہو کر واپس آگئے جب عبداللہ گھر آیا پتہ چلا کہ اُس کے شیخ ...... اُس کے پیر ...... اُس کے مرشد تشریف لائے تھے اور ناراض ہو کر چلے گئے ہیں۔

پھر کیا ہوا ! عبداللہ نے فوراً اپنے گلے میں سیاہ پٹکا ڈالا اور بھاگم بھاگ سرکار غوث جیلانی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا دل میں خیال ہے اگر حضور غوث جیلانی ناراض رہے تو میری دنیا و آخرت تباہ ہو جائے گی۔

غوث پاک کی خدمت میں معذرت کی۔

آپ نے فرمایا ! اے عبداللہ جب ہم تمہارے گھر آئے تو ہمیں بہت بھوک لگی تھی ہمارے شیر کو بھی بھوک لگی ہوئی تھی ہم تمہیں معاف تو کر دیں گے ہمارے شیر کو راضی کر لو۔

اُس نے کہا حضرت فرمائیں شیر کس طرح راضی ہو گا۔

آپ نے فرمایا شیر تمہارے بیٹے کی قربانی مانگ رہا ہے۔

عبداللہ فوراً گھر گیا اور جس بیٹے کو ابھی دولہا بنایا تھا اُس کو پکڑ کر غوث پاک کی خدمت میں لے آیا۔

کہنے لگا سرکار اگر آپ اس طرح راضی ہوتے ہیں تو مجھے منظور ہے چنانچہ عبداللہ کے نوجوان بیٹے کو شیر کے پنجرے میں پھینک دیا گیا شیر کہنے لگا جو غوث کے غلام ہوں میں ان کا غلام ہوں۔

چنانچہ وہ عبداللہ جو غوثِ اعظم کا سچا غلام ہے۔

عبداللہ کی بیٹی

جوغوث پاک کا سچا مرید ہے اُس نے قربانی دے کر اپنے پیر کو منالیا

اسی عبداللہ کی اٹھارہ سالہ لڑکی جوان بیٹی اُس کا معاملہ لے کر عبداللہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات ہے۔

درد جناں دے ہڈیں رچیا روون کم اُنہاہاں
مِلدے روندے وچھڑے روندے روندے ٹردے راہاں

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ میرے مرید ہو کر رو رہے ہو میری اعلان ہے۔

مریدی لا تخف اللہ ربی

اُس نے کہا ! سرکار عزت کا معاملہ ہے آنکھوں کے آنسو ختم نہیں ہوتے۔

آپ نے فرمایا ! بیان کرو کیا معاملہ ہے ؟

اُس نے کہا حضور آپ کی نوکرانی میری بیٹی جو اٹھارہ سال کی ہے صبح چھت پر چڑھی بعد میں نہیں ملی۔

پتہ نہیں چلا کہاں گئی اُسے کوئی فرشتہ لے گیا یا کوئی جن اُسے اٹھا کر لے گیا ہے۔

حضور گلی گلی محلے محلے میں میری بدنامی ہو رہی ہے۔

میرے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! گھبراؤ مت بیٹھ جاؤ

عبداللہ بیٹھ گیا۔

آپ نے فرمایا !

مغرب کے وقت مغرب کی نماز ادا کرنا پھر تھوڑا آرام کرنا عشاء کا وقت ہو جائے گا عشاء کی نماز ادا کرنے باہر نکل جانا بغداد کے باہر ایک جنگل بیابان ہے جا کے وہاں اپنے گرد دائرہ کھینچ کر بیٹھ جانا اور پڑھنا بسم اللہ وعلیٰ نیت عبدالقادر۔

حضرات گرامی !

یہ جو میں واقعہ پیش کر رہا ہوں یہ زبدۃ الآثار جو شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں تمام مکاتب فکر محدث تسلیم کرتے ہیں اُن کی تصنیف زبدۃ الآثار میں بھی موجود ہے امام کی کتاب بہجۃ الاسرار جو عربی میں ہے اس میں بھی موجود ہے قلائد الجواہر میں بھی موجود ہے۔

میرے غوث نے فرمایا گول دائرہ لگا لینا اور پڑھنا بسم اللہ وعلیٰ نیت عبدالقادر یہ پڑھتے رہنا جب رات کے دو پہر گذر جائیں تو جنات کے قافلے تمہارے پاس سے گذریں گے اُن کی خوفناک شکلوں سے خوف مت کھانا۔

غوث کا مرید ہو تو کیوں ڈرے

تمہیں وہ جنات ڈرانے کی کوشش کریں گے لیکن تم دائرے سے باہر مت آنا جونہی سحر ہونے لگے گی تو شاہِ جنات جس کا نام بسکر وشا ہے وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر تمہارے پاس سے گذرے گا جب تمہیں دیکھے گا تو اپنی سواری روک کر تم سے مخاطب ہو کر یہ پوچھے گا تم یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو ؟

تم اپنی بچی کا معاملہ بیان کر دینا۔

چنانچہ حضور غوثِ اعظم کا غلام چل پڑا آدھی رات کا وقت ہے دائرہ بنا کر بیٹھ گیا اور پڑھنے لگا بسم اللّٰہ ونیت عبدالقادر ۔

وقت گذرا جنات کے قافلے گذرنے لگے اور اُسے نظر آنے لگے جب وہ ڈرانے کی کوشش کرتے تو عبداللہ پڑھتا بسم اللہ ونیت عبدالقادر اور اُس کا ڈر ختم ہو جاتا۔

رات گذرتی گئی سحری کا وقت ہوا بسکر وشا اپنے سات بیٹوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار اور ساتھ لشکر ہے بڑی ڈراؤنی شکل ہے قریب آیا اور رُک کر کہنے لگا اے آدم زاد میرے راستے میں بیٹھے ہو تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی غوث پاک کا غلام عبداللہ بولا اے شاہ جنات میرے ساتھ ہوش میں رہ کر گفتگو کرو کیونکہ میں خود نہیں بیٹھا میرے آقا نے مجھے یہاں بٹھایا ہے۔

بسکروشا نے کہا ! میرے نام سے تو جنات کانپتے ہیں تیرے آقا کون ہیں۔

جنوں کے پیر

عبداللہ نے کہا ! مجھے بٹھانے والے جنات کے حیوانات کے اور انسانوں کے شہنشاہ ہیں۔

اُس نے کہا ! نام بتاؤ ؟

عبداللہ نے کہا ! اُن کا اسم گرامی شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی ہے......

قلائدالجواہر کے الفاظ ہیں جب اُس نے غوث پاک کا نام سنا تو گھوڑے سے نیچے اُتر آیا اور دائرے کے اندر سے مٹی اُٹھائی اُس کو چوما چوم کر آنکھوں سے لگایا دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے میرے پیر بھائی مجھے حکم دو پیر صاحب نے کیا فرمایا ہے۔

پھر کیوں نہ کہوں۔

لے یارھویں والے دا ناں تے ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

بسکروشا نے کہا ! یہاں بیٹھنے کی وجہ مجھے بتاؤ۔

عبداللہ نے کہا ! میری جوان بیٹی صبح چھت پر چڑھی پھر اُتری نہیں پتہ نہیں اُسے کون اُٹھا کر لے گیا ؟

بسکروشا نے کہا ! اے جنات کے گروہ تم جانتے نہیں یہ علاقہ

میرے مرشد کا علاقہ ہے بتاؤ کس نے یہ حرکت کرنے کی جرأت کی ہے۔

جنات نے کہا سرکار ایک باغی جن ہے جو چین کا رہنے والا ہے اِس کی لڑکی اُس نے اغوا کی ہے۔

شاہ جنات نے کہا پانچ منٹ کے اندر اندر اُس جن کو لڑکی سمیت فوراً حاضر کرو۔

تھوڑی دیر کے بعد جلاد جنات اُس باغی جن کو گرفتار کر کے شاہِ جنات کی خدمت میں لے آئے شاہِ جنات نے کہا تجھے پتہ نہیں میرے پیر کا علاقہ ہے یہاں تو نے ایسی حرکت کیوں کی ؟

اُس نے کہا ! شاہِ جنات میں اُڑتا ہوا جا رہا تھا یہ لڑکی مجھے اچھی لگی میں اسے اُٹھا کر لے گیا۔

سرکش جن کا قتل

شاہِ جنات نے جلاد کو حکم دیا اِس کی گردن اُتار دو چنانچہ اُس باغی سرکش جن کو قتل کر دیا گیا شاہ جنات نے عبداللہ کو مخاطب کیا اور کہا عبداللہ اب اپنی لڑکی کو لے جاؤ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا۔

عبداللہ نے کہا ! اے بسکر وشا میں تو یہ سمجھتا تھا کہ میرے شیخ کا حکم صرف انسان ہی مانتے ہیں لیکن آج مجھے حضرت کے مقام پاک کا اندازہ ہوا

کہ میرے شیخ کو انسان تو انسان جنات بھی مانتے ہیں۔

بسکروشانے کہا اے عبداللہ تجھے ایک اور خاص بات بتاتا ہوں قسم ہے خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اور میرے ساتوں بیٹے حضور پاک کے خلفا ہیں جب رب العالمین کسی کے سر پر قطبیت کا تاج پہناتا ہے تو جنات بھی اُس کے تابع ہوتے ہیں۔

انسان بھی اُس کے ماتحت ہوتے ہیں اور جس کے مرید تم ہو وہ صرف قطب نہیں بلکہ اغیاث کا غوث ہے۔

﴿بہجۃ الاسرار ص ۲۴۴﴾

پھر کیوں نہ کہوں !

غوث الاعظم پیر پیراں دا بدل دوے تقدیراں
غوث دے ناں دا نعرہ لائیاں ٹٹ جاون زنجیراں
غوث دے در تے ہندیاں یارو معاف سبھے تقصیراں
حضرت باھو ورگے صائم کردے میراں میراں

بصرہ کی عورت

حضراتِ گرامی ! ایک اور کرامت سماعت فرمائیں بصرہ میں رہنے والی ایک بیوہ عورت تھی............اُس کا ایک بیٹا تھا......وہ مر گیا......وہ عورت دیوانگی کے ساتھ اپنے کمسن بچے کی میت کو گلے سے لگا کر گلیوں

بازاروں میں دیوانہ پن کے ساتھ بھاگتی۔

لوگوں نے کہا اے عورت ! اِس کی لاش خراب ہو جائے گی یہ بچہ مر چکا ہے اور پھر اِس کی بدبو اتنی پھیل جائے گی کہ ہمارا یہاں رہنا محال ہو جائے گا۔

اُس نے کہا ! میں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اپنی آنکھوں سے الگ نہیں کروں گی۔

میرے غوث پاک کا ایک مرید اُس عورت کا ہمسایہ تھا اُس نے عورت سے کہا بتا تو کیا چاہتی ہے اُس نے کہا میں اپنے بیٹے کی زندگی چاہتی ہوں اُس نے کہا بی بی اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لو اور بغداد چلی جاؤ۔

بغداد شہردی کی اے نشانی اُچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہو
ایہناں لیراں دی گل کفنی پا کے میں رل ساسنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے میں ٹکڑے منگساں باہو تے کرساں میراں میراں ہو

سلطان العارفین کہہ رہے ہیں کہ میں بغداد کی گلیوں کے ٹکڑے مانگتا ہوں۔

بغداد چلی جاؤ

اُس نے کہا ! بی بی اپنے بیٹے کو سینے کے ساتھ لگا لو اور بجائے

بصرہ شہر میں اپنے بیٹے کی لاش خراب کرنے کے تو بغداد چلی جاؤ۔

عورت نے کہا ! میں بغداد جا کے کیا کروں گی ؟

غوث پاک کے مرید نے کہا ! وہاں میرے شیخ پیرانِ پیر غوثِ اعظم رہتے ہیں۔

اُس عورت نے کہا ! بغداد میں کہا جاوں۔

اُس شخص نے کہا ! بغداد شہر میں جا کر دائیں طرف ایک وادی ہے۔

اُس وادی میں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہیں وہاں عصر کی نماز کے وقت اپنے بیٹے کی لاش رکھ کے بغداد شہر کی طرف منہ کر لینا اور اُدھر دیکھنا شروع کر دینا۔

اور جب عصر کی نماز ادا ہو جائے گی میرے شیخ چالیس غلاموں کے ساتھ مسجد سے باہر تشریف لاتے ہیں جب وہ تمہیں نظر آ جائیں تو جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ جانا۔

سرکار جب اُس وادی میں تشریف لاتے ہیں تو جلال کی نظر وادی میں ڈالتے ہیں اُس جلال کی تاب نہ لا کر وہ چالیس غلام گر پڑتے ہیں شائد مر جاتے ہیں یا کررت میں چلے جاتے ہیں سرکار آگے چلے جاتے ہیں اور چکر لگا کر واپس آتے ہیں تو فرماتے ہیں۔

قم باذن اللّٰہ ۔

اُٹھ جاؤ اللہ کے حکم سے۔

چلو واپس بغداد چلتے ہیں اور پھر وہ سب زندہ ہو جاتے ہیں جب یہ واقعہ پیش آئے اور سرکار غوث پاک نظر ڈال لیں اور وہ چالیس گر پڑیں غوث پاک آگے گذر جائیں تو تم اپنا بچہ اُن چالیس گرنے والوں میں ڈال دینا۔

وہ عورت بغداد کی طرف چل پڑی دل میں خیال ہے زبان سے نکلی بات جسم سے نکلی روح اور کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی واپس نہیں آتے۔

بے یقینی سی کیفیت میں آرہی ہے بیٹے کی محبت غالب تھی جس کی وجہ سے وہ عورت اُن جھاڑیوں میں پہنچی عصر کی اذان کی آواز کانوں میں آئی۔

اللہ اکبر ٭ اللہ اکبر

جھاڑیوں میں بیٹھ کر غوث پاک کا انتظار کر رہی ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد نماز کے بعد میرا پیر چالیس غلاموں کے ساتھ

اس شان کے ساتھ نکلا۔

ٹٹ جاندے مان حسیناں دے
جس راہ توں سوہنا لنگھ جاندا

سرکار کو دیکھ کر اُس عورت نے دل میں کہا کہ اُس شخص نے جو جو بات بتائی تھی واقعہ تو ایسے ہی پیش آرہا ہے۔

جونہی میرے غوث پاک اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس میدان میں آئے۔

سرکار غوثِ اعظم نے جلال کی نظر ڈالی۔

حدیث شریف

دوستانِ گرامی ! ولی میں جمال بھی ہوتا ہے اور جلال بھی ہوتا ہے۔

حدیث پاک ہے ! اللہ فرماتا ہے جب میں کسی کے ساتھ پیار کرتا ہوں تو اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔

وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافِل حتیٰ
احبتهہ فکنت سمعه الذی یسمع بہٖ بصرۂ الذی
یبصر بہٖ ویدہٗ التی یبطش به ورجله التی یمشی
بها وان سالنی لا خطیته.

﴿مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷﴾

جب اللہ کا ذکر اللہ کے اتنے قریب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص سے خود محبت کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اُس بندے کے کان بن جاتا ہے جن کانوں سے سنتا ہے۔

آنکھیں بن جاتا ہے جن آنکھوں سے دیکھتا ہے ہاتھ بن جاتا ہے جن ہاتھوں سے پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہے جن پاؤں سے چلتا ہے۔

یعنی میری آنکھ اُس کی آنکھ...... اُس کی طاقت میری طاقت......

میرا ہاتھ اُس کا ہاتھ میرے پیر اُس کے پیر ہوتے ہیں پیر اُس کا ہوتا ہے طاقت میری ہوتی ہے۔

تو عزیزانِ گرامی قدر! میرے غوث پاک بھی ایسے ہی مقرب الٰہی تھے چنانچہ آپ نے جلال بھری نگاہ اُن پر ڈالی وہ چالیس کے چالیس گر پڑے غوثِ اعظم اپنی جلالی کیفیت میں آگے گذر گئے۔

اُس عورت نے اپنے بیٹے کی لاش اُٹھائی اور اُن چالیس آدمیوں کے درمیان میں رکھ دی اور خود جھاڑیوں میں چلی گئی اور لیٹ گئی اور دل میں کہہ رہی ہے۔

یااللہ میری فریاد سن!

وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد.

﴿سورۃ قٓ آیت ۱۶﴾

تو شہ رگ سے بھی قریب ہے اپنے محبوب بندے کے صدقہ سے مشکلات آسان فرما۔

فِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡن.

سرکار غوث پاک چکر لگا کر واپس تشریف لائے سرکار نے پیار میں آکر فرمایا۔

قم باذن اللّٰه.

میرے ساتھیو! اُٹھو اللہ کے حکم سے کہ مغرب کا وقت ہو رہا ہے چلو چلیں۔

جونہی غوث پاک نے فرمایا ! وہ چالیس اُٹھ کھڑے ہوئے اس عورت کا بیٹا مرا ہوا پڑا رہا۔

اُس عورت کی چیخ نکلی غوث پاک مسکرائے اور اپنے خلیفہ حضرت علی ہیتی سے فرمایا اے علی ہیتی یہ بچہ کیوں نہیں اُٹھا ؟

غلام نے کہا ! حضور کسی نے داؤ لگایا ہے ہم چالیس پورے ہیں یہ لڑکا ہم میں سے نہیں ہے۔

بچہ زندہ ہو گیا

غوث پاک جلال میں آ گئے فرمایا ! اے علی ہیتی کیا ہوا جو یہ تم میں سے نہیں ہے لیٹا تو تمہارے ہمراہ تھا۔

یہ بات کہہ کر میرے غوث پاک اُس بچے کی میت کے قریب آئے اپنے پاؤں کی ٹھوکر مار کر فرمایا۔

قم یا بنی .

اُٹھ بیٹے تیری ماں رو رہی ہے۔

غوث پاک کی مقدس زبان سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ اُٹھ اور وہ بچہ اُٹھ کھڑا ہو گیا۔

وہ چاہیں تو تقدیر عالم بدل دیں
ہیں محبوبِ ربِ العلیٰ غوثِ اعظم
مجھے دنیا والوں سے خطرہ ہو کیسے
وظیفہ ہے میرا سدا غوثِ اعظم

عزیزانِ گرامی! میرے غوثِ اعظم نے بے شمار مُردے زندہ فرماتے ہیں۔

میں نے آپ کے سامنے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ مُردے تو اللہ ہی زندہ فرماتا ہے لیکن کبھی وہ بغیر وسیلہ کے زندہ فرماتا ہے اور کبھی ولیوں کا وسیلہ درمیان میں رکھ کے مُردے زندہ فرماتا ہے۔

گائے کی ہڈی

قرآن پاک میں ہے کہ ولی کی گائے کی ہڈی سے مُردہ زندہ ہو گیا۔

﴿سورۃ بقرہ﴾

تو جب ولی کی گائے میں یہ اعجاز و کرامت موجود ہے اور ولی بھی بنی اسرائیل کا تو میرے غوث پاک جو بنی اسرائیل کے بھی تمام اولیاء کے سردار ہیں۔

اگر آپ بھی مُردے زندہ فرمادیں تو یہ غلط نہیں قرآن میں ہے نبی کے حکم سے مُردے زندہ ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردے زندہ کئے تو اگر غوثِ اعظم قطب ربانی حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی نے مُردے زندہ فرمائے تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ کے مُردہ زندہ کرنے کی بات ہوئی اسی مناسبت سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت مقدسہ پیش کرتا ہوں۔

بغداد کی گلی ہے۔

عیسائی اور مسلمان

ایک عیسائی اور ایک مسلمان میں مباحثہ ہو رہا ہے۔

عیسائی کہتا ہے میرا نبی بتول زادہ ہے میرا نبی غیب کی خبریں دیتا ہے کوڑی کو ہاتھ پھیر کے ٹھیک کر دیتا ہے اندھوں کو بینائی عطا فرماتا ہے۔

اپنے قدموں کی ٹھوکر سے مُردے کو زندہ کر دیتا ہے۔

مسلمان کہنے لگا میں کوئی نہیں ہوں میرے پاس علم نہیں ہے لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ میرے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ شان والے ہیں۔

چنانچہ عیسائی اور مسلمان آپس میں بحث رہے تھے اتنی دیر میں میرے غوث پاک تشریف لے آئے جونہی سرکار غوث پاک سامنے آئے اُس مسلمان نے آپ کو آواز دی اور کہا یا غوث الاعظم۔

یا غوث پاک قریب تشریف لائیں میں کافی عرصہ سے اس عیسائی کے ساتھ بحث کر رہا ہوں اب آپ جانیں اور اور یہ عیسائی جانے۔

غوثِ اعظم نے فرمایا بتاؤ کیا معاملہ ہے۔

اُس نے کہا ! یہ کہتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شان والے ہیں میں کہتا ہوں حضرت محمد مصطفےٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ شان والے ہیں یہ عیسائی کہتا ہے میرے نبی نے مُردے زندہ کئے ہیں میں نے کہا مجھے یہ نہیں پتہ کہ میرے نبی کے معجزات کونسے ہیں لیکن اتنا جانتا ہوں میرے نبی زیادہ شان والے ہیں۔

غوثِ اعظم نے ان کی بحث سماعت فرمائی اور عیسائی کو قریب بلا کر اُس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اے عیسائی ایک ایسا کمال بتاؤ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں سب سے بڑا کمال ہو۔

اُس نے کہا ! جناب میرے نبی کا سب سب بڑا کمال یہ ہے کہ اپنے قدموں کی ٹھوکر سے مُردوں کو زندہ فرماتا ہے۔

میرے غوث نے جب سُنا تو آپ کے چہرے پہ حسین وجمیل مسکراہٹ آگئی۔

آپ نے عیسائی سے فرمایا میں نبی نہیں ہوں صحابی بھی نہیں ہوں تابعی بھی نہیں ہوں۔

میں غلام ہوں اپنے نبی کا اگر میں اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے مُردہ زندہ

کردوں کو فیصلہ تم خود کر لینا کہ تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ شان والے ہیں یا میرے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ شان والے ہیں۔

اُس عیسائی نے کہا ! میں آپ کے نبی کا کلمہ پڑھ لوں گا آپ نے فرمایا چل قبرستان تم جس قبر کا کہو گے وہی مُردہ زندہ کروں گا۔

چلتے ہوئے قبرستان پہنچے غوث پاک نے فرمایا چُن لو۔

اُس نے پورے قبرستان کا چکر لگایا ایک بہت ہی پرانی قبر کی طرف اشارہ کر کے اُس نے کہا میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کی یہ قبر ہے اُس نے کہا میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کی یہ قبر ہے اگر اس مردے کو آپ زندہ کر دیں تو میں آپ کے نبی کا کلمہ پڑھ لوں گا۔

یہ گانے والا تھا

میرے غوث نے غوثیت کی نظر ڈالی اور مسکرا کر عیسائی کو مخاطب فرمایا کہ اے عیسائی گو یہ مُردہ تیرا دوست ہے لیکن میں بتاتا ہوں کہ یہ کام کیا کرتا تھا۔

اُس نے کہا بتائیں کیا کرتا تھا۔

آپ نے فرمایا ! یہ گانے بجانے کا کام کرتا تھا۔

اگر کہو تو یہ گاتا ہوا اٹھے۔

اُس نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں اس کی آواز بڑی اچھی تھی اور مجھے اس کا گانا بہت پسند تھا۔

گانے والا مردہ زندہ ہو گیا

غوث پاک نے فرمایا ! یہ گاتے ہوئے زندہ ہو گا بتا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردے زندہ فرماتے تو کیا جملہ کہا کرتے تھے۔

اُس نے کہا وہ کہا کرتے تھے ''قم باذن اللہ'' کہ اُٹھ اللہ کے حکم سے یہ سُنا تو میرے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قبر پر ٹھوکر ماری اور فرمایا ''قم باذنی'' اُٹھ میرے حکم سے۔

علامہ اربلی رحمۃ اللہ علیہ تفریح الخاطر میں لکھتے ہیں۔

قال قم باذني فانشق القبر وقام الميت حيا مغنيا .

﴿تفریح الخاطر عربی ص ۱۶﴾

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قم باذنی فرمایا قبر کھلی اور وہ مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

غوثِ اعظم ولایت کا سرتاج ہے
ہر ولی پہ میرے غوث کا راج ہے

جونہی مُردہ زندہ ہوا عیسائی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور حضور

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دست پاک پر بیعت ہو کر آپ کا مرید خاص بن گیا۔

ایک اور کرامت

عزیزانِ گرامی! آئیں ایک اور آپ کی کرامت مبارکہ پیش کرتا ہوں۔

عصر کا وقت ہے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بعد از نماز عصر معمول کے مطابق چل پڑے لیکن آج آپ نے اپنے چالیس غلاموں کو حکم دیا کہ تم سب یہیں رہو صرف اپنے مرید خاص حضرت علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لیا چل پڑے علی ہیتی نے کہا مرشد پاک کہا جانا ہے۔

آپ نے فرمایا! دریائے دجلہ کے کنارے جانا ہے۔

آگے آگے پیران پیر جا رہے ہیں پیچھے پیچھے علی ہیتی جا رہے ہیں کون علی ہیتی ان کی بات بھی سنتے چلیں ایک مرتبہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے بغداد میں ایک لاکھ کے قریب آپ کی محفل میں آپ کا وعظ سُننے کے لئے حاضر تھے۔

علی ہیتی سو گئے

حضرت علی ہیتی بھی غوث پاک کے منبر کے قریب بیٹھے تھے وعظ

سنتے سنتے علی ہیتی کی آنکھ لگ گئی۔

جونہی آنکھ لگی میرے غوث نے علی ہیتی کی طرف توجہ کی خطاب چھوڑ کر فوراً منبر سے نیچے اُترے اور علی ہیتی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

مجمع حیران تھا کہ غوث الثقلین نے کیا کیا کہ سارا مجمع ان کا خطاب سننے کے لئے بے چین ہے اور آپ نے وعظ چھوڑ دیا اور اپنے مرید کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

کافی دیر کے بعد علی ہیتی کی آنکھ کھلی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی ہیتی اپنی خواب خود تو بیان کرے گا یا میں بیان کر دوں۔

دیدارِ رسول

حضرت علی ہیتی نے عرض کی یا پیر ادھر میں آنکھ لگی اُدھر مدینے کے تاجدار نبیوں کے سردار تشریف لے آئے۔

اور دل یہ پکار رہا تھا۔

خواب میں آئے ہیں وہ یارب نہ جاگوں عمر بھر
خواب سے بڑھ کر حسیں مطلب نہیں تعبیر کا

عزیزانِ گرامی !

غور فرمائیں ! مرید خواب دیکھ رہا ہے اور میرے غوث پاک

جاگتے ہوئے علی ہیتی کے خواب کو ملاحظہ فرمارہے ہیں یہ حضرت علی ہیتی ہیں آپ حضور غوث پاک کے خلیفہ اور مرید خاص تھے۔

دجلہ کے کنارے

چنانچہ حضور غوث پاک نے فرمایا علی ہیتی میرے ساتھ چلو آج دریائے دجلہ کے کنارے جانا ہے۔

وہاں ایک عجیب واقعہ پیش آئے گا ہر انسان اُسے برداشت نہیں کرسکتا اس لئے میں نے اپنے ساتھ صرف تمہیں لیا ہے کہ تم اسے برداشت کرسکتے ہو۔

پیروں کا پیر ہے روشن ضمیر ہے
بغداد والا دولہا دیکھو سب کا دستگیر ہے

سرکار غوث پاک اور علی ہیتی بغداد سے نکلے دریائے دجلہ کے کنارے آئے غوث پاک نے علی ہیتی سے فرمایا۔

یہ برتن پانی کا بھرلاؤ علی ہیتی جب پانی بھرنے لگے تو دیکھا وہاں گیارہ عورتیں پانی بھرنے کے لئے کھڑی تھیں چنانچہ علی ہیتی کو تھوڑی دیر ہوگئی پانی بھر کے علی ہیتی واپس آئے۔

گیارہ عورتیں

غوث پاک نے فرمایا ! اتنی دیر کیوں کردی علی ہیتی نے عرض کی ، حضور وہاں گیارہ عورتیں پانی بھرنے کے لئے آئیں تھیں اُن میں ایک ضعیف العمر عورت تھی جس کی عمر تقریباً نوے برس تھی۔

دس عورتیں تو اپنے گھڑے بھر کر ہنستی کھیلتی اپنے گھروں کو روانہ ہوگئیں ہیں اور وہ گیارہویں عورت پانی بھرتی ہے اور روتی ہے اور بھرے ہوئے گھڑے سے پانی پھر دریا میں پھینک دیتی ہے اور کہتی ہے ہائے میری قسمت۔

میں نے پوچھا ! اے بی بی کیا وجہ ہے کہ تو روتی ہے ؟ اور اپنی قسمت کو ہائے ہائے کرتی ہے مجھے بتاؤ تجھے کیا پریشانی ہے۔

اُس مائی نے کہا ! جاؤ بچہ اپنا کام کرو میری پریشانی اور میری مصیبت ایسی ہے کہ جس کا کوئی مداوا نہیں ہے میرے درد کا کوئی چارہ نہیں ہے۔

علی ہیتی کہتے ہیں میں نے کہا اے بی بی مجھے بتاؤ تو سہی ہوسکتا ہے تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہوجائے۔

جوان بیٹا ڈوب گیا

اُس مائی نے کہا ! بارہ برس ہوئے میرا جوان بیٹا تھا میں نے اُسے اپنے ہاتھوں سے دولہا بنایا بارات سجی اور میرا بیٹا پچاس باراتیوں کو لیکر کھانا کھا کے اپنے سسرال میری بہو کو لینے گیا جب وہ اپنی دولہن کو لے کر واپس آرہا تھا میں کنارے پر اُس کے استقبال میں چراغ لے کر کھڑی تھی دریا کی ایک ظالم لہر اُٹھی اور ہنستی کھیلتی دنیا ویران ہوگئی۔

اور میرا بیٹا اپنی دُلہن اور پچاس باراتیوں سمیت غرق ہوگیا۔

بیٹا بارہ سال ہوگئے میں روزانہ گھڑا لے کر آتی ہوں پانی بھرتی ہوں اور پھر دریا میں گرا دیتی ہوں کہ اے دریا مجھے تیرا پانی اچھا نہیں لگتا دریا سے نفرت کا اظہار اِس طریقہ سے کرتی ہوں اور روتی رہتی ہوں کہ شائد اِس دریا کو ترس آجائے۔

بیٹا مجھے پتہ ہے کہ کبھی ڈوبنے والے پار نہیں لگتے لیکن پھر بھی میں منتظر ہوں اپنے بیٹے کی بارات کی۔

علی ہیتی نے کہا ! یا مرشد آپ کے منہ سے نکلنے والی ہر بات پوری ہوجاتی ہے آپ کچھ کریں مجھے اس عورت پر بہت زیادہ ترس آیا حضور وہ بارہ سال سے اس طرح بے چین کی کیفیت میں ہے۔

غوث پاک نے فرمایا ! اے علی ہیتی اب کیا کریں۔

علی ہیتی نے عرض کی ! اس عورت کی مشکل کشائی فرمائیں میرے

غوثِ اعظم نے فرمایا چل اُس عورت کے پاس۔

حضور غوث پاک اُس عورت کے پاس تشریف لائے علی ہیتی نے

کہا اے عورت ان سے اپنا مدعا بن کر اُس عورت نے کہا جاؤ مجھے تنگ نہ

کرو۔

علی ہیتی نے کہا اے عورت یہ عام شخصیت نہیں ہیں۔

گیارہ حوالے

عزیزانِ گرامی ! اس کرامت کے گیارہ حوالے پیش کرتا ہوں۔

نمبر ا۔ مسالک السالکینِ فی تذکرۃ الواصلین مرزا عبدالستار بیگ

قادری مجددی۔

نمبر ۲۔ تحائف قدسیہ مصنف پیر کمال الیاس قادری۔

نمبر ۳۔ شریف التواریخ سید شریف الیاس شرافت نوشاہی۔

نمبر ۴۔ کنزالرحمت مولوی حکیم محمد اشرف۔

نمبر ۵۔ گلزار معرفت۔ شیخ رکن الدین ہاشمی۔

نمبر ۶۔ غوثِ اعظم ۔ مولانا عبدالستار ملتانی۔

نمبر ۷۔ درۃ الدرانی۔ مولانا ہدائت اللہ خاں انڈیا۔

نمبر ۸۔ گلستان کرامت۔ مفتی غلام محمد قریشی۔

نمبر۹۔تذکرۃ الاولیاء ہند جلد نمبر۶۔

نمبر۱۰۔تحفہ غوثیہ۔ جو ہندو کی لکھی ہوئی ہے اس نے بھی کرامت لکھی۔

نمبر۱۱۔خلاصۃ القادریہ۔شیخ شہاب الدین سہروردی۔

ان گیارہ کتابوں میں کرامت موجود ہے۔اور تفریح الخاطر میں بھی موجود ہے۔

میرے غوث نے فرمایا ! اے عورت ابھی دریا سے پوچھ لیتے ہیں پھر آپ نے دریا کو مخاطب فرمایا کہ اے دریا !اس عورت کا بیٹا کیوں واپس نہیں کرتا۔

عزیزان گرامی ! آج معترض اعتراض کرتے ہیں کہ غوثِ اعظم بیڑہ نہیں تار سکتے میں کہتا ہوں جب اللہ فرماتا ہے کہ جو میرا قرب حاصل کرلے اُس کا ہاتھ میں بن جاتا ہوں تو جب غوثِ اعظم کے ہاتھوں میں پروردگار کی قوت مبارکہ ہو تو آپ بیڑہ کیوں نہیں تیرا سکتے۔

اللہ کی بات

حضرات گرامی ! جونہی غوثِ اعظم نے دریائے دجلہ کی لہروں کی طرف اُنگلی کا اشارہ فرمایا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

اُن کے منہ سے نکلی ہوئی بات اللہ کی بات بن جاتی ہے۔

اشارہ اس کا ہوتا ہے۔

قدرت اللہ کی ہوتی ہے۔

بٹن ولی ہلاتے ہیں۔

پاور ہاؤس مدینہ میں ہوتا ہے۔

جوں ہی میرے غوث نے انگلی کا اِشارہ فرمایا ابھی اُنگلی نیچے نہیں ہوئی کہ بارات کے باجوں کی آواز آنے لگی اُس عورت نے دیکھا کہ بارات آرہی ہے اُس کے بیٹے کو وہی سہرے لگے ہوئے ہیں جو اُس مائی نے اپنے ہاتھوں سے لگائے تھے۔

بیٹا بارات سمیت زندہ ہوگیا

حضرات گرامی! بارہ برس گذر چکے ہیں اُن باراتیوں اور دُولہا دُلہن کی ہڈیاں مچھلیوں کے پیٹوں میں جاچکی ہیں کسی کا گوشت مگر مچھ کے پیٹ میں جاچکا تھا ادھر غوث پاک کی انگلی کے اشارے سے ساری ہڈیاں سارا گوشت اکٹھا ہوا اور کشتی بھی صحیح سلامت ہوگئی اور بارات باجے بجاتی ہوئی کنارے پر آگئی۔

بچہ اپنی ماں کے پاس آیا ماں کے قدموں کو چھونے لگا۔

اُس عورت نے کہا بیٹا میرے نہیں پہلے پیران پیر کے قدم چوم۔

اُس نے آگے بڑھ کر قدم چومے غوث پاک نے فرمایا اے بی بی پہلے یہ صرف تمہارا بیٹا تھا اب ہم اسے سینے سے لگا کر زمانے کا قطب بنا رہے ہیں یہ فرما کر غوث پاک نے اس کو سینے سے لگا لیا۔

غوث دا اے کم ڈبیاں نوں تارناں
غوث دے مریداں دا نیں کم ہارناں

غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ گجرات میں تمہارا مقام ہے ہم تمہیں قطبیت کے مقام پر فائز فرماتے ہیں۔

عزیزانِ گرامی ! اُس دولہے کا نام حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور آپ کا دربار شریف گجرات میں مرجع ءخاص و عام ہے پھر کیوں نہ کہوں۔

لے یارھویں والے دا ناں تے ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

بغداد شریف میں آج بھی بستی سفینہ ہے جو چاہتا ہے جا کر دیکھ لے وہاں کشتی بھی موجود ہے جس کو غوث پاک نے ڈوبنے کے بعد نکالا تھا اور ہم جو کہتے ہیں کہ غوث پاک نے بیڑا اتار دیا۔

یہ مجازاً کہتے ہیں حقیقت میں تارنے والا اللہ ہے زندہ فرمانے اللہ ہی ہے لیکن سبب میرا غوثِ اعظم بن گیا جس طرح آج گائے کی کوئی ہڈی زندگی نہیں دے سکتی لیکن قرآن میں ہے کہ گائے کہ ہڈی سے مردہ زندہ ہو گیا کہ وہ اللہ کے ولی کی بے داغ گائے تھی اسی طرح میرے غوث پاک اللہ

تعالیٰ کے ولی اور بے داغ ہیں آپ بھی اللہ کی عطا سے مردے زندہ فرما سکتے ہیں۔

غوث پاک فرماتے ہیں!

ولو القیت سری فوق میت
لقامہ بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ

﴿قصیدہ غوثیہ ص ۶﴾

اگر میں اپنا راز مردے پر ڈال دوں تو وہ اللہ کے کرم سے زندہ ہو جائے۔

پھر آپ نے فرمایا! اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈال دوں تو وہ میرے راز کی ہیبت سے ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

دوستان گرامی! حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولائے کائنات کے وہ شہزادے ہیں جن میں خاص نخرہ تھا اگر کوئی بات ذہن میں آگئی تو آنے کے بعد آپ کو بعض اوقات کُن کہنے کی ضرورت بھی نہ پیش آتی

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

جمادی الاوّل

حضرت نوشہ گنج بخشؒ

خطبہ

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم
الذی روحة نسخة احدیت فی الاهوت قلبهٔ
خزانةٌ الحی الذی لا یموت . طاوس
الکبریاءِ وخمام الجبروت . جسدهٗ
صدرت معال الملک والملکوت وعلیٰ
آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائرہٖ اصحابہٖ اجمعین .
اما بعد . قال اللّٰہ جل شانهٗ فی الکلام
المجید وهو اصدق القائلین وقولہٖ الحق
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الرحمٰن فسئل
به خبیرا صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

درود پاک پیش کریں

الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰه

حضور قبلہ باباجی سرکار صاحبزادہ صاحب اور دیگر میرے دوستو عزیزو نوشاہی دیوانو نوشاہی پروانو اور مستانو میں نے قرآن پاک کی آیت پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام اقدس رحمٰن بھی آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں اور اُس کا ذاتی نام اللہ ہے اللہ کے بعد صفاتی اسما میں سب سے بڑا نام رحمٰن ہے اس کے بعد رحیم اور پھر باقی نام ہیں۔

پڑھو ! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پہلے اللہ پھر رحمٰن پھر رحیم۔

اللہ فرماتا ہے

فسئل بہٖ خبیرا.

﴿سورہ فرقان آیت ۵۹﴾

اللہ کا کسی کو پتہ نہیں وہ تو ذات ہے۔

اُس کا نہ آدم علیہ السلام کو پتہ ہے۔

اُس کا نہ ابراہیم علیہ السلام کو پتہ ہے۔

اُس کا نہ حضرت جبریلؑ کو پتہ ہے۔

جب نبیوں کو نہیں پتہ فرشتوں کو نہیں پتہ تو ہمیں کیا پتہ ہوگا ؟

اللہ فرماتا ہے اگر رحمٰن کا پتہ پوچھنا ہو تو مولویوں سے مت پوچھنا۔

فسئل بہ خبیرا

کسی اہل نظر سے پوچھنا کسی باخبر سے پوچھنا رحمٰن کا عکس ولی ہوتا ہے۔

رحیم کا عکس نبی ہوتا ہے۔

اگرچہ ولی نبی کی نظر سے بنتا ہے نبی کا مقام ولی سے زیادہ ہوتا ہے لیکن رحمٰن کا عکس ولی ہے اور رحیم کا عکس نبی ہوتا ہے۔

آپ کی آسانی کے لئے قرآن پاک کی آیت پڑھتا ہوں۔

لقد جآء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ
ما انتم حریصٌ علیکم با لمو منین روف
الرحیم.

﴿سورۃ التوبہ﴾

پتہ چلا نبوت رحیمیت کا مظہر ہوتی ہے اور رحمٰن مظہر ولی ہوتا ہے

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کی گلی سے گذر رہے تھے آپ نے اپنی قمیض مبارکہ کے بٹن کھولے۔

یمن کی طرف منہ کرکے کہا مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کے سانسوں کی خوشبو آتی ہے۔

تہتر فرقوں کے مولویوں نے یہی کہا رحمٰن کی خوشبو سے مراد اویس قرنی کے سانس کی خوشبو ہے۔

جمیت کا مظہر نبوت۔

رحمانیت کا مظہر ولایت ہوتی ہے۔

عزیزان گرامی قدر! جیسا نبی ہو جس مقام والا نبی ہو ولی میں بھی ویسا ہی اثر آتا ہے۔

دعائے سلیمانؑ

مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! مجھے ایسی مملکت دے کہ میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے پھر نبوت تو یہ ہے کہ ساری رُوئے زمین کی بادشاہت مل گئی اور دل میں بھی جب وہ اثر آیا تو سال کی مسافت پہ بلقیس کا تخت ہے چونکہ روئے زمین کی سلطنت تھی تو اُس ولی نے جس کا نام آصف بن برخیا تھا کہنے لگا آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت آئے گا۔

انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک

﴿سورہ نمل آیت ۳۹﴾

اس لئے کہ روئے زمین پہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت محیط ہے چنانچہ وہی اثر آپ کی اُمت کے ولی میں بھی ہے۔

دوسری مثال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ
اِلٰى مَرْيَمَ

﴿سورہ النساء آیت ۱۷۱﴾

اللہ فرمارہا ہے عیسیٰ اللہ کا رسول تھا اور اُس کا حکم تھا جو مریم کی طرف القاء کیا تھا جب انسان کو مسلمان کرنا ہو تو کیا پڑھاتے ہیں؟ کلمہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمہ ہیں اور کلمہ پڑھ کے انسان کافر سے مسلمان ہو جاتا ہے اور جب مرتے وقت انسان کلمہ پڑھ لے تو اس کے جنتی ہونے میں شک نہیں ہوتا۔

عیسیٰ علیہ السلام ہے کلمہ ان کی اُمت کے ولی ہیں جنہیں اصحاب کہف کہتے ہیں کلمہ لے کر جاتا ہے جنت میں حضرت عیسیٰ کی اُمت کے ولی ہیں ان کو جنت میں لے کر جاتا ہے اور کلمہ کی اُمت کے ولی پر یہ اثر ہے کہ وہ سے جنت میں لے گئے۔

وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید

ولیوں کے دروازے پر بیٹھنے والا کتا بھی جنت میں چلا جاتا ہے
چونکہ میرا موضوع صرف یہی نہیں ہے لہٰذا اپنی بات کو اِس جملے پر ختم کر کے

اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں۔

کہ جیسا نبی ہوتا ہے ویسے ہی اُس کی اُمت سے ولی ہوتے ہیں اور میرے رسول کا مقام کیا ہے آپ کہاں کے رسول ہیں۔

شرق سے غرب تک۔

ثریٰ سے ثریا تک عرش سے ثریٰ تک۔

میرا رسول کائنات کے ذرّے ذرّے کا نبی ہے اور کوئی خوبی اس کائنات میں اللہ نے تخلیق ہی نہیں فرمائی ہے جو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ ہو تو جس طرح میرا رسول جامع الکمالات ہے ویسے ہی اس کی اُمت کے ولی ہوں گے۔

فقیر وہ ہوتا ہے

نیس الفقیر من لیس له درهم ولا دینار

وہ فقیر نہیں جس کی جیب میں روپے نہ ہوں اور لوگ کہتے ہیں یہ فقیر ہے۔

غوث پاک فرماتے ہیں فقیر وہ ہوتا ہے۔

من قال لشیء کن فیکون

کہ کہے کُن ہو جا تو فیکون وہ ہو جائے آج جس درویش اور فقیر کا میں نے ذکر کرنا ہے اس کائنات نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

حضرت نوشہ گنج بخش حیدر کرار حضرت سیدنا غازی عباس رضی اللہ

عنہٗ کی اولاد میں سے ہیں۔

کون غازی عباس ؟

حضرت مولا علی المرتضٰی علیہ السلام بیٹھے ہوتے ہیں حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام تشریف لائے سرکار مولا مرتضٰی نے پیارے امام حسن کا سرِ اقدس چوما اور فرمایا بیٹا ہم تمہیں خوشخبری دیتے ہیں کہ تیری نسل سے ایک ایسا اللہ کا ولی ہوگا جسے ولایت کی سرداری سونپی جائے گی اور اس کا پیر ہر ولی کی گردن پر ہوگا اُس کا نام عبدالقادر جیلانی ہوگا۔

قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ

حضرت نوشہ کی بشارت

امام حسین علیہ السلام آئے مولائے کائنات نے آپ کا ماتھا چوما اور فرمایا بیٹا تجھے بھی بشارت ہو کہ تیری نسل سے امامت چلے گی ﴿چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تک امامت ہوگی﴾ اتنی دیر میں غازی حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ آ گئے عرض کی مولا مجھے بھی بشارت دیجئے مولائے کائنات نے فرمایا ! بیٹا تیری نسل میں پانچویں صدی میں اُمت رسول میں ایک ولی آئے گا جو ولیوں کا نوشہ ہوگا۔ نوشہ دولہا کو کہتے ہیں

عزیزانِ گرامی ! باراتی خواہ ایک کروڑ ہوں نوشہ ایک ہی ہوتا ہے

روٹی ملے گی تو دُولہا کے صدقہ سے ہی ملے گی۔

امام الانبیاء کے بھائی مولا علی المرتضٰی علیہ السلام تشریف فرما ہیں سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا یا علی! میرے دنیا سے جانے کے بعد مجھے ایک بیٹا چاہیے۔

آپ نے فرمایا! فاطمہ سلام اللہ علیہا ہمارے دو بیٹے ہیں سیدہ نے فرمایا یا علی! یہ رسول کے بیٹے ہیں لیکن جو بیٹا آئے گا میں نے اُس کے لئے ایک سوٹ بھی بنایا ہوا ہے اور نام بھی میں نے رکھ لیا ہے۔

عباس کا نام

حضرت مولا علی شیر خدا نے فرمایا جیسے بنت رسول کی مرضی پھر سیدہ نے فرمایا میں نے اُس کا نام عباس رکھا ہے۔

میں سوچ میں پڑ گیا کہ عباس نام کیوں رکھا تو حقیقت اس طرح آشکار ہوئی کہ عباس کا پہلا حرف "عین" ہے علی کے نام میں بھی عین ہے عباس میں ب ہے کہ بتول میں بھی حرف ب ہے۔

عباس میں الف ہے جبکہ احمد حضور کا آسمانی نام احمد کی الف میں بھی الف ہے اور سین امام حسن علیہ السلام کے نام میں بھی موجود ہے اور امام حُسین علیہ السلام کے نام میں بھی موجود ہے۔

تو عباس ایسا نام ہے جس میں علی کی ع ہے۔

بتول کی ب ہے۔

احمد کا الف ہے۔

اور حسنین کریمین کی سین ملی تو عباس بن گئے۔ یا یوں کہہ لیں علی کی علویت عباس میں ہے۔

بتول کی طہارت عباس میں ہے۔

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخلاق کا حصہ عباس میں ہے اور حسنین کریمین کی سعادت عباس میں ہے۔

ایک مرتبہ مولائے کائنات نے حضرت سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ، جو مولائے کائنات کے برادرِ اکبر تھے اُنہیں بلایا۔

جب حضرت عقیل تشریف لائے مولا علی تعظیم دینے لگے تو حضرت عقیل نے منع کر دیا اور عرض کی۔ یا علی! ہم پر آپ کی تعظیم فرض ہے۔

مولا علی نے فرمایا! آپ عمر میں بڑے ہیں۔

حضرت عقیل کی محبت پر قربان جاؤں آپ نے عرض کی یا علی! عمر کی کیا بات ہے؟ آپ تو وہ ہیں جنہیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من کنت مولاہُ فعلی مولا

جس کا میں مولا اُس کا علی مولا ہے

﴿ابن ماجہ شریف ص ۱۲﴾

شادی کا پیغام

عزیزان گرامی قدر ! مولائے کائنات نے فرمایا اے بھائی عقیل آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاص انعام سے نوازا ہے کہ آپ کو سارے عرب کے خاندانوں کے شجرے یاد ہیں لہٰذا آپ میرے لئے اچھا سا رشتہ تلاش فرمائیں لڑکی ایسی ہو کہ سر سے لے پاؤں تک حیاء کی تصویر ہو۔

قبیلہ ایسا ہو کہ جس میں عرب کی بہادری اور اُس قبیلے کا عربی شاہی مزاج ہو۔

جناب عقیل سوچنے لگے پھر کہا ! اے میرے بھائی علی ایک قبیلہ میرے ذہن میں ہے اس کا نام بنوکلاب ہے یہ قبیلہ ایسا بہادر ہے کہ دیگر قبائل کے نوجوان اپنی تلواروں پر بنی کلاب کے بہادروں کے نام کُندہ کرتے ہیں اُن کا سردار حزام ہے اگر آپ اجازت دیں تو اُس کی جوان بیٹی سے رشتہ پوچھ لیتا ہوں۔

مدینہ سے بارہ کلو میٹر دور رہتے ہیں حزام کی بیٹی کا کام اُم البنین فاطمہ ہے۔

اُم البنین کا خواب

ایک رات حضرت اُم البنین سوئیں خواب دیکھ کر ہڑ بڑا کر اُٹھیں

والدہ نے سوال کیا بیٹی کیا بات ہے آپ نے فرمایا اماں مجھے خواب آیا ہے۔
میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک چاند اور تین ستارے اُترے اور میری گود میں آ گئے۔
کیسی گود ہے کتنی وسیع گود ہے کہ جس میں آسمان کا چاند بھی سما گیا اور تین ستارے بھی آ گئے میں نے اپنے ہاتھوں سے چاند اور ستاروں کو پکڑ لیا پھر میں نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا۔
عزیزانِ گرامی ! ایک چاند اگر زمین پر آ جائے تو اُس کا اتنا حجم ہے کہ زمین کا بہت زیادہ حصہ چُھپ جائے اور ستارے وہ تو چاند سے بھی اور بعض زمین سے بھی بڑے ہوتے ہیں۔
لیکن اُسے غازی عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ کہتے ہیں جو چاند اور تین ستاروں کو اپنی گود میں رکھے اور چاند دائیں ہاتھ میں بلند کرے تین ستارے بائیں ہاتھ میں چھپا لے۔
عزیزانِ گرامی ! چاند ستاروں کے حوالہ سے دو آدمیوں کو خواب آیا ہے۔ یا حضرت یوسف علیہ السلام کو کہ اُنہوں نے دیکھا کہ چاند ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں یا حضرت عباس کی والدہ نے دیکھا کہ چاند ستارے میری آغوش میں آ گئے ہیں۔
آپ کی والدہ سمامہ بنت سہیل نے کہا ! بیٹی...... آؤ میرے ساتھ ماں بیٹی کو لے کر قبیلے کے معبر کے پاس لے آئی۔ معبر خواب کی تعبیر

بتانے والے کو کہتے ہیں۔

خواب کی تعبیر

سمامہ نے کہا ! اے معبر میری بیٹی نے خواب دیکھا ہے۔

معبر نے کہا ! کیا خواب دیکھا ہے ؟

جب خواب بتایا......معبر کھڑا ہو گیا............ کہنے لگا......سمامہ اپنی بیٹی سے پوچھو کہ کیا واقعی اُس نے یہی خواب دیکھا ہے ؟

بتایا ! ہاں یہی خواب دیکھا ہے۔

وہ کہنے لگا ! مبارک ہو......اس کا نکاح اُس ہستی کے ساتھ ہو گا جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل ہستی ہو گی......اُس میں سے چار بیٹے پیدا ہوں گے......ایک کا مقام چاند کا ہو گا اور تین ستاروں کی طرح ہوں گے۔

سمامہ خواب کی تعبیر پوچھنے کے بعد اپنی بیٹی کو لے کر اپنے گھر آ گئیں۔

مولا علیؑ کا رشتہ

ادھر جناب عقیل اُونٹ پر سوار ہو کر بنو کلاب قبیلے کی طرف چل پڑے......سفید لباس پہنا ہے......مولا علی کے بڑے بھائی ہیں......نورانی

چہرہ جو وجاہت کا پیکر ہے...... آپ بنو کلاب کے لوگوں کے پاس آئے۔

قبیلے کے نوجوان تلواریں نکال کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت عقیل علیہ السلام نے بھی تلوار نکال لی...... اُنہوں نے کہا !

نیچے اُترو...... آپ گھوڑے سے نیچے تشریف لائے۔

اُنہوں نے کہا ! من انت ؟ تُو کون ہے ؟

آپ نے فرمایا ! میں سردارِ عرب ابو طالب کا بیٹا عقیل ہوں۔

اُنہوں نے تلواریں نیام میں ڈال کر کہا ! اھلاً وسھلاً مرحبا ......

ہمارے گھر ابو طالب کا بیٹا آ گیا...... فرمائیں کیسے آئے ؟

آپ نے فرمایا ! اپنے سردار سے ملاؤ...... سردار سے مل کر حضرت عقیل نے فرمایا ! میں آپ کے پاس اپنے بھائی کے رشتے کے لئے آیا ہوں۔

اُنہوں نے پوچھا ! نام کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا ! علی

حزام گھر آئے اور اپنی بیوی ثمامہ بنت سہیل سے کہنے لگے۔ اُٹھو وضو کرو...... دو نفل شکرانے کے ادا کرو...... بیٹی فاطمہ کے لئے رشتہ آیا ہے۔

اُس نے کہا ! رشتے تو آتے ہی رہتے ہیں۔

حزام نے کہا ! پہلے نفل ادا کرو...... بعد میں تجھے بتاؤں گا۔

بی بی ثمامہ بنت سہیل نے وضو کیا اور شکرانے کے دو نفل ادا کئے

جب نفل پڑھ لیے...... سلام پھیرنے کے بعد اپنے شوہر سے کہا ! اے اُم البنین کے باباجان بتائیں کس کا رشتہ آیا ہے ؟

حزام نے کہا ! ایسا رشتہ کہ جس جیسا رشتہ کبھی نہیں آ سکتا۔

پوچھا ! کس کا رشتہ ہے ؟

علی کی شادی

حزام نے کہا ! نبی کا داماد ہمارا داماد بننے لگا ہے........... سمامہ نے اللہ کا شکر ادا کیا........... اور پھر شادی ہو گئی اور مولائے کائنات آئے اور اُم البنین کو بیاہ کر لے گئے۔

کتابوں میں آیا ہے کہ جب مولا علی شادی کر کے واپس ہونے لگے...... ہاشمی جوانوں نے تلواریں نکال لیں اور اعلان کر دیا...... خبردار...... کوئی گھروں سے باہر نہ نکلے کہ مولا علی کی حرم آ رہی ہے۔

اُم البنین مدینہ میں آ گئی ...... جب وہاں پہنچے جہاں مولا علی کا مکان ہے...... وہ مکان جس کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ

اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

اُم البنین دروازے پر آ کر بیٹھ گئیں،

عزیزانِ گرامی ! آج بہو گھر میں داخل ہوتی ہے تو بڑی مالکانہ

کیفیت وحیثیت سے اندر جاتی ہے۔

لیکن اُم البنین دروازے پر بیٹھ گئیں ...... مولا علی علیہ السلام نے فرمایا ! اندر کیوں نہیں آتی ؟

کہا ! کیسے آؤں ؟ سیّدہ پاک فاطمۃ الزہرا کے در کی ادنیٰ کنیز ہوں۔

مولا علی نے فرمایا ! آؤ اندر آؤ .... اُم البنین نے سیّدہ کے گھر کو سلام کیا اور اندر داخل ہوئیں۔

مولا علی نے فرمایا ! یہ چار پائی ہے ...... جس پر سیّدہ استراحت فرماتی تھیں،

علی کے گھر کا احترام

اُم البنین نے اُس چار پائی کے طواف میں تین چکر لگائے ...... اُس چار پائی پر حسنین کریمین سوئے ہوئے تھے .... بی بی اُم البنین نے دونوں شہزادوں کے ماتھے چومے اور اُن کے بال سُونگھنے شروع کر دیئے۔

مولا علی المرتضیٰ نے فرمایا ! اُم البنین کیا کر رہی ہو ؟

عرض کی ! آقا میں جنت کی خوشبو سونگھ رہی ہوں ...... پھر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوگئی۔ اے شہزادو ! میں آپ کی ماں بن کر نہیں ...... نوکرانی بن کر آئی ہوں ...... قبول کرنا۔

وقت گذرتا گیا............۴ شعبان کا دن ہے......مولا علی المرتضٰی مسجد میں موجود ہیں......اذانِ فجر ہو رہی ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

اور اُسی وقت جناب غازی عباس اُم البنین کی گود میں آئے۔ خادم مسجد گیا............جب مولا علی نماز سے فارغ ہوئے بتایا گیا......یا علی ! مبارک ہو............آپ کے گھر رونق آئی ہے............اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔

حضرت عباس کی ولادت

مولائے کائنات گھر تشریف لائے۔

فرمایا! بچہ مجھے دو چنانچہ آپ کی گود میں دیا گیا اور کہا گیا اس کا نام بھی رکھ دیں۔

فرمایا! اُم البنین اس کا نام تو بنتِ رسول پہلے ہی سے رکھ چکی ہیں۔

مولا علی نے پانی زبان عباس کی آنکھوں پر کانوں پر اور لبوں پر پھیری۔

بی بی اُم البنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی آقا! میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے اپنی زبان مبارک بچے کے کانوں آنکھوں اور لبوں پر کیوں لگائی۔

مولائے کائنات نے فرمایا! تا کہ عباس حق سنے تا کہ عباس حق بو لے اور حق دیکھے۔

عزیزان گرامی! جنت بھی حق ہے اور اگر عباس مدینہ میں بیٹھ کر جنت نہیں دیکھتے تو مولا علی کا قول سچا نہیں رہتا اور اگر قول سچا ہے تو عباس نمازی بیٹھے مدینہ طیبہ میں ہیں دیکھ رہے ہیں جنت کے فرشتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں حوریں بھی دیکھ رہے ہیں جنت کی اشیاء بھی دیکھ رہے ہیں جو جو حق ہے وہ عباس دیکھ رہے ہیں اور حق کیا کیا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

ذالک بان اللہ وھو الحق

اللہ تعالیٰ بھی حق ہے اور عباس حق دیکھتے ہیں ارے جب علی کے بیٹے عباس کی یہ شان ہے تو علی المرتضیٰ کی اور اُن کے رسول کی شان وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

عزیزان گرامی! یہ وہ عباس ہیں جن کی اولاد میں میرے نوشہ پاک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

عزیزان گرامی! ساری زندگی عباس علمدار علیہ السلام امام عالی مقام کے غلام بن کر پیچھے پیچھے رہے اور ساری زندگی حضرت عباس نے امام حسن علیہ السلام کو یا امام حسین علیہ السلام کو بھائی کہہ کر مخاطب نہیں کیا امام کو حسرت تھی کہ عباس مجھے بھائی کہتے ایک مرتبہ امام نے فرمایا عباس تو بھی میرے باپ کا بیٹا ہے مجھے کبھی تو نے بھائی نہیں کہا ؟

حضرت عباس نے عرض کی ! یا امام آپ بنتِ رسول کے صاحبزادے ہیں میں آپ کی والدہ محترمہ کی کنیز کا بیٹا ہوں۔

عباس ساری زندگی امام حُسین علیہ السلام کے آگے نہیں چلے اور یہی اُصول دنیا میں آنے کے لئے بھی رکھا۔

جملہ سُنیں ! تین شعبان کو امام عالی مقام کی ولادت باسعادت ہوئی اور چار شعبان کو امام کے پیچھے عباس علمدار پیدا ہوئے۔

وہی حضرت عباس جو کربلا کے میدان میں امام حُسین علیہ السلام کے خیموں کے پہردار تھے۔

وہی عباس علمدار جن کے پاس حسین کا پرچم تھا کیونکہ اس معرکہء کربلا میں حُسین علیہ السلام رسول اللہ کی پشت پر تھے اور عباس کی ڈیوٹی مولائے کائنات شیر خدا کی تھی حضرت علی غزوات میں علمدارِ رسول ہوتے اور عباس کربلا کے میدان میں علمدار حسین نے انہیں حضرت عباس علیہ السلام کی اولاد طاہر میں میرے پیر حضرت نوشہ گنج بخش قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

کون حضرت نوشہؒ

کون حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جن کو وقت کے اولیاء بھی سلامی پیش کرتے ہیں آئیں اُن کا ایک واقعہ سماعت فرمائیں۔

سرکار نوشہ پاک اپنے مریدین کے ہمراہ جا رہے ہیں ایک گاؤں
آیا جس کا نام بُچہ چھٹہ تھا۔

عصر کی نماز کا وقت ہوا مؤذن اذان دے رہا تھا

اللہ اکبر اللہ اکبر

میرے نوشہ پاکؒ نے اذان سُنی اپنے مریدین سے فرمایا اذان ہو
رہی ہے نماز ادا کر لیں۔

میرے نوشہ پاکؒ چالیس مریدوں کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوئے
حضرت نوشہ پاکؒ نے نماز پڑھائی اور پھر مسجد سے باہر تشریف
لائے باہر اُس بچہ چھٹہ گاؤں میں چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے
اُنہوں نے حضرت نوشہ پاک کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے پیر بابا
آ گئے ہیں وہاں ایک چار سال کا بچہ بھی تھا اُس کی والدہ کا نام سلطان بیگم تھا
اور والد کا نام صالح محمد ہے۔

بچے کی محبت

بچے تو کہہ رہے ہیں بابا جی سلام ہو لیکن اُس بچے کی محبت مختلف تھی
وہ بھاگا آیا اور نوشہ پاک کے قدموں پہ گر پڑا اور قدم چوم کر کہنے لگا یا ہادی
میرا اسلام قبول فرمایئے۔
آنکھوں سے آنکھیں ملیں۔

ملاقات حبیب میری عید ہو گئی
میرا حج اکبری تیری دید ہو گئی

جب اُس بچے نے پیر چومے اور سلام عرض کیا نظر سے نظر ملی وہ لڑکا بے ہوش ہو کر گر پڑا حضرت نوشہ پاک اپنے مریدین کے ہمراہ مسکراتے ہوئے آگے چلے۔

بچوں نے اُس کی والدہ سلطان بیگم سے کہا ! کہ تیرا بچہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔

ماں نے بھاگتے ہوئے پوچھا ! کیا ہوا تھا ؟

بچوں نے بتایا بابا جی آئے تھے اس نے بابا جی کو سلام کیا بابا جی نے اس کی طرف دیکھا اور چل پڑے اور آپ کا بیٹا بے ہوش ہو کر پڑا۔

ماں بھاگتی آئی بچے کو اُٹھایا سینے سے لگا کر پُوچھا بابا جی کس طرف گئے ہیں۔

وہ بی بی میرے نوشہ کے پیچھے پیچھے جا رہی ہے اُس گلی میں گئی جہاں حضرت نوشہ پاکؒ جا رہے تھے۔

گلی وس دی فقیراں دی
سدھی جاندی جنہاں نوں گلی ساڈے پیراں دی

حضرت نوشہ پاک کی خدمت میں پہنچی۔

کہنے لگی بابا جی ! میرا بیٹا بے ہوش ہے اسے دورہ پڑ گیا ہے یا

جنات کا سایہ ہو گیا ہے۔

سایہ نہیں محبت ہے

حضرت نوشہ پاک نے اُس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا فرمایا ! بی بی نہ تو جنات کا سایہ ہے اور نہ ہی کچھ ہوا ہے جب جوان ہو جائے تو اسے ''ساہن پال'' لے کر آنا وقت گذرتا رہا وہ بچہ بڑا ہوتا رہا لیکن معاملہ یہ تھا کہ دن میں وہ آٹھ آٹھ گھنٹے بے ہوش رہتا حتیٰ کہ اُس میں دیوانگی آ گئی معاملہ اتنا عجیب و غریب ہو گیا کہ چار پائی پہ سنگل ڈال کر اُس جوان کو باندھا جاتا کیسا جنات کا سایہ تھا اُس زمانے میں شہنشاہِ جنات پیر مزمل شاہ صاحب نہیں تھے ورنہ اُس کا علاج کرتے۔

چنانچہ ایک دن صالح محمد اپنے کام سے گھر آیا کہنے لگا بیگم یہ ٹھیک نہیں ہو گا بابا حضرت نوشہ پاکؒ نے فرمایا تھا اسے ساہن پال لے کر آنا چلو وہاں چلتے ہیں۔

چنانچہ اُنہوں نے کرایہ پر ایک ریڑھی حاصل کی اور اُس دیوانے بے ہوش نو جوان کو ساہن پال رنمل شریف لے چلے۔

اِدھر یہ جا رہے ہیں اُدھر چناب کے کنارے پر حضرت بابا جی نوشہ پاک رحمۃ اللہ علیہ منتظر ہیں۔

مریدین پوچھتے ہیں حضور آج کیا خاص بات ہے یوں محسوس ہوتا

ہے کہ آپ کسی کے منتظر ہیں ؟

مہمان آرہا ہے

آپ نے فرمایا! ہاں میرا ایک مہمان آرہا ہے اُس کی راہ دیکھ رہا ہوں۔

کیسا مقدر والا دیوانہ ہے جس کا منتظر میرا پیر حضرت نوشہ پاک ہے تھوڑی دیر کے بعد ریڑھی نظر آئی جب میرے نوشہ آگے ہوئے اُدھر صالح محمد نے آپ کو دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا سلطان بیگم مرشد آگئے ہیں میرے نوشہ پاک آگئے۔

صالح محمد نے کہا! السلام علیکم۔

حضرت نوشہ پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! وعلیکم السلام پھر آپ نے فرمایا میرا دیوانہ کہاں ہے ؟

صالح محمد نے کہا ! حضور اسے سایہ ہے ہم علاج کروا کر تھک چکے ہیں۔

چنانچہ اُس کے منہ سے کپڑا اُتارا اور وہ نوجوان کھڑا ہو گیا حضرت نوشہ پاک نے فرمایا کیوں دیوانہ بنا ہے؟

تم نے جو کہا ہنس کے آیا میرا دیوانہ

سرکار نے فرمایا ! یہ میرا دیوانہ ہے اسے میرے پاس رہنے دو آپ

نے اُس جوان کو سینے کے ساتھ لگایا۔

اُس کے والدین نے کہا ! سرکار آپ اسے اپنے پاس رکھیں لیکن اسے جو دورے پڑتے ہیں وہ ختم ہو جائیں۔

آپ نے اُسے سینے سے لگایا والدین واپس چلے آپ نے آواز دی کہ واپس آؤ دونوں واپس آئے ایک طرف صالح محمد کھڑا ہو گیا دوسری طرف سلطان بیگم کھڑی ہو گئی۔

نام بدل دیا

میرے داتا میرے نوشہ گنج بخش نے فرمایا ! سنو اِس کا نام ہم نے بدل دیا ہے آج کے بعد اسے رحما نہیں کہنا پاک رحمٰن کہنا ہے۔

رحمے توں رحمٰن بنایا نظر نوشہ جد کیتی

اُس نوجوان کے والدین واپس چلے گئے یہ نوجوان حضرت نوشہ پاک کی زیارت کرتا ہے کبھی سورج کی طرف دیکھ رہا ہے حتیٰ کہ سورج کی غروب ہو گیا وہ پیچھے کی طرف بھاگا۔

مریدین نے کہا دیوانے کدھر جا رہے ہو۔

اُس نے کہا ! میں یہاں نہیں سوؤں گا ایسا نہ ہو رات کو جب میں سو جاؤں تو پیر صاحب کی طرف میرے قدم نہ ہو جائیں،

سچ نوشہ حق نوشہ

وہ خادم بیس میل سفر کر کے اپنے گھر آ جاتا اور صبح اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جاتا آخر شادی ہوگئی بابا صاحب نے فرمایا رحمٰن عرض کی جی مرشد۔

فرمایا کیا کام کرتے ہو ؟

عرض کی! حضور باپ والا کام دھوبی ہوں کپڑے دھوتا ہوں۔

فرمایا! یہ میرا گھوڑا ہے یہ بھی لے جاؤ اور یہ چوکھٹ کا کتا ہے اس کا نام سبزہ ہے اسے بھی لے جاؤ۔

عرض کی! آقا کیوں!

فرمایا! گھوڑے سے کام لینا اس پر کپڑے لاد دینا اور کتا تمہارے گھر کی رکھوالی کرے گا۔

گھوڑا اور کتا

گھوڑا اور کتا لے کر گھر آ گیا بیوی سے کہنے لگا آج تو موج بن گئی مرشد نے کرم فرمایا ہے ہم کپڑوں کے بوجھ سے آزاد ہو گئے ہیں اب میں کپڑے گھوڑے پر لاد کر لے جایا کروں گا۔

بیوی نے کہا! کمال کرتے ہیں! یہ مرشد کا گھوڑا ہے کیا ہم اسے کپڑوں کے لئے استعمال کریں گے۔

چنانچہ ﴿صالح محمد﴾ نے کپڑے دھونے ہی چھوڑ دیئے سارا دن

گھوڑے کے لئے گھاس اور خوراک کا بندوبست کرتا گھر میں بھینس کے دودھ سے گھی بنا کر کُتے کو کھلانا اب یہی کام رہ گیا اور جب وقت ملتا تب مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتا۔

ایک دن ہمسائی آئی اور کہنے لگی سلطان بی بی سناؤ کیا حال ہے؟

اُس نے کہا کیا بتاؤں! میرا خاوند بھی عجیب ہے اب تک منوں گھی اس کو کھلا چکے ہیں اب گھاس کھودنے گئے ہیں اتنی دیر میں پاک رحمٰن آئے کہنے لگے سبزا ﴿کُتا﴾ کہاں ہے ؟

بیوی نے کہا ! ابھی تو یہیں تھا۔

فرمایا! وہ جا نہیں سکتا بتاؤ تم نے اسے کچھ کہا تو نہیں؟۔

بیوی نے کہا! میں نے تو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

فرمایا! کوئی بات کی؟

بیوی نے سچ بتا دیا کہ میں نے کہا تھا یہ کتا ڈیڑھ کنستر گھی کا کھا چکا ہے جب آپ ﴿پاک رحمٰن﴾ نے یہ بات سنی تو فرمایا تم نے میراج خراب کر دیا گیا۔

مرشد کا احترام

عزیزان گرامی! پاک رحمٰن نے گھٹنوں کے بل چلنا شروع کر دیا اور اسی حالت میں چلتے چلتے ساہن پال پہنچے گھٹنے زخمی ہو چکے ہیں وہ حضرت

نوشہ پاکؒ کے قریب وہ سبزا کُتا بھی بیٹھا ہوا ہے۔

مسکرا کر فرمایا! سبزے اب تو راضی ہو جاؤ میں بھی تیری طرح اتنی دور سے چل کر آیا ہوں۔

عزیزان گرامی! درویشی حاصل کرنا آسان کام نہیں اور مرشد میں فنا ہونے سے درویشی ملتی ہے حضرت پاک رحمٰن اپنے شیخ حضرت نوشہ پاک کی ذات اقدس میں فنا ہو چکے تھے اور یہ واقعہ بھی فنائیت کا ہی بتا رہا ہے کہ شیخ کے کُتے کا اتنا احترام کرتے ہیں اور پھر کیا۔

عزیزان گرامی قدر! جب حضرت نوشہ پاکؒ کے وصال پاک کا وقت ہوا آپ نے مریدین سے فرمایا ! میرے دیوانے میرے مرید رحمٰن پاک کو بلایا۔ آپ حاضر ہوتے۔

مرشد نے فرمایا! میرے بچے مرید! مانگ بسم اللہ جب مرشد کہے مانگ مزا تب ہے۔

مسالک السالکین سے بات پیش کرتا ہوں شاہ مسکین قلندر نے حضرت نوشہ پاک کی دعوت کی آپ تشریف لائے فرمایا قلندر بادشاہ ہماری روحانی غذا کا اہتمام کروں شاہ مسکین نے ایک قوال بلایا قوالی شروع ہو گئی۔

قوالی جائز ہے

عزیزان گرامی! بعض لوگ سماع کے جواز کے قائل نہیں ہیں لیکن

حقیقت ہے کہ قوالی کی سماعت اولیاء اللہ سے ثابت ہے حضور غوث اعظم تاجدار اولیاء ہیں آپ کے پاس ایک مرتبہ عطائے رسول غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی تشریف لائے۔

خواجہ حضور نے کہا!

اے شہنشاہ بغداد ہمارے لئے غذا کا بندوبست فرمایئے سرکار نے بغداد سے قوال بلوائے اور فرمایا ہمارے مہمان آئے ہیں ان کے سامنے قوالی کرو۔

پتہ چلا! قوالی کی سماعت کرنا اولیاء اللہ سے ثابت ہے تو میں عرض کر رہا تھا محفل سماع جاری تھی اِدھر غوثِ اعظم درس دے رہے تھے درس دیتے دیتے آپ کے چہرہ اقدس پر جلال آیا آپ نے اپنا عصا زمین پر رکھا اور اُس پر وزن ڈالا حتیٰ کہ تین مرتبہ وزن ڈالا۔

مرید کہنے لگے! حضور کیا ہوا ہے؟

فرمایا! معین الدین کو وجد ہو گیا ہے اور ایسے دم میں سے کہ اگر میں بغداد کو اپنے عصا کی ٹیک نہ دیتا............بغداد اُلٹ جاتا۔

میں عرض کر رہا تھا شاہ مسکین کے پاس مہمان سے میرے نوشہ پاکؒ آپ کے ہمراہ آپ کے مرید خاص سچیار پاک اور پاک رحمٰن بھی ساتھ ہیں۔

محفل سماع

شاہ مسکین نے قوال بلوا لئے محفل سماع شروع ہو گئی سماع کے دوران شاہ مسکین قلندر کو وجد ہو گیا اور رُوحانیت والے لوگوں نے دیکھا کہ شاہ مسکین نے ہاتھ اُوپر کیا ہوا ہے اور ایسا بلند ہاتھ ہے کہ پہلے آسمان کو چُھو رہا ہے شاہ مسکین قلندر کے مرید بڑے فخر میں آئے کہ شاہ مسکین ہمارے مرشد کا ہاتھ پہلے آسمان کو لگ رہا ہے اور سوچ رہے ہیں کہ ہمارے قلندر پیر کا جواب کوئی بھی نہیں ہے کہ زمین پر کھڑے ہیں ہاتھ آسمان پر لگ رہا ہے۔

عزیزان گرامی! اگر سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ولی کا ہاتھ ہزار میل کے فاصلے تک ایک لمحے میں پہنچ جائے تو تیری محفل مانتی ہے تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے ولی کا ہاتھ اگر آسمان پر پہنچ جائے پھر تیری عقل کیوں نہیں مانتی۔

میں عرض کر رہا تھا حضرت شاہ مسکین قلندر کے مرید بڑے خوش ہوئے کہ ہمارے شیخ کا ہاتھ پہلے آسمان کے ساتھ لگ رہا ہے۔

اِدھر حضرت نوشہ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید سچیار پاک پر توجہ فرمائی اور پاک رحمٰن سے فرمایا مسکین قلندر وجد میں دھمال ڈال رہے ہیں آپ بھی ڈالیں۔

پیر کا حکم ہے۔

وڑ کے پِچھ وچہ عشق نے رقص کیتا
چڑھ کے دار تے نچیا تے عشق نچیا

نچیا عشق تلوار دی نوک دھار اُتے
نوکِ خار تے نچیا تے عشق نچیا

بلھے شاہ طوائف دا بھیس کر کے
درِ یار تے نچیا تے عشق نچیا

صائم حُسن دی جِت کراں بدلے
اپنی ہار تے نچیا تے عشق نچیا

توحید کا مزا ہے اگر غیر خدا نہ ہو
دل میں خیال دیر و حرم کا ذرا نہ ہو

مرید کی دھمال

جب پاک رحمٰن نے مرشد کے امر پر دھمال ڈالنی شروع کی تو

دیوانوں نے دیکھا پاک رحمٰن چوتھے آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں اور ہاتھ عرش نے ساتھ لگا ہوا۔

آج کوئی کہے کہ پاک رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ چوتھے آسمان پر کیسے پہنچ گئے میں کہتا ہوں جب امام غزالی نبی کریم علیہ السلام کو ساتویں آسمان پر مل سکتے ہیں تو پاک رحمٰن بھی چوتھے آسمان تک پہنچ سکتے ہیں کیونکہ امام غزالی بھی میرے نبی کی اُمت کے ولی ہیں۔

شاہ مسکین قلندر نے جب پاک رحمٰن کو چوتھے آسمان تک عروج میں دیکھا تو میرے نوشہ پاک پر ہٹ کی واہ جی واہ یہ عجیب رواج ہے کہ پیر زمین پر بیٹھا ہے اور مرید چوتھے آسمان پر پہنچا ہوا دھمال ڈال رہا ہے۔

ابھی نوشہ پاکؒ نے بات نہیں کی کہ پاک رحمٰن نے چوتھے آسمان سے اپنا سر نیچے جھکایا اور حضرت نوشہ پاک کے قدموں میں......اب معاملہ یہ تھا کہ پاؤں تو چوتھے آسمان پر تھے اور سر میرے غوث پاک کے قدموں پر تھا۔

یہ دھمال ہے۔

یہ حوالہ ''شریف التواریخ'' میں بھی موجود ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا اللہ کے ولیوں کی باتیں عجیب ہوتی ہیں کرامت کہتے ہی اُسے ہیں جو سمجھ نہ آئے۔

تو میں عرض کر رہا تھا پاک رحمٰن کیسے مرشد پر فنا ہیں آپ کا نام عبد

الرحمٰن ہے عبدالرحمٰن کے عدد ہیں ۴۰۵ یعنی ۴ اور ۵ = ۹

اس دربار کے بزرگ کا نام ہے بابا جی سخی کریم شاہ ان کے نام کے

اعداد ۲۷۰ ہیں ۲ اور ۷ = ۹ بن گیا۔

ان کے اعداد ۱۳۵۹ بنتے ہیں اور ۹+۵+۰=۱۴

۳+۱۷+۱=۱۸

۸ اور ۱ = ۹

میں نے بڑی کوشش کی کہ صابر حسین کے اعداد ۹ بناؤں لیکن بات

نہیں بنی بالآخر ان کا نام اور ان کے دادا جان نور احمد صاحب کے نام کا نور

اور صابر حسین صاحب کے نام کا صابر ملائیں تو ۱۵۴۹ اعداد بنتے ہیں۔

۵+۴=۹

۹+۹=۱۸ ۸+۱=۹ آٹھ اور ایک نو

بابا جی اللہ بخش نوشاہی

اس کا مطلب ہے کہ صابر صاحب کا فیض قبر شریف میں ہے اگر

آپ کو فیض چاہیے تو بابا جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف کے قدموں میں

بیٹھا کریں فیض ملے گا الحمدللہ بابا جی سرکار اللہ بخش نوشاہی کا فیض جاری و

ساری ہے اللہ والوں کا فیض یہاں بھی جاری وساری ہے اور قبر و حشر میں

جاری وساری رہے گا میرے نوشہ پاک فرماتے ہیں قادری سلسلے کا کوئی شخص

جب قبر میں جاتا ہے منکر نکیر آتے ہیں اور کہتے ہیں اُٹھ تجھ سے سوال کریں۔

نوشہ پاکؒ کا فرمان

نوشہ پاک فرماتے ہیں قادری کے ہاتھ پر اسم اللہ لکھا ہوتا ہے بائیں ہاتھ پر بھی اللہ اور پیشانی پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوتا ہے اور اتنی روشنی ہوتی ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور جب منکر نکیر یہ اسماء دیکھتے ہیں تو تعظیم کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اس سے کیا سوال کریں ؟

معاملہ یہ ہے کہ نکیر کفار سے سوال پوچھتا ہے اور منکر مسلمانوں سے سوال پوچھتا ہے بالآخر منکر کہتا ہے اے نیک انسان! اس طرح سو جاؤ جس طرح پہلی رات کا دولہا سوتا ہے۔

عزیزان گرامی! قادریہ سلسلہ تمام سلاسل کا سردار ہے قادریہ سلسلہ ایسا اعلیٰ ہے۔

کہ مولا علی کی طرف یہ سلسلہ جاتا ہے۔

غوث پاک اس سلسلہ میں ہیں

نوشہ پاک اس سلسلہ میں ہیں

عزیزان گرامی! ہم جس آستانے پر حاضر ہیں یہ بہت بڑا آستانہ ہے اس آستانے کے بزرگان کی تبلیغ سے بڑے ہندو سکھ بھی مسلمان ہوئے

ان کی بہت سی کرامات ہیں جو میں عرض کرر ہا تھا ایک مرتبہ نوشہ پاک مسجد تعمیر کرار ہے ہیں مستری کام کرر ہا تھا اچانک اُس کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ وہیں مر گیا۔

نوشہ پاک نے اپنے مریدین سے فرمایا ! ہماری مسجد کی تعمیر کے دوران اس طرح مر گیا ہے ایسے تو مسجد کی بدنامی ہوگی۔

مریدین بھی پریشان تھے کہ اُنہوں نے کیا حضور کیا کریں آپ نے فرمایا ! اچھا چلو دیکھو یہ کہہ کر آپ نے اُس مستری کی میت کو کہا کہ بھائی پھر کبھی مر جانا مرنے کے لئے بڑا وقت پڑا ہے

نوشہ پاکؒ کے منہ مبارک سے بات نکلی تھی کہ سب نے دیکھا وہ مستری زندہ ہو گیا۔

پھر کیوں نہ کہوں ؟

تیرے مونہوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیر اے

کرامت نوشہ پاکؒ

ایک مرید نوشہ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنی اندھی بیوی لے کر آیا کہنے لگا حضور مرید آپ کا ہوں اور میری بیوی اندھی ہو بات جچتی نہیں ہے۔

آپ نے اُس اندھی خاتون کی طرف دیکھ کر فرمایا! اے بی بی

میری طرف دیکھو چنانچہ اُس عورت کی دونوں آنکھیں اُسی وقت درست ہو گئیں۔

حضرت محمد نوشہ گنج بخش رضی اللہ عنہ کی سخاوت بھی بے مثال تھی جو شخص آیا پھر خالی نہیں گیا آج بھی جو شخص آپ کے دربار اقدس پر نیت سے جائے آج بھی اُس کی تمنا پوری ہوتی ہے۔

حضرت نوشہ پاک رحمۃ اللہ علیہ غوث پاکؓ کے سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے ایسے مہر منیر تھے کہ جنہوں نے قادریہ سلسلہ کو مزید روشنی عطا فرمائی کون حضرت نوشہ گنج بخش جن کے فیضان کی گواہی......دریائے چناب کی لہریں ہی نہیں آسمان پر چمکنے والا سورج بھی دے رہا ہے آپ کے مریدوں میں ایسے ایسے باکمال لوگ گذرے جن کی ایک نظر سے نظام کائنات تبدیل ہو جائے۔

ایک ہندو حضرت نوشہ پاکؒ کی خدمت میں آیا اپنے کمالات دکھا کر کہنے لگا اگر آپ سچے ہیں تو ایسا کمال دکھائیں جو میرے ذہن کو لاجواب کر دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

آپ نے فرمایا اے شخص! ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں تو ہندو ہے پتہ نہیں کتنے خدا بنائے ہوئے ہیں دیکھ میں اللہ ھو کا ذکر کرنے لگا ہوں۔

میرے نوشہ پاکؒ نے ایک مرتبہ اللہ ھو کیا۔ پھر کیا تھا ؟ ہر چیز سے اللہ ھو اللہ ھو کی صدائیں بلند ہونے لگیں وہ سادھو قدموں میں گر کر کہنے

لگا۔

بابا جی مجھے کلمہ پڑھائیں اور سبق عطا فرمائیں چنانچہ آپ کی نظر کرم سے جو تھوڑی دیر پہلے ہندو تھا اللہ کا ولی بن گیا یہ ہیں ولیوں کی باتیں۔

یہ ہیں اللہ کے ولیوں کے کمالات و کرامات حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ کے ولی ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری سمجھ میں کہاں آ سکتے ہیں ؟

دُعا ہے اللہ تعالیٰ اس آستانے کو سلامت رکھے اور قیامت تک قائم و دائم رکھے اور اسی طرح حضرت بابا جی اللہ بخش نوشاہی سرکار مدظلہ العالی فیض روحانی ہم تک پہنچاتے رہیں ہمیں چاہیے کہ اللہ کے ولیوں کے درباروں پر جایا کریں کہ دین ملتا ہے تو ولیوں سے۔

ایمان ملتا ہے تو ولیوں سے۔

ایقان ملتا ہے تو ولیوں سے۔

شان ملتی ہے تو ولیوں سے۔

دین و دنیا کی نعمتیں اللہ کے ولیوں سے حاصل ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ حضرت نوشہ پاک کے صدقہ سے حضرت غوث پاک اور مولائے کائنات کے صدقہ سے ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

جمادی الآخر

حضرت ابوبکر صدیقؓ

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَسَيُجَنَّبُهَا

الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِى مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ مِنْ

نِّعْمَةٍ تُجْزٰىٓ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى۔

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰٓاَيُّهَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

درود پاک پیش کریں

الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

دُرود پاک سے بخل نہ کیا کرو۔ بڑی معروف حدیث پاک ہے۔

تحقیق العارفین میں ہے حضرت سیّدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوئی گم ہوگئی، عشاء کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر آئے، دیکھا سیّدہ عائشۃ الصدیقہ کچھ تلاش کررہی ہیں۔

آپ نے فرمایا ! کیا تلاش کررہی ہو ؟

عرض کی ! یارسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُوئی گم ہوگئی ہے۔

سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے ہر طرف روشنی ہوگئی اور سُوئی مل گئی۔

شیخ سیّد احمد بدیع الصلوٰۃ کی شرح میں مکمل حدیث پاک لکھتے ہیں۔

بی بی پاک مسکرا کر کہنے لگیں !

" فقلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ما ابھا وجھک وما انور طلعتک ."

آپ کتنے حسین ہیں آپ کا چہرہ کتنا حسین

ہے اور آپ کے چہرۂ انور سے کتنی نور کی شعائیں نکلتی ہیں۔

یہ سُن کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

اے عائشہ ! کتنا بد بخت وہ بندہ ہوگا کہ کافر و مشرک اس چہرے کی زیارت کریں گے لیکن بد بخت شخص وہ ہوگا جو قیامت کے دن میری زیارت نہ کر سکے گا۔

حدیث شریف

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا بد بخت کون ہو سکتا ہے جسے قیامت کے دن بھی آپ کا دیدار حاصل نہ ہوگا سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا !

”فقال االبخيل الذى اذا ذكرت عندهٗ
لم يصلى عليه.“

”بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر
خیر ہو رہا ہو اور وہ مجھ پر درود پاک نہ پڑھے۔“

لہٰذا سب حضرات درود پاک پڑھو۔

الصلوٰ والسلام علیک یارسول اللّٰہ

سامعین محترم ! حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان

وعظمت کے اظہار کیلئے آج کی محفل کا انعقاد کیا گیا ہے۔

میں نے سورۃ اللیل کی آخری آیات پیش کرنے کی سعادت حاصل

کی ہے اللہ فرماتا ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى

سب سے بڑا متقی وہ ہے جس سے دوزخ کی

آگ دُور کردی گئی ہے۔

الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى

جو اپنے مال اس نظریے سے دیتا ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى

میری ساری خدائی اس پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

حیرانگی ہوئی! یہ آیت مبارکہ پڑھ کر کہ کوئی شخص اس کائنات میں

ایسا نہیں ہے جس پر کسی اور کسی پر جس کا احسان نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِس بندے پر کسی کا احسان نہیں ہے۔ آگے فرماتا ہے،

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى

اور یہ صرف خرچ اس لئے کرتا ہے کہ اپنے ربّ کا طلب گار ہے جو

سب سے بڑا ہے۔

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى

اسے ہم عنقریب خوش کریں گے۔

عزیزانِ گرامی ! سوف یرضیٰ اللہ تعالیٰ نے یا تو اپنے حبیب علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

اے محبوب ! ہم آپ کو راضی کریں گے۔

یا حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا ہے کہ ہم قیامت کے دن تجھے راضی کریں گے۔

اِس سے بڑی یارِ غار کی شان کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنہیں فرما رہا ہے کہ ہم تجھے راضی کریں گے۔

عزیزانِ گرامی ! اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو متقی نہیں کہا گیا۔ کیونکہ متقی ایک چھوٹا سا درجہ ہے۔

الاتقیٰ کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا تابعدار...... سب سے بڑا پرہیزگار کون ہے ؟ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضراتِ گرامی ! ابن جریر اُٹھائیں...... تفسیر کبیر اُٹھائیں...... تفسیر روح البیان اُٹھائیں ...... تفسیر جلالین اُٹھائیں ...... تفسیر مظہری اُٹھائیں...... تفسیر ضیاء القرآن اُٹھائیں

جو بھی تفسیر القرآن، خواہ اپنے مصنف کی ہو یا بیگانے کی ہو۔

اَلتقیٰ سے مراد سب سے بڑا متقی ہے اور اس سے مراد حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

میں آپ کے سامنے لفظ صدیق کے بارے میں گفتگو کروں گا۔لیکن پہلے چند باتیں سماعت فرمائیں......غور فرمائیں۔

سب سے بڑا متقی......یہیں ٹھہریں......ایک اور آیت مبارکہ سنیں سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا

﴿سورۃ مریم آیت ۶۳﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے متقی لوگ میری جنت کے وارث ہیں

عام متقی جنت کے وارث ہوں تو جو الاتقیٰ کا مصداق ہو متقین میں سب سے بڑا متقی ہے اُس کی شان وعظمت کیا ہوگی؟

ایک جگہ اللہ نے فرمایا!

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

اللہ کے قریب عزت اُس کی ہے جو متقی ہے۔

﴿سورۃ الحجرات آیت ۱۳﴾

عزیزانِ گرامی!

جب اللہ تعالیٰ متقین کی عزت فرماتا ہے تو جو الاتقیٰ کا مصداق ہے اُس کی عزت ربّ کی نظر میں کتنی ہوگی۔

متقی اور الاتقیٰ

متقی اور الاتقیٰ میں فرق یہ ہے، متقی اُسے کہتے ہیں جس پر سو میں سے اڑھائی فیصد دینا واجب ہو اور الاتقیٰ اُسے کہتے ہیں جو سو کا سو ہی دے دے۔ جو سو میں سے اڑھائی فیصد دے وہ متقی ہے اور جو سو کا سو ہی ربّ کی راہ میں دے دے وہ الاتقیٰ کا مصداق ہے۔

سارا مال دے دیا

عزیزانِ گرامی ! حدیث کی رُو سے سارا مال دے دینا عین ہے کیونکہ بیوی بچوں کا نان نفقہ بھی اُس پر واجب ہے لیکن مولویوں سے پوچھو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تو سارا مال دے دیا اور سارا مال دے دینا عیب ہے۔ جواب سُن لو۔

جو سارا دے کر پچھتائے اُس کے لئے عیب ہے اور جو سارا دے کر کہے یا رسول اللہ اِس میں ابو بکر کی معراج ہے اس کے لئے عظمت ہے۔

پھر آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا !

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى

کہ اُس پر کسی کا احسان نہ ہوگا اور وہ ہستی حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں کہ جن پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

ارے جب اللہ فرما رہا ہو کہ کسی کا احسان نہیں ہے اُس پہ تو پھر کوئی بندہ یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میرا حضرتِ ابوبکر صدیق پر احسان ہے۔

ایک سب سے بڑا جملہ بولنے لگا ہوں

کسی کا احسان نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ! میرے ابوبکر پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

تفسیر مجمع البیان اہل تشیع کی تفسیر ہے اُنہوں نے بھی **الاتقیٰ** سے مراد حضرت ابوبکر کو ہی لکھا ہے۔

تفسیر قمی یہ بھی شیعوں کی تفسیر ہے اُنہوں نے بھی الاتقی سے مراد حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی لکھا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ کسی بندے کا میرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر احسان نہیں ہے۔

حدیث پاک

آئیں حدیث پاک سُنیں، میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے کسی کا اپنے اُوپر احسان نہیں رکھا لیکن ایک ابوبکر صدیق وہ شخص ہے کہ اس کا احسان مجھ پر ہے اور اس احسان کا بدلہ قیامت کے دن انہیں عطا کیا جائے گا۔

آؤ جملہ سنو ! پوری خدائی پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

احسان ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان ہے۔

عزیزانِ گرامی ! لوگ غار والی نیکی کی بڑی بات کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرض تھا۔ جو نیکی میرے نزدیک عظیم ہے وہ سنانے لگا ہوں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان سے باہر نکلے جناب بلال رضی اللہ عنہ جن کے مقدروں پر خدائی ناز کرتی ہے۔

اُنہیں حبشی کہا جاتا ہے لیکن خدا کی قسم حضرت بلال کی یہ شان ہے۔

حضرت آدم ...... نوح ...... شیث ...... یوسف ...... کھڑے ہوں گے بلال سب سے پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔

خریدارِ بلالؓ

جناب بلال رضی اللہ عنہ ریت پر لیٹے ہوئے ہیں آپ کی چھاتی پر چکی کا پُٹ رکھا ہوا ہے اور اُمیہ کوڑے برسا رہا اور بلال کے چاروں اطراگ میں آگ جل رہی ہے۔ اور بلال زبانِ حال سے یہی فرما رہے ہیں۔

میں بھی ہوں اِک مٹی پیالہ عشق کے بازار میں
پر پسند آیا میں اس وقت نگاہِ یار میں

حضرت ابوبکر صدیق قریب سے گذرے............ بلال زمین پر

لیٹے ہیں............اُمیہ کوڑے مار رہا ہے......اور بلال کی زبان سے......

احد......احد......احد کی پکار جارہی ہے۔

اُمیہ نے کہا ! بلال۔تجھے میں مار رہا ہوں............تجھے تکلیف

نہیں ہوتی۔ بلال نے کہا

تجھے کیا بتاؤں اے ہم نوا مجھے موت جو مزہ ملا

نہ ملا مسیحا و خضر کو وہ حیات عمر دراز میں

جونہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قریب سے گذرے......اُمیہ کوڑے

مار رہا ہے۔

جسے درد اُن کا عطا ہوا اُسے زندگی کا مزہ ملا

جو مریض عشق رسول ہے نہ کبھی وہ شفا کرے

اُمیہ کوڑے مار رہا ہے......صدیق اکبر رُک گئے......اُمیہ سے

مخاطب ہوئے......فرمایا ! اِس کو کیوں مار رہے ہو ؟

اُمیہ بن خلف کہنے لگا ! اگر تجھے اچھا لگتا ہے تو پیسے دے اور اسے

چھڑا لو، کیونکہ یہ میرا غلام ہے............اللہ اللہ کرتا ہے......میں کہتا ہوں

اُس کا نام لینا چھوڑ دے اور میں جسے پوجتا ہوں تو بھی اُسے پوج۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس آگ کے قریب کھڑے ہو

گئے۔فرمایا ! مانگ

اُمیہ بن خلف نے کہا ! اچھا خرید و گے۔

فرمایا ! مانگو کیا مانگتے ہو ؟

اُس نے کہا ! بات سن...... تیرے پاس ایک غلام ہے جس کا نام نستاس ہے یہ یمنی غلام تھا اور حضرت صدیق اکبر دس ہزار دینار کا خرید کر لائے تھے۔

اُمیہ بن خلف نے کہا ! وہ غلام نستاس دے دو۔

سرکار صدیق اکبر نے فرمایا ! قبول ہے۔

اُمیہ بن خلف نے کہا ! اکیلا نستاس نہیں...... ساتھ اُس کی بیوی بھی دو۔

سرکار صدیق اکبرؓ نے فرمایا !

قبول ہے۔

اُس نے کہا ! اُن کی ایک جوان بچی ہے وہ بھی ساتھ دو۔

آپ نے فرمایا ! قبول ہے۔

اُس نے کہا ! ان تینوں کے ساتھ دو صد دینار بھی لوں گا،

سرکار نے فرمایا ! حیاء کر...... مانگے جا رہے ہو یہ بھی قبول ہے۔

لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو صد دینار بھی دیے اور نستاس...... اُس کی بیوی اور بچی بھی دے دی۔ اور حضرت بلال کو اُس سے لے لیا۔

اُمیہ کا تمسخر

اُمیہ بن خلف ہنسا اور قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ اے ابو بکر ! میں نے آج تجھے ٹھگ لیا ہے۔

جناب صدیق نے فرمایا ! اے بے وقوف یہ تو چند یمنی غلام تھے بلال میری نظر میں ایسا ہے کہ اگر یمن کی بادشاہی بھی دے دی جاتی تو بلال کی قیمت ادا نہ ہوتی۔ لہٰذا اب بلال حضرت ابو بکر صدیقؓ کے غلام تھے۔

آٹھ غلام اللہ کی راہ میں آزاد کیے

دوستانِ گرامی ! کتنی بڑی نیکی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آٹھ غلام خرید کر اللہ کی راہ میں آزاد کیے ہیں،

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت بلال کو ساتھ لے کر جانے لگے تو بلال کی آنکھوں میں آنسو آ گئے بلال رونے لگے۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! تو غلام تھا...... اب آزاد ہے...... پہلے تجھے مار پڑتی تھی............ اب آرام ہے...... تجھے تو خوش ہونا چاہیے اور تم رو رہے ہو۔

حضرت بلال نے عرض کی اے ابوبکر ! ٹھیک ہے میں اب ظاہراً آرام میں ہوں لیکن آپ کو کیا بتاؤں جب اُمیہ مجھے مارتا تھا اور مار کے پوچھتا تھا بلال درد تو نہیں ہوتی۔

اور اب وہ آواز نہیں آتی کہ مارنے کے بعد پوچھا جاتا ......اور جس کیف میں میں تھا اُس کا مجھے ہی پتہ ہے۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
سِتم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں

جونہی باہر آئے لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال آزاد کرا لیا ہے لوگوں کا خیال تھا کہ شائد کسی موقع پر بلال نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر احسان کیا ہوگا ...... جبھی تو بلال کو آزاد کروایا......ورنہ اتنی زیادہ قیمت اِس حبشی غلام کی کون دیتا ہے ؟

اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل سے فرمایا اے جبریل ! دیکھ ابو بکر بلال کو خرید کر میرے محبوب کی بارگاہ میں لے کر جا رہا ہے...... پہلے قرآن کی آیت لے جاؤ۔

وما لا حد عندہٗ من نعمة تجزیٰ

اے مکے کے مشرکو ! میرے یار کے غلام ابوبکر پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

تمہید کے بعد

اِس تمہید کے بعد اب میں اُس موضوع پر آتا ہوں جو میں نے بیان کرنا ہے۔

پہلے قرآن پاک کی آیت مبارکہ سماعت فرمائیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ.

﴿سورۃ الزمر آیت ۳۳﴾

سورۃ الزمر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ

ایک سچائی لے کر آیا

لا الہ الا اللہ ٗ سچائی ہے

قرآن سچائی ہے

اللہ ایک ہے سچائی ہے

وَصَدَّقَ بِهٖ

اور ایک نے اُس حق کی تصدیق کی

دنیا کی کم از کم بیس تفاسیر جو میرے پاس موجود ہیں میں گن کر بتا

سکتا ہوں کہ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ کے مصداق حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

وَصَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک جملہ عرض کرتا ہوں۔

قرآن کا فرمان

اللہ کا قرآن کہتا ہے میرا نبی سچائی لے کر آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُس کی تصدیق کی۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ
كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَكُمْ.

﴿سورۃ آل عمران آیت ۸۱﴾

اللہ فرمارہا ہے۔

آدم	سُن لو
نوح	سُن لو
ادریس	سن لو

ہود سُن لو

شیث سُن لو

ابراہیم سُن لو

موسیٰ سُن لو

یوسف سُن لو

یعقوب سُن لو

یحییٰ سُن لو

جب تم اپنی کتابیں لے کر جاؤ گے پھر ثم جآء کم رسول تمہارے پاس میرا رسول آجائے گا وہ میرا رسول جو تمام نبیوں پر نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق کرے گا۔

عزیزانِ گرامی ! جملہ سماعت فرمائیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں جو سوا لاکھ نبیوں کی کتابوں کی تصدیق کریں اور ابو بکر صدیق وہ ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب قرآن مقدس کی تصدیق کریں۔

آؤ شانِ صحابہ بیان کرنے کا دعویٰ کرنے والو ! سُنو

اُدھر فرمایا ! مصدق لما

اِدھر فرمایا ! وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

صدیق کس نے کہا ؟

عزیزانِ گرامی ! صدیق کس نے کہا ؟ اللہ نے

بخاری شریف کی حدیث سنو !

امام الانبیاء ﴿۱﴾ ابوبکر ﴿۲﴾ عمر ﴿۳﴾ عثمان ﴿۴﴾

چاند میرا رسول ہے صحابہ ستارے ہیں،

کرسکو گے کس طرح اُن سے صحابہ کو جدا
گرد مدنی چاند کے تاروں کا ہالہ چاہیے

اصحابی کاالنجوم

حضور فرماتے ہیں۔ میرے صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرو ہدایت پا جاؤ گے۔

کشتیٔ نوح صائم ہے آلِ نبی
ہر صحابی ستارا ہے انوار کا

بخاری کی حدیث

بخاری شریف کی حدیث ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صعدا أحد و ابو بکر و عمر و عثمان

فرحیف بهم فضربه برحه.

نبیوں کا سرتاج اپنے صحابہ کو لے کے اُحد کی پہاڑی پر چڑھے وہ

اُحد پہاڑ جس کے بارے میں حضور فرماتے ہیں۔

اُحدٌ جبل اُحد ہم سے پیار کرتا ہے ہم اُحد سے پیار کرتے ہیں۔

جونہی امام الانبیاء اُحد پہاڑی پر چڑھے۔ درمیان میں امام الانبیاء

ہیں دائیں طرف جناب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

پہاڑ ہلنے لگا فرحیف بهم

امام الانبیاء نے پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ فضربه برحه

اورفرمایا ! قال اثبت یا اُحد اے اُحد ٹھہر جا۔

فانما علیک نبی و صدیق و شهیدان.

﴿بخاری شریف جلداوّل صفحہ۵۱۹﴾

اے اُحد ! تجھ پر ایک نبی دوسرا صدیق ہے اور باقی دو شہید

ہیں۔ ﴿مجھے نہیں پتہ غیب کسے کہتے ہیں ؟؟؟﴾

حضور نے فرمایا ! ایک نبی ہے..........دوسرا صدیق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق فرمایا۔

رسول اللہ نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق فرمایا۔

اب سنو ! جہاں جبریل علیہ السلام کو نوری پروں کے جلنے کا ڈر ہے

وہاں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بدن اطہر جلنا تو دُور کی بات ہے جو کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ بھی نہیں جلے............ جو چمڑے کی جوتی پہنی تھی وہ بھی نہیں جلی۔

خلیل وہ ہے جسے نمرود کی آگ نہ جلا سکے،

محمد عربی وہ ہیں کہ جس کی جوتی کو غیرتِ ربی کے جلوے بھی نہ جلا سکیں۔

اُس رسول کو اپنی جھولی میں اور آپ کا سرانور اپنے زانوؤں میں لے کر بیٹھنے والے حضرت سیّدنا صدیق اکبر ہیں۔

ارے جو سرکار کے قدموں پہ لگ جائے وہ نہیں جل سکتا تو جو رسول کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر بیٹھا رہے وہ کیسے جل گیا ؟

امام الانبیاء نے فرمایا ! جبریل چلو واپسی ہو رہی ہے۔

ساتواں آسمان آیا...... پھر چھٹا آسمان آیا...... پانچواں آسمان...... چوتھا آسمان............ تیسرا آسمان...... دوسرا آسمان...... جونہی پہلے آسمان پر پہنچے جبریل نے عرض کی یارسول اللہ پریشانی کیسی ہے ؟ آپ نور ربّ سے مل کر آ رہے ہیں آپ پریشان کیوں ہیں ؟

میرے نبی نے فرمایا ! یاجبریل !

جی محبوب ! ربّ جلیل

فرمایا ! ان قوم لا یصد قونی

میں پریشان ہوں جب میں واپس جاؤں گا میری قوم نے میری تصدیق نہیں کرنی کہ ابھی زنجیر ہل رہی ہے بستر ابھی گرم ہے اور میں اٹھارہ ہزار سال رہ کر جارہا ہوں اور مکہ سے مسجد اقصیٰ چھ ماہ کا سفر ہے جب میں اُنہیں جا کر بتاؤں گا تو لوگوں نے تسلیم نہیں کرنا ...... کون ہے جو میری تصدیق کرے گا ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی ! یارسول اللہ

یصدق ابی بکر

ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے

﴿الریاض النضرہ جلد اوّل صفحہ ۱۴۰﴾

حضور نے فرمایا ! وہ کیسے ؟

جبریل علیہ السلام نے کہا ! هو صدیق

یارسول اللہ ! کیونکہ وہ صدیق ہیں۔

ابوبکرؓ، صدیق ہیں

غور فرمائیں!

اللہ نے فرمایا ! ابوبکر صدیق ہیں

رسول نے فرمایا ! ابوبکر صدیق ہیں

جبریل نے کہا ! ابوبکر صدیق ہیں

آؤ ایک اور خاص بات بتاؤں کسی نے مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ حضرت ابو بکر کے بارے میں بتائیں ......ریاض النضرہ......نور الابصار اور الاصابہ میں یہ روایت موجود ہے۔

عن علی ابن ابی طالب انه کان یعرف بـالـلّٰـه ان الـلّٰـه تعالیٰ انزل اسم ابی بکر من السمآء صدیق.

کسی نے کہا ! یا علی آپ حضرت ابو بکر کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟

آپ نے فرمایا ! اللہ کی قسم ابو بکر کا نام صدیق اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے نازل کیا ہے۔ پھر سنو !

اللہ نے فرمایا ! ابو بکر صدیق ہیں

رسول نے فرمایا ! ابو بکر صدیق ہیں

جبریل نے کہا ! ابو بکر صدیق ہیں

مولا علی المرتضیٰ نے کہا ! ابو بکر صدیق ہیں

آئیں اہل تشیع کی کتاب کشف الغمہ کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

امام جعفر صادق امام ششم ہیں جن کے نام سے اہل تشیع جعفری اور فقہ جعفریہ والے کہلاتے ہیں۔

امام جعفر صادق کا قول

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام موجود ہیں کسی نے آ کر پوچھا سرکار آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں۔

امام جعفر صادق نے فرمایا ! ہاں سُن

والدانی صدیق مرتین.

فرمایا ! میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں دو حوالوں سے داخل ہوں مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جنا ہے۔

پوچھنے والے نے کہا ! حضور مجھے سمجھ نہیں آیا۔

فرمایا ! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا نام محمد بن ابی بکر ہے...... اُن کے صاحبزادے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ہیں اور قاسم کی بیٹی اُم فروہ میری والدہ ہیں۔

عزیزانِ گرامی ! اگر حضرت ابوبکر صدیق نہ ہوتے تو اُم فروہ نہ ہوتی، اُم فروہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی ہیں

سائل نے کہا ! ٹھیک ہے۔ایک تو یہ جنم ہو گیا...... دوسرا جنم کیسے ہے ؟

آپ نے فرمایا ! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا نام

عبدالرحمٰن ہے...... عبدالرحمٰن کی صاحبزادی کا نام اسماء اور اسماء کی صاحبزادی اُم فروہ ہیں۔

اسماء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نانی ہوئی۔

باپ کی طرف سے جائیں تو ابوبکر صدیق تک
ماں کی طرف سے جائیں تو بھی ابوبکر صدیق تک

فرمایا ! مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جنا ہے۔

پھر دیکھو۔

اللہ نے فرمایا ! ابوبکر صدیق ہیں
رسول نے فرمایا ! ابوبکر صدیق ہیں
جبریل نے کہا ! ابوبکر صدیق ہیں
مولا علی نے کہا ! ابوبکر صدیق ہیں
امام جعفر نے کہا ! ابوبکر صدیق ہیں

تجارت کا واقعہ

اٹھارہ سال کی عمر ہے کپڑوں کی گٹھری سر پر ہے اور اکیلے جناب سیّدنا صدیق اکبر ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے جا رہے ہیں۔

راستے میں ایک کیکر کا درخت ہے دِل میں خیال آیا کہ میں ذرا

آرام کرلوں۔

کہتے ہیں۔ چڑھدی جوانی ایں .... سرکار کپڑے کی تجارت کرتے رہے حتیٰ کہ خلیفہ رُاشد بن گئے تب بھی کپڑا بیچتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کہا کہ اب آپ امیر المومنین ہیں مسلمانوں کے آپ خلیفہ ہیں۔

فرمایا ! میری روزی کیسے چلے گی ؟

خدا کی قسم ! جب حضرت سیّدنا صدیق اکبر کا انتقال ہوا تو ساری جمع پونجی صرف پچیس روپے تھی۔

حالانکہ آپ بڑے امیر تاجر تھے۔ جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ آئے۔ تو چالیس ہزار روپیہ پاس تھا۔ جو سرکار کی خدمت میں پیش کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ! راستے میں ضرورت ہوسکتی ہے۔ اور جب مدینے میں مسجد نبوی کی جگہ خریدی گئی تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیسوں سے ادا کی گئی۔

اور اللہ فرماتا ہے وہاں ایک نماز پڑھو تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے۔

درخت سلام عرض کرتا ہے

تو میں عرض کر رہا تھا جناب صدیق اکبر اُس درخت کے نیچے بیٹھ

گئے۔ جونہی درخت کی طرف دیکھا درخت کی دو ٹہنیاں جھکتی ہوئیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف جھکی اور اُن میں سے آواز آئی۔

السلام علیکم یا امیر المومنین !

آپ کے ذہن میں آیا شائد یہ درخت کسی اور کو کہہ رہا ہو۔

پھر آواز آئی ! اے ابو قحافہ کے بیٹے میں آپ سے مخاطب ہوں ارے جن سے آدمی باتیں کرتے ہیں وہ متقی ہیں اور جن سے درخت باتیں کریں وہ الاتقیٰ

﴿قسم کھا کہ بتاؤ کبھی شان صدیق اکبر ایسی سُنی ہے ؟﴾

خدا کی قسم ! میں پورا سال شانِ صدیق اکبر بیان کر سکتا ہوں۔ غور سے سنو۔

جب درخت سے آواز آئی ابو قحافہ کے بیٹے ! تو حضرت سیّدنا صدیق اکبر کہنے لگے ہاں مجھ سے ہی مخاطب ہے۔ فرمایا ! بتاؤ

درخت سے آواز آئی ! مکہ میں ایک جوان ہیں جنہوں نے نبوت کا اعلان کرنا ہے اے ابن ابی قحافہ دیر مت کرنا سب سے پہلا مومن تو ہی ہے۔

ارے ! جس کی ہستی کا ربّ کی بے زبان مخلوق کو پتہ ہے۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر نے کہا ! مجھے نہیں پتہ وہ کون ہیں ؟

حضرت ابو بکر صدیق نے اپنا کپڑا اُٹھایا اور کیکر کو سلام کر کے

حضرت صدیق اکبر چل پڑے راستے میں ایک اور آدمی ملا۔ اُس نے کہا ! آپ کہاں جارہے ہیں ؟

آپ نے فرمایا ! شام جانا ہے۔

اُس نے کہا ! میں بھی اُدھر ہی جارہا ہوں مجھے بھی ساتھ لے چل۔

راہب کا گرجا

دونوں چل رہے ہیں ابھی ملکِ شام سے دُور ہے رات ہوگئی جہاں ٹھہرے وہاں ایک مندر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمسفر نے کہا ! یہ راہب کا گرجا ہے اِس راہب کی عمر تین سونوے سال ہے لیکن یہ اپنے مندر میں کسی کو رات رہنے نہیں دیتا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا ! بادل آیا ہوا ہے...... موسم خراب ہے۔ اور تھکاوٹ بھی بہت زیادہ ہے...... میں یہیں رُکتا ہوں...... تو جا اُس مندر کی گھنٹی بجا۔

ساتھی نے کہا ! جناب کوئی فائدہ نہیں

آپ نے فرمایا ! کیوں ؟

اُس نے کہا ! وہ کبھی باہر آیا ہی نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا ! تم جاؤ تو سہی اُسے کہنا ہم

پردیسی ہیں چنانچہ وہ شخص گیا جا کہ گھنٹی بجائی۔

راہب کے چیلوں نے پوچھا ! کون ہے ؟

اُس نے کہا ! بھائی ہم پردیسی ہیں اور رات رہنا ہے۔

چیلوں نے کہا ! بھاگ جاؤ یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔

وہ واپس آ گیا حضرت ابو بکر صدیق سے کہا ! جناب وہی ہوا جو میں جانتا تھا۔

مکہ سے آئے ہیں

حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا ! ابھی ایک تیر ہمارے نشتر میں ہے۔ جاؤ اُسے کہنا ہم عام لوگ نہیں ہیں مکہ سے آئے ہیں۔

اُس نے کہا! تو مجبور کرتا ہے تو پھر چلا جاتا ہوں وہ گیا جا کے گھنٹی بجائی۔

چیلوں نے کہا ! ہم نے پہلے بھی بتایا یہاں جگہ نہیں ہمارے پادری صاحب رو رہے ہیں ہم اُنہیں تنگ نہیں کر سکتے۔

اُس نے کہا ! جا کر بتاؤ ہم عام لوگ نہیں مکہ کے رہنے والے ہیں۔

جیسے ہی اُس پادری تک بات پہنچی جیسے ہی اُس نے مکہ کا لفظ سُنا تو اپنی تسبیح پھینک کر اُٹھا اور کہا ! بسم اللہ

جیسے ہی اُس نے سُنا۔اپنے شاگردوں سے کہا ! جاؤ بھاگ کر جاؤ اور اُنہیں لے کر آ ؤ۔اور مشعل جلاؤ۔

چیلے دوڑے اور کہا ! اے مکی ! تو نے ہمیں حیران کر دیا تم تو بہت ہی خاص آدمی ہو ہمارے راہب نے کبھی کسی سے ایسا نہیں معاملہ نہیں کیا کہ ہم نے جوں ہی راہب کے سامنے مکہ کا نام لیا تو اُسے تو جوش آ گیا کہ دروازہ کھولو......لائٹیں جلاؤ......جلدی لے کر آ ؤ......

چونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیکر کی بات سُن کر آئے تھے کہ میں عام آدمی نہیں ہوں اور آزما بھی لیا۔

آپ کے لئے دروازہ کھلا۔

گھڑیال دیو نکال نی موہے پیا گھر آئے

وہ پادری جو تین سو نوے سال کا تھا۔جونہی لائٹ جلی ...... پادری نے کہا ! تم میں سے جو مکہ کا رہنے والا ہے وہ میرے قریب آئے۔

حضرت ابو بکر صدیق قریب گئے اُس نے اپنے سفید ابرو اُٹھائے اور کہنے لگا۔ انت ابو بکر کہیں تم ابو بکر تو نہیں ؟

آپ نے کہا ! ہاں

پادری نے کہا ! تیرے باپ کا نام ابو قحافہ ہے۔

آپ نے کہا ! ہاں

اُس نے کہا ! جلدی کرو ذرا اپنی قمیض اُٹھاؤ۔

آپ نے کہا ! میں حیاء دار آدمی ہوں جتنی دیر تک تو مجھے بتائے گا نہیں کہ میں اپنی قمیض کیوں اُتاروں میں اُتنی دیر تک اپنی قمیض نہیں اُتاروں گا۔

ذکرِ صدیق تورات میں

راہب نے کہا ! میری کتابیں بتاتی ہیں۔ایک ہاتھ میں تورات ہے ایک ہاتھ میں انجیل ہے۔

ارے جس کی طرف انجیل و تورات میں لکھی ہو وہ الاتقی ہے۔

اُس نے کہا ! میری کتابیں کہتی ہیں کہ آخری نبی کا ظہور ہو چکا ہے عنقریب اعلان نبوت ہونے والا ہے تُو سب سے پہلے اُس پر ایمان لانے والا ہوگا۔

تُو سب سے پہلا اُس کا دوست ہوگا۔

تُو سب سے پہلا اُس کا صحابی بنے گا۔

میری کتاب میں تیری ایک نشانی ہے نام تیرا ابو بکر ہے باپ کا نام بھی ابو قحافہ ہے ایک آخری نشانی بھی دیکھنی ہے۔

آپ نے فرمایا ! بتاؤ کیا نشانی ہے ؟

اُس نے کہا ! اُس کی ناف کے دائیں طرف کالا تل ہوگا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی قمیض اُٹھائی سیاہ تل

موجود تھا۔

اُس نے کہا ! بات سنو !

آپ نے فرمایا ! کیا ہے ؟

اُس نے کہا ! تمہاری ساری نشانیاں پوری ہیں میری بات غور سے سنو...... میں بوڑھا آدمی ہوں...... میرے نصیب میں شائد آخری نبی کی معیت نہ ہو...... لیکن میں ایک تحفہ تمہیں دیتا ہوں ...... یہ تحفہ جب وہ نبی اعلان کرے۔

حضرت ابو بکر صدیق ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے فرمایا !

اے بزرگ ! تُو مجھے بتا نہیں سکتا وہ کون ہے ؟

راہب نے کہا! وہ تمہارا ساتھی ہی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق نے کہا ! میرا سب سے اچھا ساتھی تو محمد بن عبد اللہ ﴿ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴾ ہیں وہ میرے ساتھ بکریاں چراتے ہیں۔

راہب نے کہا ! جس کو تُو عام چرواہا سمجھتا ہے وہی اس کائنات کا سب سے عظیم اور اعلیٰ شخصیت ہے۔

اے ابو بکر ! یہ بارہ اشعار میں نے اُس کی شان میں لکھے ہیں جب تُو واپس جائے اور اگر زندگی نے وفا کی تو میں بھی آؤں گا لیکن تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔

جب وہ اعلان نبوت فرمائیں تو سب سے پہلے ایمان لانا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت سے جب واپس آئے، آتے ہوئے گھر میں تین آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔

ابوجہل ...... ابولہب ...... اور عتبہ...... تینوں ہی بے ایمانوں کے چیمپئن۔اُنہوں نے کہا ! ابوبکر تُو تجارت کے لئے گیا تھا...... تیرے پیچھے ایک کمال کی بات ہوگئی۔

آپ نے فرمایا ! کیا کمال ہوگیا ؟

اُنہوں نے کہا ! عجیب کمال ہوا ہے...... تیرا یار ہے ناں ؟

فرمایا ! کون ؟

اُنہوں نے کہا ! عبداللہ کا یتیم۔

آپ نے فرمایا ! ہاں

اُنہوں نے کہا ! وہ کہتا ہے میں اللہ کا نبی ہوں سنو...... عجیب بات کبھی یتیم بھی نبی ہوئے ہیں۔

آپ نے فرمایا ! سنو میں تھکا ہوا ہوں............ صبح بات ہوگی۔

وہ چلے گئے...... رات کا وقت...... اب حضرت ابوبکر صدیق کو نیند کیسے آئے ؟

الانتظار اشد من الموت

انتظار موت سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔

آپ نے ساری رات جاگ کر گذاری اور یار کو بے آرام بھی نہیں کیا۔جب صبح ہوئی حضرت صدیق اکبر اپنے مکان سے باہر نکلے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پہ جا کر بیٹھ گئے دروازہ نہیں کھٹکھٹایا کہ بے ادبی نہ ہو جائے۔

رات کا انعام

اللہ نے فرمایا ! ابوبکر آج تُو نے میرے محبوب کا احترام کیا ہے ......ہجرت کی رات تجھے اس کا انعام ملے گا اور میرا محبوب تیرے پاس آئے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق بیٹھ گئے......سرکار نے دروازہ کھولا......

حضرت ابوبکر صدیق نے مسکرا کر سلام کہا۔

آپ نے مسکرا کر وعلیکم السلام کہا ۔

عرض کی میں نے سُنا ہے کہ آپ نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔

سرکار نے فرمایا ! انا نبی اللّٰہ ہاں میں اللہ کا نبی ہوں

عرض کی ! کوئی دلیل

مسکرا کے فرمایا ! ابوبکر کیکر کے درخت سے سُن کر اور پادری کے اشعار جیب میں ڈال کر بھی دلیل مانگ رہے ہو۔

پھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود وہ بارہ کے بارہ اشعار

حضرت ابوبکر صدیق کو خود سنائے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی ! یارسول اللہ ! میں تو پہلے ہی آپ کا غلام ہوں...... جب بکریاں اکٹھے چراتے تھے اُس وقت بھی آپ کا غلام تھا......بس آپ غلامی میں آپ خود داخل فرمالیں۔

عزیزانِ گرامی ! غلامی میں داخل ہونے والا پہلے نمبر جناب صدیق اکبر کا ہے اور آپ وہ ہستی ہیں جو عاشق رسول بھی ہیں اور میرے پیارے رسول کے پیارے یار بھی ہیں انہیں الفاظ پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

رجب المرجب

معراج مصطفےٰ

خطبہ

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم الذی
روحة نسخة احدیت فی الاھوت قلبهٔ خزانةٌ
الحی الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام
الجبروت . حبدهٔ صدرت معال الملکٗ
والملکوتِ وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائِر
اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانہٗ
فی الکلام المجید وھو اصدق القائلینٗ وقولہٖ
الحق بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم سُبْحَانَ الَّذِیْ
اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی
الْمَسْجِدِ الْاَقْصیٰ. صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ.
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْ ا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

درُود پاک پیش کریں

اَلصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلیٰ اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

ذِکرِ معراج ہوگا

یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معراج پاک کی محفل ہے اِس لئے ذکرِ معراج ہی کروں گا، آپ سب حضرات کی توجہ میری طرف ہونی چاہئے ہوسکتا ہے ابتداء میں چند باتیں مشکل ہوں اِس کے بعد بالکل سہل خطاب ہوگا۔

دوسفر

عزیزانِ گرامی !

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم کے تمام سفر ہی خوبصورت ہیں لیکن دوسفر بالخصوص لاجواب ہیں۔

ایک سفر واجب سے اِمکان کی طرف، دُوسرا امکان سے وجوب کی طرف ہے۔ ویسے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام ہیں اِن میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ دو نبی ایسے ہیں جو زمین سے اُوپر کی طرف عروج کی طرف گئے ہیں۔ ایک نبی حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں۔

قرآن فرماتا ہے۔

”اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰیٓ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ۔“

"اے عیسیٰ ! ہم نے آپ کو رفعت عطا فرمائی ہے"

﴿سورۃ آل عمران آیت ۵۵﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین سے اُٹھے۔ پہلا آسمان، دوسرا آسمان، تیسرا آسمان حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر جا کر بیٹھ گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چوتھے آسمان پر پہنچ جانے کو اللہ تعالیٰ لفظِ رفعت فرما رہا ہے۔

جبکہ عالم اسی ہزار ہیں۔

یہ عالم ناسوت ہے	جسے عالم دُنیا بھی کہتے ہیں
اگلا عالم ملکوت ہے	جس میں فرشتے ہیں
پھر عالم جبروت ہے	جس میں اہل جبروت ہیں
پھر عالم لاہوت ہے	جس میں اہل لاہوت ہیں
پھر عالم رحموت ہے	جس میں اہل رحموت ہیں
پھر عالم عظموت ہے	جس میں اہل عظموت ہیں
پھر عالم مثال ہے	جس میں اہل مثال ہیں
پھر عالم ہویت ہے	جس میں اہل ہویت ہیں
پھر عالم ذات ہے	جس میں صرف وہ ہے

حضرت عیسیٰ کی رفعت

عزیزانِ گرامی قدر ! پتہ چلا کہ عالم اسی ہزار ہیں عالم دُنیا سے

عیسیٰ علیہ السلام چلے ہیں دوسرے میں جا کر بیٹھ گئے وہ عالم بھی مکمل طور پر کراس نہیں کیا بلکہ اُس کے بھی درمیان میں چوتھے آسمان پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو رفعت عطا فرمائی۔

ابھی اُناسی ہزار نو سو اٹھانویں عالم آگے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے رفعت عطا فرمائی۔ یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفعت ہے۔

حضرت ادریس کی بلندی

اب دوسرے نبی کے معاملہ کو دیکھتے ہیں کہ اُن کو کتنی بلندی ملی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا."

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے محبوب ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ اپنی کتاب میں ادریس کا ذکر پڑھیں میں نے ادریس کو رفعت عطا فرمائی ہے۔"

﴿سورۃ مریم آیت ۵۶﴾

اب دیکھنا ہے دُوسرے نبی کی رفعت کتنی ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام عالم دنیا سے چلتے ہیں عالم ناسوت ختم

ہوا......ملکوت میں گئے ایک آسمان......دوسرا آسمان......تیسرا آسمان...... چوتھا آسمان...... پانچواں آسمان...... چھٹے آسمان پر جا کر حضرت ادریس علیہ السلام بھی بیٹھ گئے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ادریس کو رفعت عطا فرمائی۔

حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر ہیں اور اُن کو رفعت عطا فرمائی گئی ہے حضرت ادریس چھٹے آسمان پر ہیں اور ان کو بھی رفعت عطا فرمائی گئی ہے جبکہ اناسی ہزار نو سو اٹھانویں عالم باقی ہیں۔

حضور کہاں تک گئے

ادھر میرے رسول تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے زمین سے خلا میں گئے

سما میں گئے۔

ملکوت ملکوت میں گئے۔

جبروت میں گئے۔

لاہوت میں گئے بلکہ تمام عالمین کی حدود کو پیچھے چھوڑتے ہوئے عالمِ ذات میں گئے وہاں بھی مقامِ دنیٰ سے آگے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے سیر کرائی،

میں سوچ میں پڑ گیا کہ جس کی سیر اوادنیٰ تک ہے اُس محبوب کی

رفعت کہاں تک ہوگی ؟

یہاں لوگ سیر اپنے علاقے میں کرتے ہیں ہم بھی سیر اپنے علاقے میں کرتے ہیں اور میرے رسول کی سیر اوادنیٰ تک ہے۔ پتہ چلا مکہ سے لے کر تمام زمینیں ...... تمام آسمان ...... تمام عالمین ...... حتیٰ کہ اوادنیٰ تک سارا علاقہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

ایک خاص نکتہ

ایک اور نکتہ پیش کرتا ہوں۔ میرے رسول کی سیر عالمِ ذات تک ہے اور یہ ساری سیر عبدیت کی ہے۔ ارے جس کی عبدیت ایسی ہے کہ قصرِ وحدت میں جا پہنچے تو نورانیت کے عروج کا عالم کیا ہوگا ؟ سبحان اللہ

حضور کے ہمسفر

عزیزانِ گرامی ! سیر میں ہمسفر کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضور جب چلے تو دو ساتھی ...... ایک براق ...... ایک جبریل، جبریل سدرہ پر رہ گئے دوسرا ساتھ ہے جبروت تک براق آیا اُس نے بھی کہا ! آقا بس ...... اب میں اس سے آگے نہیں جا سکتا ...... اب رف رف آگیا ...... حضور تشریف لے جا رہے ہیں۔

آگے عظموت آگیا ...... رف رف نے کہا ...... سرکارِ مدینہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کوئی بات نہیں !!!

آگے بہرم آگیا وہ بھی لاہوت تک آیا اور پھر معذرت کر لی کہ اب آپ جائیں کہ آگے کیسے جانا ہے۔

عزیزانِ گرامی ! ابھی اُناسی ہزار نو سو چھیانوے عالمین رہتے ہیں کہ سب ساتھی ساتھ چھوڑ گئے۔

یا اللہ ! اگر رسول کو خود ہی سفر طے کرنا تھا تو پھر براق بھیجنے کا کیا فائدہ ؟

جبریل کیوں آئے

اگر حضور علیہ السلام نے اکیلے ہی جانا تھا تو پھر جبریل کیوں آئے؟ نوری اُڑن کھٹولے کیوں آئے ؟ رف رف کیوں آئے ؟

اگر رسول نے اکیلے ہی آنا تھا تو چاہیے یہ تھا کہ جبریل علیہ السلام صرف پیغام ہی پہنچا دیتے۔

یارسول اللہ ! اللہ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے بس یہ پیغام دے کر جبریل چلے جاتے اور رسول خود ہی سفر فرما کر عروج پر جاتے۔

جواب آیا...... نہیں ...... تم سمجھے نہیں ...... میں نے سواریاں اِس لئے بھیجی ہیں کہ جبریل بھی جا...... براق بھی لے جا...... رف رف بھی ساتھی ہوں تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ

میرا رسول جبریل کا محتاج نہیں ہے

میرا رسول رف رف کا محتاج نہیں ہے

میرا رسول براق کا محتاج نہیں ہے

یہ سب سواریاں اعزازی طور پر آئی تھیں۔ در حقیقت سب کو یہ بتانا تھا کہ میرا رسول مکانی نہیں............ لامکانی ہے......

اگر مکانی ہوتے تو یہ بھی جبریل کے ہمراہ پیچھے رہ جاتے...... یہ رف رف کہ ہمراہ نیچے رہ جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے سب کی حدود کو اُن کی حدود میں رکھ کر صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر چیز سے اُوپر بلا کر سب کو بتا دیا کہ میرا محبوب لامکانی ہے

جہاں کا باسی وہیں کی نسبت

عزیزانِ گرامی ! میں وہاڑی میں ہوں ملتان ضلع ہے سب کہتے ہیں نجم شاہ ملتانی ہے

سیّد شبیر حسین شاہ صاحب کو حافظ آبادی کہتے ہیں۔

لاہور والے شخص کو لاہوری کہتے ہیں

پشاور والے کو پشوری کہتے ہیں

فیصل آباد والے کو فیصل آبادی کہتے ہیں

اب سُن ...... جو جہاں کا رہنے والا ہو اُس کا نام اُس جگہ کے حوالہ سے نسبت لگائی جاتی ہے

میرا نبی مکے میں تھا تو مکی کہلایا

مدینہ میں آئے تو مدنی بن گئے

اب زمین سے اُٹھے...... خلا میں گئے...... خلائی کہلائے

آسمان پر گئے / آسمانی کہلائے

جب ملکوت پر گئے ملکوتی کہلائے

جب جبروت میں گئے جبروتی کہلائے

جب عظموت میں پہنچے عظموتی کہلائے

جب لاہوت پہ گئے لاہوتی کہلائے

جب آہوت میں گئے آہوتی کہلائے

سب اکٹھے ہو کر جب محبوب عالِم ذات پہ پہنچے تو اب کیا نام رکھو گے۔

نکتہء خاص، علماء کی نظر

اب کچھ واقعہ معراج بیان کرتا ہوں واقعہ شروع کرنے سے پہلے اک نکتہ سماعت فرمائیں۔

کل درجة لمخلوق الی قرب ربی تنتهی

الی سدرہ ولذا یقال لہ المنتھیٰ۔

" مخلوق کی ترقی کی آخری حد سدرہ ہے سدرہ

کو منتہیٰ اِسی لئے کہتے ہیں کہ مخلوق ترقی کرتی کرتی

جہاں رُک جائے۔"

اب مجھے یہ بتاؤ............ کہ میرا نبی .... براق کی مہار پکڑ کر

وہیں رُک کر واپس آ گیا یا آگے گیا ؟

مخلوق تو آگے جا نہیں سکتی ؟ لیکن میرا رسول آگے جا رہا ہے۔

ایک جگہ میں نے تقریر کی تو یہی بات بیان کی تو مجمع میں ایک شخص

کھڑا ہو گیا اُس نے کہا !

اس سے آگے تو براق بھی گیا تھا کیا براق مخلوق نہیں ہے۔ میں نے

کہا ! پوری باتِ تو سنو !!!

کان مقامہ لیلہ المعراج فوق العرش فقد

علمت ان العرش غائتہ المخلوقات۔

میرا نبی عرش سے اُوپر گیا ہے اور عرش سے اُوپر مخلوق نہیں ہے اب

بتاؤ نور بشر کے جھگڑے میں پڑنے والے نادانو جہاں مخلوق نہیں جا سکتے۔

جہاں فرشتے نہیں جا سکتے

جہاں روح نہیں جا سکتی

جہاں نورانیت نہیں جا سکتی میرا رسول اس سے آگے جا رہا ہے پتہ

چلا جہاں مخلوقات کے نور کی حد ہے وہاں سے میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتداء ہے۔

جبریل ساتھ ہیں

عزیزانِ گرامی ! جب حضور علیہ السلام کو معراج کروانی تھی حضرت جبریل امین علیہ السلام ستائیس رجب کی شب کو حضور علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں آئے اور ساتھ لے کر چلے۔

اقصیٰ میں گئے — جبریل ساتھ ہیں
آسمان پر گئے — جبریل ساتھ ہیں
جنت کے مشاہدے میں — جبریل ساتھ ہیں

سدرۃ المنتہیٰ پر بھی جبریل ساتھ ہیں لیکن وہاں جبریل رُک گئے۔

نعلین اور جبریل کا مکالمہ

حضور علیہ السلام نے وہیں تین قدم بڑھائے ، جب تین قدم بڑھائے ،حضور علیہ السلام کے دل اقدس میں خیال وارد ہوا کہ نعلین شریف تو میرے پاؤں مبارکہ میں ہی ہیں اور زبان حال سے نعلین نے عرض کی آپ رُک جائیں، میرے رسول رُک گئے۔

نعلین شریف بولی ! حضور اجازت ہو تو جبریل امین سے ایک

بات کرلوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! کرلو

نعلین نے جبریل سے کہا ! ساتھ آؤ

جبریل نے کہا ! میں نہیں آؤں گا تو جا

نعلین نے کہا ! تم آتے کیوں نہیں ؟

جبریل نے کہا ! اگر آگے آیا تو جل جاؤں گا

نعلین نے کہا ! جبریل سنو تم اتنے وقت سے ساتھ ہو جب اُڑے تو تم ساتھ ہو...... اقصیٰ میں گئے تو تم ساتھ ہو...... آسمانوں پر تم ساتھ ہو...... لیکن اب تم یہاں رہ گئے ہو ؟

جبریل نے کہا ! ہاں رہ گیا ہوں۔

نعلین نے کہا ! اب میں بتاؤں کہ تم نیچے کیوں رہ گئے ہو اور میں ساتھ کیوں جارہی ہوں ؟

جبریل علیہ السلام نے کہا ! بتاؤ

نعلین نے کہا ! جو اس ﴿اللہ کے محبوب﴾ کے ساتھ اڑنے کی کوشش کرے وہ نیچے رہ جاتا ہے اور جو پاؤں میں رہے...... جو نیچے رہے...... جو قدموں میں رہے...... وہ اس کے ساتھ اللہ کی بارگاہِ قرب میں جاتا ہے۔

واقعہ معراج کی ابتداء

اب واقعہ شروع کرتا ہوں، اللہ نے آواز دی ! یا جبریل

عرض کی ! جی رب جلیل

اللہ نے فرمایا ! " خذ علم القبول "

" قبولیت کا جھنڈا پکڑ لو "

اللہ نے فرمایا ! یا میکائیل " خذ علم الهدایت "

اے میکائیل تم " ہدایت کا جھنڈا پکڑ لو "

عرض کی یا اللہ ! علم پکڑ لئے ہیں......اب کیا کریں ؟

اللہ نے فرمایا ! مکہ جانا ہے

جب جبریل علیہ السلام آنے لگے......اللہ نے فرمایا ! جبریل رُک جاؤ۔

عرض کی یا اللہ ! خود ہی جانے کا فرمار ہے ہو اب خود ہی روک دیا

فرمایا ! جبریل اکیلے نہیں جانا......ساتھ فرشتے بھی لو......پھر جاؤ......

یا اللہ ! کتنے فرشتے ساتھ لے جاؤں ؟

اللہ تعالٰی نے فرمایا ! جبریل ستر ہزار فرشتے تم لے کر جاؤ......

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں قبور سے اُٹھا کر ساتھ بھیجتا ہوں ۔ سب

میرے محبوب کی خدمت میں جلوس بنا کر میرے محبوب کے درِ اقدس پر جاؤ۔

ایک نکتہ پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کو اپنے نور سے تخلیق فرمایا اور پھر فرمایا اے محبوب ! میں تجھے آمنہ ﴿علیہ السلام﴾ کی گود میں بھیجنا چاہتا ہوں نبی کریم علیہ السلام نے عرض کی۔ یا اللہ۔ میں تو نور ہوں اگر مجھے بھیجنا ہے تو جسم ضروری ہے لباس ضروری ہے مجھے جسم کا لباس دو۔

میرے آقا وحدت کے گھر سے نکلے۔

عالم ہویت میں پہنچے تو آپ کا لباس میں ہویتی ہوا۔

پھر اہوت میں پہنچے تو اہوتی لباس پہن لیا۔

پھر ملکوت میں آئے ملکوتی لباس ساتھ ہوا۔

اور جب حضور اسی طرح عالم سے عالم دنیا میں آمنہ کی گود میں تو بشری لباس پہن کر آئے۔

معلوم ہوا میرے آقا علیہ السلام کی اصل نور ہے لیکن جوں جوں عوالم بدلے گئے توں توں لباس بدلتا گیا۔

میں حیران ہوں اِن مولویوں کو میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کا علم کیسے ہوگیا کہ آپ کی حقیقت بشریت ہے ارے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانیت کی اصلاح کے لئے تشریف لائے

انسانوں ہی میں تشریف لائے انسانی لبادے میں تشریف لائے اُن کی حقیقت تک کسی کی رسائی تک نہیں ہے۔

حدیث شریف

اِسی لئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور اُس شخص سے فرمایا جو سب سے زیادہ قریبی تھا۔

جو بچپن کا ساتھی تھا۔

جو جوانی کا ساتھی تھا۔

جو مصائب کا ساتھی تھا۔

جو غار کا بھی ساتھی تھا اور آج مزار کا بھی ساتھی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میرے ہمراز تم ہو۔

میرے دوست تم ہو۔

میرے وزیر تم ہو۔

میرے خلیفہ تم ہو۔

میرے محب بھی ہو اور محبوب بھی لیکن اتنے قریبی ہونے کے باوجود میں تمہیں یہ بات بتانا چاہتا ہوں۔

میں تجھ پر یہ راز آشکار کر دینا چاہتا ہوں تا کہ تیرے ساتھ ساری دنیا

پر یہ بات ظاہر ہو جائے۔

"یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقی غیر ربی."

"اے ابوبکر ! میری حقیقت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔"

آج جو شخص نبی کی حقیقت جاننے کا دعویٰ کرتا ہے وہ پکا بے ایمان اور قرآن وحدیث کا منکر ہے۔

جنت کی سیر

جنت ! باغ کو کہتے ہیں جنت میں بے شمار مقامات اور طبقات ہیں مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

دیواریں سونے اور چاندی کی بنی ہوتی ہیں۔

جنت میں ایک جھولا ہے.....نور کا جھولا جس کی دونوں ڈوریاں نور کی ہیں...... اِس جھولے میں ابلیس بیٹھا ہے...... ایک ڈوری حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے۔

دونوں فرشتے ڈوریاں ہلا رہے ہیں اور ابلیس جھولا جھول رہا ہے۔

اِس خوبصورت مقام میں ابلیس چھ ہزار سال فرشتوں کے ہمراہ رہا مقربین فرشتے اُس کے جھولے کو جھلاتے رہے لیکن فرشتوں کو بھی اس بات کا علم نہ تھا کہ ابلیس شیطان ہے۔

آدم کو سجدہ

جب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا آدم کو سجدہ کرو حضرت جبریل علیہ السلام نے سب سے پہلے سجدہ کیا پھر میکائیل نے پھر حضرت اسرافیل نے پھر حضرت عزرائیل نے اور پھر تمام فرشتے سجدے میں گر گئے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کی نگاہ مبارک دیکھ رہی ہے کہ ابلیس اَکڑ کر کھڑا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کو خیال آیا............اگر یہ ہم میں سے ہوتا تو اِس طرح متکبر نہ ہوتا۔

اَکڑ کر کھڑا نہ ہوتا......تو نکتہ یہ ہے کہ...... چھ ہزار سال ابلیس فرشتوں میں رہا نوری فرشتوں کو خبر نہ ہو کہ اِس کی حقیقت کیا ہے ؟

جاننے والے نہ جان سکے......حالانکہ اُن میں رہا بلا تشبیہ عرض کرتا ہوں کہ میرے آقا علیہ السلام عرصہ تریسٹھ سال اس عالم ناسوت میں تشریف فرما رہے۔

ناسوتیوں کی اصلاح کرنے۔

ناسوتیوں کی تبلیغ کرنے۔

ناسوتیوں کو حق سے ملانے۔

ناسوتیوں کو پاک کرنے۔

ہمارا تزکیہ کرنے اور تریسٹھ سال کی بشری زندگی تجھے نظر آ گئی کروڑوں سال کا نور ہونا تجھے نظر نہیں آیا۔

اے ظالم شخص ! تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ میرا رسول نور نہیں ہے جبکہ قرآن اِس بات کی گواہی دے رہا ہے۔

ابن عباس کی تفسیر

حضرت عبداللہ ابن عباس صحابی رسول " قد جآء کم من اللّٰہ نور " کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نور سے مراد حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔

معلوم ہوا ! حضور علیہ السلام کی نورانیت اور حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے چونکہ ہمارے پاس حضور لباسِ بشری میں آتے ہیں۔

اِس لئے بشریت اُن کا لباس ہے ورنہ حقیقت میں وہ نورانیت ہے جس کو صرف اللہ جانتا ہے۔

لباس تبدیل کرتے معراج کرو

تو میں عرض کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! جبریل جاؤ میرے محبوب علیہ السلام کی خدمت میں کہ میں اپنے محبوب کا منتظر ہوں اُن سے کہو جیسے عالمین میں لباس تبدیل کرتے ہوئے گئے تھے آج اُسی طرح لباس

بدلتے ہوئے آجاؤ۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی

﴿سورۃ النجم آیت ۹﴾

حُسن تھا جوش میں عشق تھا جوش میں
نور پہنچا تھا جلووں کی آغوش میں
پھر سمٹتا رہا باہوں کا دائرہ
دونوں قوسوں کے ملتے کنارے گئے

پھر اس پہ ابروؤں کے جو قوسین مل گئے
معراجِ کونین ہو گئی کونین مل گئی

پہلے آسمان کا فرشتہ

یوں معراج ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کے جلوس کے ساتھ پہلے آسمان پر آسمان کے فرشتے کا نام حضرت اسماعیل علیہ السلام تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے باب السما ہلایا اور فرمایا اسماعیل دروازہ کھولو میں نیچے جانا چاہتا ہوں۔

دروازہ کھلنے لگا...... اس لمحے حضرت جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالٰی نے فرمایا جبریل رُک جاؤ۔

عرض کی! یااللہ کیا حکم ہے ؟

فرمایا ! جبریل جانے سے پہلے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آداب تو پوچھ لو۔

آج میرا رسول ناز میں ہے تو انداز میں جانا۔

پہلے تو میرا رسول راتوں میں اُٹھ اُٹھ کر میری بارگاہ میں سجدے کرتا ہے۔

رات کو سوتا نہیں ہے...... آج اپنے گھر بھی نہیں بلکہ اپنی چچازاد بہن حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ عنہما بنتِ حضرت سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ کے گھر مدثر کا کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا ہے۔

جبریل بارگاہِ رسول میں

جبریل تو بھی محتاط ہو کر جانا احترام کے تمام تقاضے آج کی رات پورے کرنے ہیں۔

یااللہ ! کیا کروں ؟

فرمایا ! دروازہ نہیں کھٹکھٹانا۔

یااللہ ! پھر اندر کیسے جاؤں ؟

فرمایا ! چھت پر سوراخ کرو۔

یااللہ ! میرا تو جسم بہت بڑا ہے میں اِس سوراخ سے کیونکر جاؤں

گا۔

فرمایا ! کائنات کے بادشاہ کی خدمت میں جانا ہے لہذا تو چھوٹا ہو کے جا چھوٹا بن کے جا۔

ایک اور نکتہ سماعت فرمائیں

الشمس جزءٌ من سبعین جزءٌ من نورِ کرسیٌ
والکرسی جزءٌ من سبعین جزءٌ من نور عرش
والعرش جزءٌ من سبعین جزءٌ من نور حجاب
والحجاب جزءٌ من سبعین جزءٌ من سطر

یعنی ستر سورج مل جائیں تو ایک ایک کُرسی کا نور بنتا ہے۔
کرسی کے نور ستر کرسیاں مل جائیں تو ایک عرش کا نور بنتا ہے۔
ستر عرش کے نور مل جائیں تو ایک حجاب وحدت کا نور بنتا ہے۔
ستر حجاب وحدت مل جائیں تو ایک ستر وحدت کا نور بنتا ہے۔
آپ کی آسانی کے لئے اعداد و شمار پیش کر دیتا ہوں۔
یعنی ستر سورج اکٹھے ہو جائیں تو کرسی کا نور بنتا ہے۔
چار ہزار نو سو سورج اکٹھے ہو جائیں تو عرش کا نور بنتا ہے۔
دو لاکھ چالیس ہزار سورج اکٹھے ہوں تو ایک حجاب وحدت کا نور دو کروڑ چالیس لاکھ دس ہزار سورج اکٹھے ہوں تو ایک ستر وحدت کا نور بنتا ہے

جس کے اندر توحید چھپی ہوتی ہے۔

ارے ہم سے تو ایک سورج کی گرمی نہیں سنبھالی جاتی جب سورج اپنے جوبن پر رہو تو لوگ کمروں میں گھس جاتے ہیں اے سی چلا لیتے ہیں کہ جی ٹمپریچر پچاس ڈگری سینٹی گریڈ ہو گیا ہے۔

غور فرمائیں دو کروڑ چالیس لاکھ دس ہزار سورج کی گرمی کیسی ہو گی۔

ارے میں ذاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کس پیمانے سے ناپوں جو اپنی نعلین مبارک کے ساتھ تقریباً اڑھائی کروڑ سورج روند کر گذر گئے۔

ارے رسول تو رسول تھے اُن کے قدموں سے لگنے والی جوتی بھی نہیں جلی۔

ارے دو سورج زمین پر آجائیں تو زمین جل جائے...... پہاڑ بھسم ہو جائیں کیونکہ پانچ ہزار ڈگری سینٹی گریڈ ٹمپریچر سورج کے اندر ہے تو جہاں اڑھائی کروڑ سورج ہوں تو ٹمپریچر کس آلے سے ناپا جا سکتا ہے تو قربان جائیں اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ خود تو کیا جلنا تھا جو جوتی پہنی تھی وہ بھی نہ جل سکی جو کپڑا اُس وقت پہنا ہوا تھا اس پر بھی ذرا سی گرمی اثر انداز نہیں ہوئی اور مولوی آج بھی نور بشر کے جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔

عزیزانِ گرامی ! یہ تو میرا اندازِ خطابت ہے کہ واقعہ کے ساتھ ساتھ نکات بھی بیان کر رہاں ہوں چنانچہ میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت جبریل

علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ احترام برقرار رکھتے ہوئے جاؤ۔

حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام آگے ستر ہزار فرشتے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت ساتھ ہے۔

جبریل علیہ السلام نے چھت پر سوراخ کیا بالکل چھوٹا سا سوراخ اب اس میں سے حضرت جبریل علیہ السلام نے گذرنا ہے وہ جبریل جو ایک پر پھیلائے تو ساتوں زمینیں ساتوں آسمان اُس پر میں سما جائیں۔

جبریل چھوٹے بن کر آئے

وہ جبریل اتنا چھوٹا ہو کے حضور کی بارگاہ میں آرہا ہے اور آج ملاں اتنا سا ہے اور اتنا بڑا بن کر نبی کے مقابلے میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ میں اور نبی ایک جیسے ہیں۔

استغفر اللہ

میں نے عالمِ تصور میں کہا۔ یا جبریل !

آپ تو نور ہیں آپ کی طاقت تو یہ ہے کہ ایک بند کمرہ ہو تو اس میں بھی آپ آسکتے ہیں نہ مٹی آپ کے راستے کی رکاوٹ ہے .... نہ سیمنٹ ...... نہ لوہا...... کوئی چیز آپ کے آنے کا راستہ نہیں روک سکتی۔

اس کیلئے ایک مثال دیتا ہوں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام فرشتے ہیں جب تک آپ روح قبض نہ کریں وہ مرتا نہیں اور عزرائیل علیہ السلا کیلئے

کوئی رکاوٹ ہے ؟ نہیں

وہ جب چاہیں جہاں چاہیں آسکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بہت مضبوط کمرہ بنوائے اس میں کوئی سوراخ بھی نہ ہو کہ میرے پاس موت کا فرشتہ نہ آئے تو ایسا نہیں ہوسکتا۔ سات ہزار دیواریں بھی بنوالو تو بھی ملک الموت آسکتے ہیں اور آتے ہیں۔

ارے! ملک الموت سے زیادہ طاقت کے مالک حضرت جبریل علیہ السلام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرمارہا کہ اپنی نورانی طاقت استعمال کر کے کمرے میں داخل ہو جاؤ......نہیں..........ایک سوراخ کرو جو بہت چھوٹا ہو پھر اپنے آپ کو بھی چھوٹا کر کے میرے محبوب کی بارگاہ میں جاؤ تا کہ تمہیں بھی اور سب کو یہ معلوم ہو جائے کہ میرے رسول کی بارگاہ اقدس ایسی ہے کہ جہاں جبریل جیسے فرشتے کتنے چھوٹے ہو کر آتے ہیں۔

سبحان اللہ

اب اُس کمرے کی منظر کشی کرتا ہوں۔ جو کہ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے مبارک گھر کا کمرہ ہے۔

یہ گھر خانہ کعبہ سے زیادہ دُور نہیں بلکہ قریب ہی ہے۔ یہ کچا مگر نہایت ہی صاف ستھرا کمرہ جس میں محبوب کی زُلفوں کی خوشبوئیں بسی ہوئی ہیں۔ فرش پہ کھجور کی چٹائی ہے اس پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدثر کی چادر مبارکہ اوڑھے لیٹے ہیں۔

عموماً جب اپنے جسم کے اُوپر چادر لی جاتی ہے تو سب سے پہلے پاؤں ڈھکے جاتے ہیں۔ لیکن میرے رسول نے آج جان بوجھ کر اپنے قدمین شریفین چادر سے نکالے ہوئے ہیں۔

جگاؤں کیسے ؟

جونہی جبریل اندر آئے ...... خیال آیا ...... جب دروازہ تک ہلانا جائز نہیں ہے تو اب جگاؤں کیسے ؟ پیغام کیسے دوں ؟

آج کا مولوی ہوتا تو آواز دیتا اور پاؤں ہلاتا کہ جلدی چلیں اللہ یاد فرمارہا ہے۔

لیکن فرشتوں کا سردار حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السلام ہے جو تھرتھر کانپ رہا ہے...... سوچ رہا ہے...... کیا کروں ؟

اللہ سے رابطہ کیا...... یارب العالمین ! اب میں کیا کروں ؟

آواز آئی ...... یا جبریل ! یاد کرو جب میں نے تمہیں بنایا تھا...... تخلیق فرمایا تھا تو تم نے سر سے لے کر پاؤں تک اپنے آپ کو دیکھا کہ سارا نور کا تھا اور تمہارے لب کافوری تھے۔

ہونٹ کیوں کافوری تھے ؟

تو تم نے مجھ سے سوال کیا تھا یا اللہ ! میرا چہرہ نور سے بنا سر بھی

نور کا تھا...... بازو بھی نور کے...... ٹانگیں بھی نور ہیں...... ہاتھ بھی نور کے تھے لیکن میرے لب کافور کے ہیں یہ کیوں تو ہم نے کہا تھا یہ تمہیں پھر بتائیں گے۔

عرض کی یااللہ ! مجھے یاد ہے۔

اللہ نے فرمایا ! جبریل آج وہ وقت آ گیا ہے کہ تمہیں بتائیں کہ تیرا سارا وجود نور کا بنا کر تمہارے لب کافور کے کیوں بنائے ؟

اِس لئے جبریل ! کہ کافور کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے ہم چاہتے تھے کہ ایک وقت آئے گا ہم اپنے محبوب کو معراج پر بلائیں گے...... تو تم میرے محبوب کے قدم اپنے ہونٹوں سے چوم کر محبوب کو بیدار کرنا...... اب تم یوں کرو زمین پر اپنے گھٹنے رکھو اور نہایت احترام کے ساتھ میرے محبوب کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو۔

قبل قدمیہ دونوں پاؤں کو بوسہ دو۔

ایک پاؤں نہیں بلکہ دونوں ہی کو بوسہ دو۔

اس میں حکمت تھی

عزیزانِ گرامی ! دونوں قدموں کو چومنے کی یہ حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت کا اظہار فرمانا چاہتا تھا۔ ورنہ جاگ تو ایک قدم کو بوسہ دینے سے بھی سکتے تھے لیکن ربّ نے

فرمایا ! جبریل دونوں قدموں کو چومو۔

نکتہ

حضور علیہ السلام کی حدیثِ مبارکہ ہے پیارے آقا علیہ السلام صحابہ کرام سے فرماتے ہیں۔اے میرے صحابہ !

دن کے وقت میں تمہارے ساتھ ہوتا ہوں اور جب تم رات کو سو جاتے ہو تو میں اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتا ہوں۔ میرا ربّ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

ایک اور نکتہ اخذ کرتا ہوں

آدمی دو جگہ پر کھاتا ہے۔اگر میں اپنے گھر میں کھانا کھاؤں تو میری بیوی دیکھے گی...... میرے بچے دیکھیں گے......

میں باہر کھاؤں تو میرے جاننے والے دوست احباب دیکھیں گے۔

قربان ہو جائیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز پر جب حضور گھر پر کھانا کھاتے ہیں تو اُمہات المومنین دیکھتی ہیں ...... جب حضور باہر کھاتے ہیں تو صحابہ کرام دیکھتے ہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لامکاں پر کھاتے ہیں تو کون دیکھنے والا ہے ؟

ارے جس کے کھانے تک صحابی نہیں پہنچ سکے اُس کی ذات اقدس تک کون پہنچ سکتا ہے ؟ یہاں ایک اور خوبصورت بات ملاحظہ فرمائیں۔

مومنین کی مائیں کتنی ہیں ؟ گیارہ

ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے یہ نہ کہا یارسول اللہ رات تو آپ میرے پاس تھے اور کہتے ہیں کہ میں رات کو ربّ کے پاس ہوتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے کبھی نہ کہا

حضرت حفصہؓ نے کبھی نہ کہا۔

حضرت اُم سلمہؓ نہ کبھی نہ کہا۔

حضرت اُم حبیبہؓ نہ کبھی نہ کہا۔

کہ آپ ربّ کے پاس کیسے ہو سکتے ہیں بلکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس بھی ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں بھی بیک وقت موجود ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں مومن وہ ہے جو اُمہات المومنین کی بات مانے...... اُن کے عقیدے سا عقیدہ رکھے۔

عزیزانِ گرامی ! ساتھ ساتھ نکات بیان کرتا چلوں گا ساتھ ساتھ سفرِ معراج بیان کرتا چلوں گا۔

جبریل نے قدم چومے

حضرت جبریل علیہ السلام کھڑے ہیں بیٹھ گئے اور اپنے کا فوری

لبوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نوری تلوؤں پر لگا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آہستگی کے ساتھ اپنے چہرۂ اقدس

سے کپڑا اٹھایا۔

جونہی کافوری ہونٹ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک تلوؤں پہ

لگے ٹھنڈک کا احساس ہوا۔

میرے رسول نے کپڑا سرکایا اور فرمایا !

من انت ؟ تو کون ہے ؟

عرض کی ! جبریل۔

کیسے آئے ہو ؟

عرض کی ! اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔

ہے یہ معراج کی رات اے میرے سرور جاگو
آیا جبریل ہے لینے کو پیغمبر جاگو

یارسول اللہ ! میں آپ کو لینے آیا ہوں اللہ تعالیٰ یاد فرما رہا ہے۔

آپ نے فرمایا ! ربّ کو مجھ سے کیا کام ہے ؟

عرض کی یارسول اللہ ! اللہ فرما رہا ہے۔

ہُن ساری دنیا سوں گئی اے عرشاں اُتے آجا چپ کر کے

اُمت دے گناہواں دے دفتر تے دستخط کرواجاچپ کر کے

ستر ہزار پردے

عزیزانِ گرامی ! ستر ہزار پردوں کی اوٹ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ انور تھا۔

حضرت علامہ صائم چشتیؒ نے کیا خوب کہا۔

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے طور لاکھوں جو اِک بھی اُٹھتا حجاب تیرا

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی !

ذرا عرش بریں تک چلئے انتظار میں خدا کی ذات ہے
جہاں ہر اِک کی حد کا ہے خاتمہ وہاں محمد کی رب سے ملاقات ہے

جنت کی حوروں کی سردار

اِدھر جبریل جگا رہے ہیں اُدھر باہر جنت کی حوروں کی سردار ستر ہزار حوروں کے ہمراہ آ گئی۔

جنت کی حوروں کی سردار کا نام لابہ تھا اس نے جبریل علیہ السلام کو

پکارا کہ...........اے جبریل ! دروازہ کھولو۔

حضرت جبریل نے حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہما کے مکان کا دروازہ کھولا۔

ستر ہزار حوریں اور ستر ہزار فرشتے استقبال میں کھڑے ہیں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام ایک برتن میں زم زم کا پانی لے کر آئے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حوضِ کوثر سے برتن بھرلیا۔

کوثر وزم زم سے غسل

نکتہ سنیں ! ارے جس کے بچوں کا درزی بننے والا جبریل چاہے تو مکہ معظمہ میں حضرت اُم ہانی کے مکان میں ہاتھ بڑھا کر حوضِ کوثر کا پانی بھر کے لاسکتا ہے......اُس کا آقا......اُس کا مالک......مدینہ میں......مسجد نبوی میں بیٹھ کر ہماری حالت زار سماعت فرما کر ہم پر کرم کیوں نہیں فرما سکتا۔

تو دوستان گرامی ! آب زم زم بھی آگیا آب کوثر بھی آگیا۔

حضور علیہ السلام کو غسل دیا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا لابہ جنت کی حوروں کی سردار نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف

پڑھی۔

جب غسل مکمل ہو گیا جبریل علیہ السلام نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غسل مبارکہ کا پانی اٹھایا جو حضور کی اُترن تھی۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے رب کائنات کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی یا اللہ اس مبارک پانی کو میں کہاں پھینکوں جبل اُحد پر پھینکوں جبل نور پر پھینکوں جبل ابو قبیس پر پھینکوں جبل طور پر یا جودی پہاڑ پر پھینکوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! جبریل یہ پانی میرے محبوب کے جسم سے مَس ہُوا ہے اسے نہ پہاڑوں پر پھینکنا ہے نہ غاروں میں پھینکنا ہے۔

عرض کی ! یا اللہ پھر کیا کروں۔

غسل کا پانی جنت میں

اللہ نے فرمایا ! اسے جنت میں لے آ اعلان کروادے جنت کی حورو اللہ کے رسول کے غسل کا پانی آیا ہے۔

اس پانی سے منہ دھولو حُسن زیادہ ہو جائے گا۔

سبحان اللہ العظیم

عزیزانِ گرامی ! جب جنت میں اعلان ہوگا تو کروڑوں اربوں حوریں پانی حاصل کرنے کی غرض سے آئی ہوں گی۔

ہر حور کا دل یہی ہوگا کہ کاش یہ پانی مجھے مل جائے۔

کاش چند قطرات مجھے مل جائیں۔

جب امام الانبیاء تیار ہونے لگے فرمایا جبریل کپڑے میں یہی پہن لوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ! میں جنت سے آپ کے لئے سوٹ لے کر آیا ہوں۔

﴿نجم شاہ﴾ میں ہاتھ باندھ کر علماء سے پوچھتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کے کپڑے جنت میں کس چیز سے بنے ہیں علما کہتے ہیں جنت کے نوری ریشم سے حضور کے کپڑے تیار ہوئے......نہیں......نہیں۔

میں بتاتا ہوں کس چیز سے بنا ہے ؟

کبھی مرغ دیکھا ہے......مرغ کا پر زغب ہوتا ہے......اس پر کو اگر اُٹھائیں تو نیچے نیچے نرم نرم ریشے ہوتے ہیں اُنہیں زغب کہتے ہیں۔

لباس کیسا تھا ؟

اللہ نے فرمایا ! جبریل اپنے پر اٹھاؤ اور نیچے نوری ریشے علیحدہ کر کے لباس تیار ہوا۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کی ! یارسول اللہ اب چلیں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل ! تم جنت کا لباس لائے...... میں نے خدا کی مرضی سمجھ کر پہن لیا زم زم و کوثر کے ساتھ غسل بھی کر لیا۔

عنبر و کستوری بھی لگالی...... تمہارا لایا ہوا نورانی تاج بھی پہن لیا......

لیکن جوتی میں اپنی پہنوں گا۔

معراج کا دُولہا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہونے لگے باہر تشریف لائے۔

دائیں بائیں فرشتوں کی بارات
سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق کے قریب آئے براق ناچنے لگا۔

جبریل علیہ السلام نے غصے سے براق کو مخاطب فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی جنت میں تو روتے تھے کہ مجھے لے جاؤ۔ یہاں بے ہنگم انداز اپنائے ہو۔

براق نے کہا ! اے جبریل آپ کا کام تھا لانا آپ لے آئے ہیں اب میں جانوں لجپال آقا جانیں۔

جونہی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب تشریف لائے اور بڑی محبت کے ساتھ براق کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

براق کسے کہتے ہیں ؟

براق بجلیوں کے مجموعے کو کہتے ہیں آج کوئی شخص کرنٹ والی باریک سی تار کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اگر پوچھو تو ہر شخص یہ کہے گا جان جانے کا خطرہ ہے

لیکن قربان جائیں کملی والے آقا کی طاقت پر کہ آپ محبت کے ساتھ نہایت آرام کے ساتھ براق جس میں بجلیوں کا اثر تھا اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

براق کے پسینے سے زرد گلاب پیدا ہوا

جونہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براق کے منہ پہ ہاتھ پھیرا تو فوراً براق کو پسینہ آ گیا چھم چھم پسینے کے قطرے گرنے لگے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک مس ہوا تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے اُن قطروں سے زرد گلاب پیدا فرما دیا۔

جب بھی آپ زرد گلاب سونگھیں تو اس یقین کے ساتھ سونگھیں کہ یہ براق کے پسینے سے بنا ہے اور اس کی خوشبو میں براق کے پسینے کی خوشبو ہے۔

جبریل کے پسینے سے سفید گلاب

حضرت جبریل علیہ السلام نے جب پسینہ گرتا ہوا دیکھا تو حیران ہوئے سرکار کی عطا سے حضرت جبریل علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر بھی پسینہ آ گیا جب اُنہوں نے اپنی پیشانی صاف کی قطرے نیچے گرے اُن قطروں سے اللہ تعالیٰ نے سفید گلاب پیدا فرما دیا۔

حضور کے پسینہ سے سرخ گلاب

پھر اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر پسینہ پیدا فرما دیا چنانچہ آپ کے شرم وحیا کے پیکر چہرۂ اقدس کے پسینہ سے اللہ تعالیٰ نے سُرخ گلاب پیدا فرما دیا حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم سرخ گلاب سونگھو تو سمجھ لو تم اپنے رسول کے پسینہ اقدس کو سونگھ رہے ہو۔

آنکھوں میں آنسو آ گئے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُولہا بن کر براق پر تشریف فرما ہونے لگے۔

جونہی سرکار بیٹھنے لگے آپ کی ''مازاغ البصر وماطغیٰ'' کی شان وعظمت کی پیکر چشمانِ مبارکہ سے چھم چھم آنسو بہنے لگے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تمام عالمین کے شہ ہیں آج آپ کا ایسا اعزاز ہونے والا ہے جو نہ کسی کو ملا نہ ملے گا اس حسین موقع پر آپ رو رہے ہیں سرکار خاموش رہے چھم چھم آنسو بہتے رہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے ربّ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات نہیں فرمارہے۔

براق پر سوار نہیں ہوتے بلکہ روئے جارہے ہیں۔

کیوں روتے ہو ؟

اللہ نے فرمایا ! جبریل میں خود محبوب سے پوچھتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج آپ میرے قرب خاص میں آرہے ہیں آج رونے کی وجہ کیا ہے۔

براق پر سوار کیوں نہیں ہورہے ؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی یا اللہ ! میں اس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے اپنی اُمت یاد آگئی ہے میری اُمت گنہگار ہے پچاس ہزار سال کا دن ہوگا یہ قبروں سے نکل کے کیسے چلیں گے اتنی گرمی کیسے برداشت کریں گے۔

اُمتیوں کو براق ملے گا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! اے محبوب مجھے تمہاری عزت اور محبت کی قسم ہے تم سواری پر تشریف رکھو میں ربّ اعظم وعدہ فرماتا ہوں کہ قبروں سے باقی اُمتیں پیدل آئیں گی میں تیری اُمت کی قبور میں براق بھیجوں گا۔

ارے ہم محبوب خدا کے اُمتی ہیں اور ہمیں اُن کے اُمتی ہونے پر فخر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت خیرالامم ہے تمام اُمتوں سے بہتر ہے اُمتیں تو اُمتیں دوسرے انبیاء بھی دُعائیں کرتے رہے یا اللہ ہم کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی بننے کی سعادت عطا فرما۔

جنت ہمارے لئے

دوستانِ گرامی !

اللہ تعالیٰ نے جنت بھی اپنے محبوب اور اُن کے پیاروں اور محبوب کے غلاموں کے لئے بنائی ہے اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جنت میں اگر ہم نہ جائیں گے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُمتی نہ جائیں گے تو کون جائے گا۔

ہر اُمتی جنت میں جائے گا

حدیث پاک ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں میری اُمت کا ایک ایک شخص جنت میں داخل ہوگا۔

حضور علیہ السلام براق پر تشریف فرما ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے براق کو مخاطب فرمایا کہ

اے براق ! یہ میرا رسول میرا محبوب بھی ہے اِسے ذرہ برابر تکلیف نہ ہو۔

راستے میں پہاڑوں کے سلاسل ہیں۔

راستے میں غاریں آئیں گی۔

جب غاریں آئیں تو اپنی ٹانگیں لمبی کر لینا جب پہاڑ آئیں تو پیروں کی تھاپ سے نیچے کردینا خبردار میرے محبوب کو ہلکا سا جھٹکا بھی نہ لگے۔

براق روانہ ہوا جہاں تک اُس کی نگاہ جاتی وہاں اُس کا پہلا قدم پڑتا۔

آگے جبریل ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے براق کی لگام پکڑ کر عرض کی یارسول اللہ ! ذرا ٹھہریئے پہلا اسٹاپ آگیا ہے۔

حضرت موسیٰ کی قبر

میرے نبی علیہ السلام نے دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔

وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّي فِي قَبْرِهٖ

"حضرت موسیٰ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔"

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ! قبر پر تشریف لائیں۔

میں نے تصور میں حضرت جبریل سے کہا اے جبریل علیہ السلام آپ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام ی قبر پر کیوں لیجا رہے ہیں۔

جواب آیا نجم شاہ۔ کچھ لوگ آئیں گے جو کہیں گے قبر پر جانا شرک ہے بدعت ہے اسی لئے آج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر موسیٰ پر لایا ہوں تا کہ پتہ چل جائے قبر پر جانا شرک نہیں بدعت نہیں بلکہ نبوت کے تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت ہے۔

حضرت آسیہ کی قبر

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت وہاں ادا فرمائیں پھر

روانہ ہوئے۔

چلتے ہوئے راستے میں خوشبو آئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل یہ خوشبو کیسی ہے ؟

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی آسیہ فرعون کی بیوی کی قبر شریف ہے کستوری کی خوشبو آرہی ہے۔

پاک لوگوں کی قبور سے پاک خوشبوئیں آتی ہیں۔

آگے گئے کھجوروں کے باغات نظر آئے حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مدینہ ہے یہیں آپ کی جلوہ گاہ بنے گی۔

مسجد اقصیٰ میں تشریف آوری

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا براق پرواز کر رہا ہے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جونہی مسجد اقصیٰ آئی وہاں پہلے سے ہی تمام انبیائے کرام علیہم السلام موجود تھے۔

حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ سے باہر آ کر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا۔

یہاں ایک نکتہ عرض کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر گئے تھے لیکن براق اپنی اتنی رفتار کے باوجود بعد میں پہنچا اللہ کا نبی براق سے پہلے مسجد اقصیٰ میں پہنچ گیا معلوم ہوا نبی کی رفتار براق کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درودوں کے تحفے پیش کئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کے تحفے پیش کئے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پیار کا تحفہ پیش کیا۔

دائیں طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے بائیں طرف حضرت آدم علیہ السلام تھے مگر ان دونوں سے آگے آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام آ رہے ہیں۔

حضور کی منادی کے نقیب

میرے تخیل نے کہا ! یقیناً جیسے بادشاہوں کی منادی ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی منادی بنے ہوں گے کہ باادب......

باملاحظہ...... ہوشیار...... ساری کائنات کا بادشاہ تشریف لا رہا ہے۔

امام الانبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔

حضرت جبریل نے اذان دی

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اذان دی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

یہ کونسی اذان ہے ؟

یہ کونسی نماز ہے ؟

ابھی تو نماز فرض ہوئی نہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام اذان دے رہا ہے 313 رسول موجود ہیں تمام انبیائے کرام علیہم السلام بھی موجود ہیں۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ •

یہاں تک پڑھ کر جبریل خاموش ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے فرمایا آگے کیوں نہیں پڑھتے ! عرض کی ! یا اللہ تین سو تیرہ رسول ہیں میں کس کا نام لوں ؟

اللہ نے فرمایا ! اے جبریل اس وقت تمام نبیوں کی امامتیں میں نے سلب کر لی ہیں اب یہ سب میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقتدی ہیں۔

کہہ دو !

اشھد ان محمد رسول اللہ

حضور بنے امام

اذان مکمل ہوئی...... نماز کیلئے سب نے مصلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیا۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے منظر کشی کی۔

جاں اقصیٰ چہ پہنچے محمد پیارے
کھڑے سن نبی انتظاری چہ سارے
تے آدم نے نبیاں نوں فرمان کیتا
صفاں ٹھیک کرلئو • امام آگیا اے

عزیزانِ گرامی ! رواج یہ ہے کہ مردہ کو آگے رکھا جاتا ہے زندہ پیچھے کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔

لیکن مسجد اقصیٰ میں کیسی جماعت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ظاہری طور پر حیات ہیں وہ آگے ہیں اور انبیائے کرام جو وصال فرما چکے ہیں بقول وہابیوں کے جو مر کر مٹی میں مل چکے ہیں وہ پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں مُردہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔

پتہ چلا...... انبیائے کرام کی جماعت عام لوگوں کی طرح نہیں وہ پہلے بھی زندہ تھے...... بعد میں بھی حیات مقدسہ کے ساتھ موجود ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے

لگے...... جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مصلیٰ امامت پر تشریف لائے...... خدا کی قسم! حضور نے جبریل سے یہ نہیں کہا ! مجھے نماز کا طریقہ سکھاؤ...... کیونکہ نماز تو ابھی فرض ہی نہیں ہوئی...... لیکن حضور غیب کے علم کے مالک ہیں...... چنانچہ حضور نے نماز پڑھائی اور جو نماز حضور نے پڑھائی اللہ تعالیٰ نے وہی نماز بعد میں فرض کر دی۔

مسجد اقصیٰ کا ستون

حضور کی معراج مسجد اقصیٰ سے شروع ہوئی اِس کی وجہ یہ ہے تفسیر رُوح المعانی میں ہے۔

مسجد اقصیٰ میں ایک ستون مبارک تھا ایک مرتبہ اُس ستون نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی

یا اللہ ! ہم کو بے شمار انبیائے کرام کی برکات حاصل ہیں سلیمان علیہ السلام سے لے کر بڑے بڑے نبی ہمارے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے رہے یا اللہ میری خواہش ہے کہ تیرے پیارے محبوب جن کے صدقے تو نے یہ کائنات تخلیق کی ہے اُن کی زیارت سے مشرف فرما۔

ان اسطو انۃ المسجد قالت ربنا حصل لنا
من کل نبی حظ وقد اشتقنا الی محمد صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم فا رزقنا لقاء فبدی باالا سراء

تعجیلا لاجابته.

﴿تفسیر روح المعانی جلد ۵ ص ۱۲﴾

چنانچہ اس ستون مبارک کی دُعا قبول ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات پہلے وہاں تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور ستون کو اپنی زیارت عطا فرمائی۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی معراج ہوئی تھی اور دیگر انبیاء کو بھی معراج ہوئی تھی اور یہی سبب تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلیٰ امامت پر جلوہ گر ہوئے تمام نبی حضور کے پیچھے مقتدی بنے اور یہ وہ لمحہ تھا جس کے منتظر انبیائے کرام رہے کہ ہم کو محبوب خدا کی اقتداء نصیب ہو جائے جبھی تمام انبیاء کو حضور کی اقتداء نصیب ہوئی اور وہ اقتداء ہی معراج تھی اُن تمامِ مرسلین ونبیین کی۔

نبیوں نے خطبے پڑھے

حضرت آدم علیہ السلام نے خطبہ دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے .... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ...... ان کے علاوہ بھی انبیا نے نبی پاک کی شان وعظمت کے حوالہ سے خطبات ارشاد فرمائے ...... جب خطبات مکمل ہو گئے ...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج پاک کے سفر کا آغاز مسجد اقصیٰ سے ہونے لگا۔

امام الانبیاء براق کے پاس تشریف لائے اور بیٹھنے لگے سرکار نے فرمایا جبریل ؟

براق کا قد

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ حکم فرمائیے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا براق کا قد پہلے سے بڑا نہیں ہوگیا ؟
حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہوا ہے کہ براق کا قد پہلے سے اونچا ہوگیا ہے۔
حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ۔

صخرہ پتھر کا واقعہ

یہ پتھر ہے...... جنت کا پتھر ہے...... اِس کا نام صخرہ ہے۔
اُس پر قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئیے...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پتھر پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے...... جب بُراق اُڑنے لگا تو حضرت جبریل علیہ السلام ہنسے۔
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جبریل ہنسے کیوں ہو؟
جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ! ذرا نیچے دیکھئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیچے دیکھا تو وہ پتھر جس پر حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رکھا تھا وہ بھی اُڑ کر اُوپر آرہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے صخرہ ﴿پتھر﴾ تو کیوں اوپر کی طرف اُڑ رہا ہے ؟

پتھر نے عرض کی یارسول اللہ ! جب آپ نے مجھ پر قدم رکھا مجھے اتنا مزہ آیا کہ میں بے خود ہوکر آپ کے ساتھ اُوپر آیا...... جی چاہتا ہے کہ آپ کی معیت میں آپ کے ہمراہ اُڑوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اے پتھر میرے ساتھ تو آج جبریل نہیں جاسکتے تو کیسے جاسکتا ہے ؟

پتھر نے عرض کی یارسول اللہ ! اگر میں نہیں جاسکتا تو کوئی حکم فرمائیں میں تعمیل کروں گا۔

محبت کا صِلہ

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اے صخرہ یہیں فضا میں معلق ہوجا اور تیری اس محبت کا صلہ ہم یوں دیتے ہیں کہ قیامت کے دن کے بعد ہم تمہارے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھیں گے۔

شرح شفاء شریف میں ہے۔

وہ پتھر آج بھی ہوا میں معلق ہے...... اُس پتھر کے جنوبی حِصّہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نقش ہے جو براق پر سوار ہوتے

وقت ظاہر ہوا تھا اب وہ پتھر بوجہ ادب نقشِ پا شریف کی طرف جھکا ہوا ہے

﴿شرح شفا جلد اص ۳۹۰﴾

لجپال پریتاں توڑ دے نہیں در آیاں نوں خالی موڑ دے نہیں
جہدی بانہہ پکڑن اوہنوں چھوڑ دے نہیں

پہلا آسمان

براق پھر چلا............ پہلے آسمان پر پہنچے۔

پہلے آسمان کے فرشتے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں حضرت جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی کون ہے ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا جبریل اسماعیل نے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دروازہ کھولا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے مخاطب کیا کہ تجھے پتہ تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے گیا ہوں پھر تو کیوں مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو تمہارے ہمراہ کون ہیں۔

حضرت اسماعیل السلام نے کہا یا جبریل آپ میرے سردار ہیں لیکن

مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا کہ جبریل میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے گئے ہیں۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل کے ہمراہ نہ ہوئے تو دروازہ مت کھولنا پھر جبریل بھی نیچے ہی رہیں گے۔

چند واقعات

اب آسمانوں کی چند باتیں سماعت فرمالیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے آسمان پر تشریف لائے۔

فرشتوں کی جماعت

حضور فرماتے ہیں میں نے آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت دیکھی جو قیام کی حالت میں صف بستہ یہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔

سبوحٌ قدوسٌ ربنا ورب الملائکۃِ والروح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جبریل کیا ان فرشتوں کی یہی عبادت ہے ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سے آسمان پیدا ہوا ہے اُس وقت سے یہ فرشتے یہاں عبادت کررہے ہیں اوران کی یہی عبادت ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ حالانکہ حضور علیہ السلام اُنہیں مسجدِ اقصیٰ میں چھوڑ کر آئے تھے لیکن آدم علیہ السلام براق سے پہلے ہی پہلے آسمان پر تشریف فرما ہو گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام جہاں تشریف فرما تھے وہاں دو دروازے تھے ایک دروازہ دائیں جانب تھا، دوسرا دروازہ بائیں جانب تھا۔ دائیں دروازے سے خوشبودار ہوا آتی اور بائیں دروازے سے بدبودار ہوا آتی۔

حضرت آدم علیہ السلام دائیں جانب دیکھتے تو مسکراتے اور بائیں جانب دیکھ کر غمگین ہو جاتے۔

حضور نے فرمایا ! جبریل حضرت آدم دائیں جانب دیکھ کر خوش اور بائیں جانب دیکھ کر غمگین کیوں ہوتے ہیں ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی ! یا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! دائیں جانب اور بائیں جانب اُن کی اولاد ہے۔ دائیں طرف جنتی ہیں اور بائیں طرف جہنمی ہیں چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام جنتیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں جانب دوزخی اولاد کو دیکھ کر غمگین ہوتے ہیں۔ سفر شروع ہوا، مختصراً عرض کرتا ہوں۔

بداعمالیوں کی سزائیں

حضور علیہ السلام نے وہاں سے نماز میں سستی کرنے والوں کو دیکھا، جن کے سر پتھروں سے پاش پاش کیے جا رہے تھے۔

تارکینِ زکوٰۃ

پھر تارکین زکوٰۃ ...... زانی مرد و عورتوں کو دیکھا ...... پھر یتیموں کے مارنے والوں کا انجام دیکھا جن کے ہونٹ اُونٹوں کی مانند تھے اور اُن کا کھانا آگ کی چنگاریاں تھا۔ جنہیں کھانا ہی پڑتا تھا۔ قرآن پاک میں بھی اس کی گواہی موجود ہے۔

"اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا."

﴿سورۃ النساء آیت ۱۰﴾

اور جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ
لوگ آگ کی چنگاریاں کھا کر اپنا پیٹ بھر رہے ہیں
اس کے بعد یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکے
جائیں گے۔

ان کو دیکھا ...... پھر تکلیف پہنچانے والوں کا انجام دیکھا ...... امانت

میں خیانت کرنے والوں کا انجام اور غیبت کرنے والوں کو دیکھا جو مُردار جانوروں کو کھا رہے تھے۔

شرابیوں کی سزا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میرا گذر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے چہرے کالے اور آنکھیں نیلی تھیں ان کا نچلا ہونٹ پاؤں پر لٹکتا تھا اور اُوپر والا ہونٹ سر کے اُوپر جاتا تھا۔

دوزخ کی آگ کا زرد پانی آگ کے پیالوں میں اُنہیں پلایا جا رہا تھا اور وہ ایسی تکلیف میں تھے کہ ان کے مُنہ سے خون اور پیپ ٹپک رہی تھی کہ گدھے کی طرح آواز نکالتے اور تکلیف سے چلا رہے تھے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! جبریل یہ کون لوگ ہیں ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ! یہ شرابی ہیں جو اپنی زندگی میں شراب پیتے تھے۔

حضور کو سب لوگوں کا انجام دکھایا جاتا رہا...... سود خور...... جھوٹی گواہی دینے والے اور نافرمان بیویوں کے انجام کا حضور نے مشاہدہ فرمایا۔

بیہودہ گانے والے...... منافقین اور ماں باپ کے نافرمانوں کو سخت سزائیں دی جارہی تھیں۔

وہاں حضور نے ایک فرشتہ دیکھا جس کا اُوپر کا دھڑ آگ کا اور نچلا

دھڑ برف کا تھا برف آگ ٹھنڈی نہیں کرتی تھی اور آگ برف نہیں پگھلائی تھی۔

رعد فرشتہ

حضور فرماتے ہیں اس فرشتے کا نام رعد تھا جس کی ڈیوٹی بادلوں پر تھی اور بادلوں کو جہاں لیجانا ہوتا ہمراہ اپنے نائبین کے یہ لے کے جاتا تھا۔ اس کے بارے میں قرآن پاک میں بھی ذکر آیا ہے۔

یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

اور رعد جب بادلوں کو چلاتے ہوئے گرجتا ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے

﴿سورۃ الرعد آیت ۱۳﴾

چنانچہ حضور علیہ السلام ان سب باتوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے دوسرے...... تیسرے...... چوتھے...... پانچویں اور پھر چھٹے آسمان پر پہنچے۔

حضرت ادریس سے ملاقات

چھٹے آسمان پر حضور نے دیکھا...... ایک نوجوان ہے...... جس کی زُلفیں ہیں اور زُلفوں سے پانی کے قطرات نکل رہے ہیں اور وہ رومال سے اپنا سر خشک کرتا ہوا حضور کی جانب آیا اور عرض کی۔ السلام علیکم

یارسول اللہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! وعلیک السلام

پھر حضرت جبریل سے دریافت فرمایا ! یہ کون ہیں ؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! اے ادریس علیہ السلام مبارک ہو آپ جنت میں رہتے ہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے عرض کی۔ یارسول اللہ ! میں تو سوچتا ہوں کہ کاش میں نبی ہونے کی بجائے آپ کا اُمتی ہوتا پانچ ہزار سال ہو گئے جنت میں رہتے ہوئے، گھومتے ہوئے جس محل میں جاتا ہوں وہاں سے آواز آتی ہے کہ یہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فلاں اُمتی کا محل ہے، یہ فلاں اُمتی کا محل ہے پانچ ہزار سال ہو گئے لیکن آپ کے اُمتیوں کی کالونی سے ہی نہیں نکل سکا۔

مقامِ سدرہ

پھر حضور علیہ السلام روانہ ہوئے، حضرت جبریل علیہ السلام کا مقام سدرۃ المنتہیٰ آ گیا۔

حضور وہاں رُک گئے، فرمایا ! جبریل تمہارے مقام پر ہم تمہارے

مہمان بن کر آئے ہیں کچھ مانگ لو۔

جبریل کی گذارش

اُس نے کہا ! یارسول اللہ میں ایک مرتبہ وحی لے کر آپ کی خدمت میں گیا۔ وہاں آپ کے صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرماتھے۔آپ نے فرمایا !

لم یعرفنی حقیقتی سواءِ ربی

اے ابوبکر ! میری حقیقت کو میرے ربّ

کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ •

یارسول اللہ ! آج یہاں پر آپ ہیں اور میں ہوں آپ اپنی حقیقت مجھے بتادیں۔

میرے نبی نے فرمایا ! جبریل تیرا ظرف چھوٹا ہے تو برداشت نہیں کر سکے گا۔

حضرت جبریل نے اصرار کیا۔حضور نے فرمایا ! پہلے تو اپنی حقیقت مجھے دِکھا۔

جبریل علیہ السلام نے اپنی ہیئت تبدیل کی، چھ سو پر تھے امام الانبیاء علیہ السلام فرماتے ہیں میں سدرہ سے لے کر تحت الثریٰ تک جدھر بھی دیکھتا ہوں جبریل ہی جبریل نظر آتے ہیں۔

ارے جن کے بچوں کا باورچی ہر جگہ حاظر ناظر ہے تو اُن کا مقام کیا ہوگا ؟

حضور علیہ السلام نے دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام کا چہرہ مبارک اُداس تھا۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا۔ تیرا چہرہ اُداس کیوں ہے ؟

جبریل اصلی ہیئت میں

عرض کی یارسول اللہ ! میرا چھ سو پر ہے میں ایک پر کھول لوں تو ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ایک پر میں سما جائیں۔ لیکن یارسول اللہ ! آج میں نے اپنے تمام چھ سو پر کھول لئے ہیں لیکن دیکھ رہا ہوں آپ میرے پروں میں نہیں آئے اور پروں سے باہر ہیں۔

امام الانبیاء نے فرمایا ! جبریل اگر میں دُنیا والوں میں سے ہوتا تو پروں میں آتا۔ پھر حضور نے فرمایا ! جبریل تو میری تجلیّات برداشت نہیں کر سکے گا۔ اِس لئے میری حقیقت کو چھوڑ اگر حقیقت کا پتہ چلانا ہے تو آؤ آگے چلیں۔

اُس نے کہا ! یارسول اللہ اگر میں بال برابر بھی آگے ہوا تو جل جاؤں گا۔

معلوم ہوا جبریل کے مقام سے آگے ایسی نوری تجلیات تھیں کہ جن

سے جبریل علیہ السلام کو اپنے پروں کے جلنے کا خوف تھا۔

حضور علیہ السلام نے تین قدم آگے اُٹھائے اور فرمایا !

جبریل ! توبہ کر اس خیال سے جو مکے سے لے کر یہاں تک سوچتے ہوئے آئے ہو کہ آج معراج کی رات میں امام الانبیاء کا راہبر ہوں اے جبریل ! تیری تو یہاں تک حد ہے تو میرا راہبر کیا بنے گا۔

براق آگے چلا

جبریل رہ گئے۔ اب براق ساتھ ہے۔

براق رہ گیا رف رف آگیا

عالمِ ملکوت کی حد آئی براق بھی کانپنے لگا عرض کی یارسول اللہ ! بس اب میری حد ہے پھر نوری تخت رف رف آگیا۔ حضور اُس پر بیٹھ گئے۔ کروڑوں میلوں کا سفر رف رف نے کیا آخر عظموت کی حد آگئی رف رف بھی رُک گیا۔

رف رف رُکا بہرم آگیا

پھر بہرم آگیا یہ نوری اُڑن کھٹولا تھا۔ حضور فرماتے ہیں میں اُس پر بیٹھ گیا۔

ناسوت

ملکوت

جبروت

عظموت

بہرم کی حد آ گئی

جونہی عالمِ لاہوت کی حد آئی تو بہرم بھی رُک گیا حضور فرماتے ہیں۔ میں نے کہا ! بہرم آگے چلو۔ اُس نے کہا ! اب آپ اکیلے ہی جائیں گے۔

معراج اب شروع ہوئی

عزیزانِ گرامی ! معراج تو اب شروع ہوئی ہے۔

دس لاکھ نور کے دریا

ساری کائنات حضور کے نیچے رہ گئی حضور فرماتے ہیں آگے دس لاکھ دریا نور کے تھے۔ ان دریاؤں کی ایک ایک موج زمین سے ستر ہزار گنا بڑی تھی۔

لامکاں تک پہنچے

ان سب دریاؤں کو حضور علیہ السلام نے پار فرمایا اور تمام بلندی کو نیچے چھوڑتے ہوئے اس جگہ پہنچے جو جگہ نہیں۔ اُس مکان میں پہنچے ...... جو مکان نہیں...... وہاں پہنچے...... جہاں جگہ کا تصور نہیں۔ یہ عالمِ ذات تھا۔ جسے ہمیں لامکاں بتایا گیا ہے۔ یہاں جب پہنچے تو آواز آئی۔

اُدن منی اور قریب آیئے

حضور علیہ السلام اور قریب جاتے ہیں۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

﴿سورۃ النجم آیت ۸،۹﴾

سبحان اللہ العظیم

حضور علیہ السلام اپنے ربّ کے قربِ خاص میں چلے گئے۔ ایسے ملے جیسے دوساتھی ملتے ہیں...... دو دوست ملتے ہیں...... ایسی قربت ہوئی کہ فاصلے مٹ گئے۔

شب وصال صدائے دنیٰ کے جھرمٹ میں
ملاوہ قرب کمانوں کے فاصلے بھی گئے

اپنے ربّ کو دیکھا

حضراتِ محترم !

حضور فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے ربّ کو اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کا تحفہ نمازوں کی صورت میں لے کر اور ہم گنہگاروں کی مغفرت کا پیغام بھی لے کر آئے۔

اللہ تعالیٰ سے حضور کیسے ملے ؟ کیا کیا باتیں ہوئیں اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی تفسیر ایسی ہے کہ اس پر گھنٹوں تقریر ہو سکتی ہے۔ چونکہ وقت بہت کم ہے اِس لئے اپنی تقریر کو اِس جملے پر ختم کرتا ہوں۔

آخری جملہ

حضور گئے............اللہ کے پاس

حضور نے جنت دیکھی۔

جہنم کا مشاہدہ کیا۔

ربّ کی نشانیاں دیکھیں۔

تمام عالمین کی سیاحت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

کُن سے پہلے کی باتیں کچھ کہیں سُنیں اور ایسے وصال پاک سے

مشرف ہوئے کہ حضور کے اور اللہ کے درمیان کوئی فاصلہ نہ تھا لیکن وہ اللہ تھا یہ عبد تھے، نور ہو کر بھی عبد تھے اور وہ ملاپ کر کے بھی اللہ تھا حضور رب سے کیسے ملے قرآن کہتا ہے۔

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

واخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

شعبان المعظم

موت

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الذی
روحۃ نسخۃ احدیت فی الاھوت قلبۂ خزانۃ
الحی الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام
الجبروت . جسدۂ صدرت معال الملک
والملکوت وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائرِ
اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانہٗ فی
الکلام المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ
الْمَوْتِ.

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْ ا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

درود پاک پیش کریں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے

میں نے جو آیتِ مبارکہ پیش کی ہے یہ آیت مبارکہ ختم کی محفل ہو......قل خوانی ہو......چالیسواں ہو......یا ایصالِ ثواب کی محفل ہو ہمارے علماء یہی آیت پڑھتے ہیں۔

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، حیرت کی بات ہے کہ خواہ کوئی اللہ کو ماننے والا ہو یا نہ ماننے والا کوئی کوفر ہو یا مسلمان...... ہر بندے کا اِس آیت پر یقین ضرور ہے کہ موت برحق ہے۔

بہت سے اختلافات

اللہ کی مخلوق میں بہت سے اختلافات ہیں، گھروں میں اختلاف ہے، اللہ تعالیٰ کے ماننے میں اختلاف ہے۔

کوئی سورج کو ربّ کہہ رہا ہے

کوئی ستاروں کو ربّ کہہ رہا ہے

کوئی آگ کو ربّ کہہ رہا ہے

کوئی دریا کو ربّ کہہ رہا ہے

ہمارے ہمسایہ میں انڈیا ہے اُنہوں نے پتھروں کو ربّ بنالیا ہے۔

یعنی اللہ کے ماننے میں بھی اختلاف

انبیاء کے ماننے میں بھی اختلاف

مذاہب کا آپس میں اختلاف ہے لیکن موت کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

ہندو بھی مانتا ہے موت آئے گی

مسلمان بھی کہتا ہے موت آئے گی

ربّ کو ماننے والے کو بھی یقین ہے کہ موت آئے گی کوئی نہیں مانتا تب بھی یقین ہے موت آئے گی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوت

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

﴿سورۃ العنکبوت آیت ۵۷﴾

موت کیا ہے؟

حیرت والی بات یہ ہے کہ یہ آیت ہر شخص پڑھتا ہے لیکن یہ کبھی غور نہیں کیا کہ موت کسے کہتے ہیں۔

اگر آپ توجہ کے ساتھ میری گذارشات سنتے رہے تو میں انشاء اللہ وضاحت کروں گا کہ موت کس چیز کا نام ہے۔ آئیں ایک مثال ساعت فرمائیں۔

کسی نے ایک دیوار بنانی ہے اینٹیں اُس کے پاس ہیں اینٹوں پر

اینٹیں لگیں اور دیوار بن جائے گی لیکن ہوا کے چلنے سے وہ دیوار گر پڑے گی، بچہ اُسے دھکا دے دے تو بھی وہ دیوار گر پڑے گی اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ دیوار نہ گرے تو ہم اینٹوں میں سیمنٹ لگا دیں گے۔ اب بیس آدمی بھی مل کر دھکا لگائیں تب بھی وہ دیوار نہیں گرے گی۔

رُوح اور جسم

اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں لیں، ایک روح............ دوسرا جسم، آسمانی مخلوق سے رُوح لی...... زمینی مخلوق سے جسم لیا۔

رُوح نور ہے	جسم خاک ہے
رُوح قدیم ہے	جسم حادث ہے
رُوح لطیف ہے	جسم کثیف ہے

اور جب ربّ نے ان دونوں کو اکٹھے کرنے کا پروگرام بنایا تو اکٹھے نہیں ہوئے۔ کیوں ؟

رُوح اعلیٰ تھی	جسم ادنیٰ تھا
رُوح نور تھی	جسم خاک تھا
رُوح اونچی تھی	جسم نیچا تھا

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے جوڑے کیلئے اکٹھا کرنے کے لئے گارا بنایا جسے نفس کہتے ہیں۔ یہ نفس کچھ روح کی طرح تھا...... کچھ جسم کی

طرح تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جسم کو جوڑنے کے لئے نفس کا گارا رکھ دیا چنانچہ ہمارا جسم روح کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

موت نفس کو آئے گی

چنانچہ جب موت آتی ہے تو نہ روح کو آتی ہے اور نہ جسم کو آتی ہے۔

نہ روح مرتی ہے　　　نہ جسم مرتا ہے

جب موت آتی ہے تو نفس کو آتی ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

چنانچہ جب آدمی مرتا ہے تو ربّ اس میں سے نفس کا گارا نکال دیتا ہے۔

دیوار میں سے اگر سیمنٹ نکالا جائے تو اینٹیں گر جاتی ہیں اسی طرح جب موت آتی ہے نہ روح کو...... نہ جسم کو۔

اور پھر کیا ہوتا ہے رُوح اُوپر کی تھی اُوپر چلی گئی۔ جسم زمین کا تھا تم نے اُسے زمین میں دبا دیا۔

پتہ چلا............ موت...... نفس کو آتی ہے...... روح یا جسم کو نہیں۔

چنانچہ اب وہ مرے گا جس میں نفس ہے۔

ہر انسان میں نفس ہے

آدم سے لے کر خادم تک ہر شخص میں نفس ہے ہر انسان میں نفس ہے۔

نجم شاہ میں نفس ہے

حاجی صاحب میں نفس ہے

انبیاء میں نفس ہے

اولیاء میں نفس ہے

اغیاث میں نفس ہے

اقطاب میں نفس ہے

سیاسی لیڈروں میں نفس ہے

اور موت کسے ہے ؟ نفس کو

جس میں نفس ہے اُس نے مرنا ہے اور جس میں نفس نہیں ہے اُس نے نہیں مرنا۔

ایک ذات نفس سے پاک ہے

عزیزانِ گرامی ! آدم سے لے کر قیامت تک آنے والے ہر شخص میں نفس ہے اور ایک ذات ایسی ہے جس میں نفس نہیں ہے۔

آئیں قیامت کے معاملات دیکھیں، قیامت کا دن ہے...... نبی کہیں گے...... نفسی...... نفسی...... نفسی اور صرف ایک ہوگا جو نفسی نفسی نہیں کہے گا بلکہ وہ اُمتی کہے گا۔ وہ ذات ہمارے آقا حضرت سیّدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے۔

میرا رسول نفس سے پاک ہے اور جو نفس سے پاک ہے تو جب پاک ہے اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ موت نفس کو آتی ہے اور رسول نفس سے پاک ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو موت نہیں آسکتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

عزیزانِ گرامی ! اب میں موضوع آگے بڑھاتا ہوں ربّ کائنات نے ارشاد فرمایا !

واما من خاف مقام ربه ونها النفس عن الهوىٰ فان الجنة هي الماوىٰ.

﴿سورۃ النازعات آیت ۴۰، ۴۱﴾

ربّ العالمین نے فرمایا !

اے حبیب ! اعلان فرمادیں کہ جو شخص قیامت کے دن میری کچہری میں کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور ونھا النفس عن الھویٰ جس نے اپنے نفس کو ھویٰ سے روک لیا...... خواہشات سے روک لیا۔

" فان الجنة هی الماویٰ "

" اُس کا مقام جنت ہے "

نفس خواہش کا گھر ہے

معلوم ہوا نفس خواہشات کا گھر ہے اچھی خواہش بھی نفس میں پیدا ہوتی ہے بُری خواہش بھی نفس میں پیدا ہوتی ہے انسان نفس کے ساتھ بولتا ہے، خواہش نفس سے پیدا ہوتی ہے مثلاً

میں تقریر اِس لئے کر رہا ہوں کہ میرے نفس میں خواہش پیدا ہوئی، نجم شاہ بول، میں بولنے لگا۔

آدم بولے خواہش کے ساتھ
نوح بولے خواہش کے ساتھ
ابراہیم بولے خواہش کے ساتھ

خواہش پیدا ہوتی ہے، نفس کے ذریعہ اور کائنات میں ایک ذات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وماینطق عن الھویٰ ، ان ھو الا وحی یوحیٰ

﴿سورۃ النجم آیت ۳،۴﴾

میری مخلوق نفس کی خواہش سے بولتی ہے، ہر انسان نفس کی خواہش سے بولتا ہے۔

محبوب اپنی خواہش سے نہیں بولتا

لیکن میرا حبیب اپنی خواہش کے ساتھ نہیں بولتا۔

مایںطق عن الهوىٰ ، ان هو الا وحى يوحى

میرا حبیب وحی کے ساتھ بولتا ہے۔

ایک بڑا خوبصورت شعر یاد آ گیا علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سراں دے سودے ہو جاندے جدوں سردار مل جائے
ایہہ دل دینا ای پینڈا اے جدوں دلدار مل جائے

اے ربّ العالمین!

ساری خدائی نفس کے ساتھ بولتی ہے تیرا حبیب نفس کے ساتھ کیوں نہیں بولتا۔

فرمایا ! میرا محبوب وحی کے ساتھ بولتا ہے اس کا بولنا میرا بولنا ہے محبوب کا نفس نہیں ہے۔ موت نفس کو آنی ہے جس میں نفس ہے وہ مرے گا۔ قرآن کہتا ہے میرا حبیب نفس کی غلاظت سے پاک ہے تو مدینے کا تاجدار مرا نہیں۔

یہ تمہیدی جملے تھے۔ اب موضوع ذرا آسان کر کے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

ہر شخص کو موت آنی ہے لیکن موت ایک جیسی نہیں آنی ایک اللہ کا نبی

ہے۔ دُعا مانگ رہا ہے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ

دُعا مانگ رہا ہے۔ اے اللہ ! مجھے ایسی حکومت دے میرے بعد

کسی کو ایسی حکومت نہ ملے۔

ربّ العالمین نے فرمایا ! میرے سلیمان اگر تم نے ایسی حکومت

مانگی ہے تو ہم تجھے ایسی ہی حکومت دیتے ہیں۔

جنات کے بادشاہ بھی تم ہو

انسانوں کے بادشاہ بھی تم ہو

ہوا کے بادشاہ بھی تم ہو۔

رُوئے زمین پر شرق سے لے کر غرب تک شمال سے جنوب تک

تیری بادشاہی ہے۔

بادشاہی مل گئی

جب بادشاہی مل گئی ، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے وزیر

حضرت آصف بن برخیا کو مخاطب کر کے فرمایا! اے آصف بن برخیا

عرض کی ! فرمایئے یا نبی اللہ

فرمایا ! میرے ایک ایک محل بناؤ شیشے کا۔

جب محل بن گیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا دو جن بلاؤ اور دو انسان بلاؤ۔

جن بھی آ گئے............انسان بھی آ گئے

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ! تم اِس محل کے گیٹ پر کھڑے ہو جاؤ۔

آج میں نے محل کے اُوپر چڑھ کر اللہ کی عطا فرمائی ہوئی بادشاہت کا نظارا کرنا ہے لیکن اکیلے نے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں یہاں اور کوئی آدمی نہ ہو نہ انسان اُوپر آئے، نہ جن اُوپر آئے۔

اُنہوں نے کہا ! ٹھیک ہے سرکار ہم اپنے ہتھیار تلواریں لے کر یہاں کھڑے پہرہ دیتے ہیں اُوپر کوئی نہیں آئے گا۔

بادشاہت کا نظارہ

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے محل کے اُوپر تشریف لے گئے اور اپنی بادشاہی کا نظارا کرنے لگے۔ نظارا کرنے کے بعد اللہ کی حمد کی۔

وحی آئی، اے میرے نبی ! تم نے جو مانگا ہم نے تمہیں عطا فرما دیا ہے اللہ کا نبی خوش ہوا اور نیچے تشریف لانے لگے۔ ایک پیر آپ کا زینے کے پائے پہ ہے دوسرا پیرا بھی فضا میں ہے کہ دوسرے پائے پہ رکھیں جونہی آپ کی نظر نیچے پڑی دیکھا ایک آدمی زینے کے راستے سے اُوپر آ رہا ہے۔

اللہ کے نبی کے چہرۂ اقدس پر جلال کی سُرخی آئی کہ میں نے تو منع کیا تھا کہ کوئی شخص میرے محل کے اُوپر نہ آئے پھر یہ کیوں آ رہا ہے۔

ملک الموت کی آمد

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جلال کی کیفیت میں فرمایا !

"کفِ یا رجل علی مقامک"

"اے اُوپر آنے والے یہیں رُک جاؤ۔"

وہ شخص رُکا نہیں اور مسلسل زینے سے اُوپر کی طرف آ تا رہا جونہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب آیا آپ نے فرمایا !

تجھے پہرے دار جنات نے روکا نہیں، تجھے پہرے دار انسانوں نے روکا نہیں ہے ؟ میں نے پہرہ لگایا تھا کہ آج اُوپر کوئی نہ آئے۔

تُو کون ہے ؟

وہ مُسکرا کر کہنے لگا۔ یا نبی اللہ ! مجھے نہ انسان روک سکتے ہیں جب میں آنا چاہوں تو میرا رستہ نہ تلواریں روک سکتی ہیں نہ جنات روک سکتے ہیں نہ انسان روک سکتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے آپ نے مسکرا کر فرمایا میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔

انت ملک الموت

ملک الموت مسکرا کر کہنے لگے ! نعم یانبی اللّٰہ

اے اللّٰہ کے نبی ! آپ نے مجھے ٹھیک پہچانا ہے میں موت کا

فرشتہ ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ! کیسے آئے ہو ؟

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا ! اے اللّٰہ کے نبی جب آپ

نے مجھے پہچان لیا ہے تو یہ بھی جانتے ہوں گے میں کیوں آتا ہوں ؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ! اس کا مطلب ہے ہمارے

زندگی کے دن پورے ہو گئے۔

اللّٰہ کے نبی نے فرمایا ! اپنی جگہ پر کھڑے رہو میں واپس جاتا

ہوں، جا کے اپنے بستر پر لیٹتا ہوں تو میری روح قبض کر لو۔

ملک الموت نے کہا ! لا یا نبی اللّٰہ اے اللّٰہ کے نبی نہیں

آپ کا ایک پاؤں زینے پر ہے دوسرا فضا میں ہے میں آپ کا دوسرا

پیر زینے پر بھی نہیں آنے دوں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے چہرے پر جلال آیا فرمایا !

خبردار ! تم جانتے نہیں میں کون ہوں ؟

میں رُوئے زمین کا بادشاہ ہوں۔

میں نبی کا بیٹا ہوں۔

میں خود بھی نبی ہوں۔

وہ کہنے لگا اللہ کے نبی ! میں آپ کو جانتا ہوں لیکن شائد آپ کو علم نہیں۔

" الیس اللہ باحکم الحاکمین "

اے اللہ کے نبی ! جس نے مجھے بھیجا ہے وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی موت

جو پیر اُوپر اُٹھا ہوا ہے وہ پیر ہوا میں ہی رہے گا۔ چنانچہ ملک الموت نے اللہ کے نبی کی رُوح قبض کی لیکن اتنا کام کیا کہ جو عصا آپ کے پاس تھا وہ آپ کی بغل میں دے کر ٹیک بنا کر لگا دیا تا کہ آپ گریں نہ۔

اللہ کا نبی ایک سال زینے پر کھڑا رہا۔

عزیزانِ گرامی !

کسی کے ہاں فوتگی ہو جائے گرمی کے دن ہوں تو سگی اولاد کہتی ہے کہ گرمی بہت ہے لہٰذا باپ کی میت کو جلد از جلد دفن کرنا ہے ایسے ہی ہوتا ہے نہ ؟

لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کی میت ایک سال تک زینوں پر کھڑی رہی ایک اور عجیب معاملہ کے قریب سے جنات گذرتے ہیں دیکھنے میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کا نبی زینے سے نیچے اُتر رہا ہے۔

سال گذر گیا

میں حیران ہوں اُنہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اللہ کا نبی کھانا نہیں کھاتا پانی نہیں پیتا یہیں کھڑا ہے نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کا نبی کھانے پینے سے مبرا ہوتا ہے انہیں پتہ ہے کہ نبی کھانے پینے سے پاک ہوتا ہے یہ تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے وصال کا واقعہ۔

حضرت ابراہیمؑ کا وصال

اب آپ کے سامنے اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وصال کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملک الموت آج میرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنی ہے۔

توجہ فرمائیں ! ملک الموت نے کہا یا اللہ حکم فرمایئے روح قبض کروں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! خبردار میرے خلیل کو تکلیف نہ پہنچے جنت کا یہ پھول لے جاؤ جب میرے خلیل کی بارگاہ میں حاضر ہونا تو ادب اور پیار کے ساتھ سلام عرض کرنا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے آپ نے

فرمایا عزرائیل کیسے آئے ہو۔

عرض کی اے اللہ کے خلیل آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہ پھول کا تحفہ بھیجا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھول سونگھا اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔

پتہ چلا عام لوگوں کی موت اور ہے اللہ کے نبیوں کا معاملہ عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا پھول بھیجا اور آپ پھول سونگھنے میں محو تھے کہ آپ کی روح اقدس پرواز کر گئی۔

﴿شرح الصدور ۱۲۷﴾

ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس

آئیں تیسرے پیغمبر کے بارے میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں رب العالمین جل شانہٗ نے فرمایا اے ملک الموت جاؤ میرے کلیم کا آخری وقت ہے۔

حضرت ملک الموت آ گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیسے آئے ہو ؟

ملک الموت نے کہا میں روح قبض کرنے آیا ہوں۔

• خدا کی قسم صحاح ستہ میں روایت ہے موجود ہے اللہ کے نبی نے تھپڑ

مارا ملک الموت کا منہ گھوم گیا اور آنکھ باہر آ گئی۔

جو لوگ کہتے ہیں سب انسان برابر ہیں وہ مجھے بتائیں کہ کیا تم ملک الموت کو تھپڑ مار سکتے ہو؟

نبیوں کا خاصہ

یہ صرف انبیاء کا خاصہ ہے ملک الموت کو تھپڑ مارنا صرف نبی کی طاقت ہے یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقتدی ہیں جس امام الانبیاء کا مقتدی حضرت موسیٰ علیہ السلام تھپڑ سے ملک الموت کی آنکھ نکال سکتا ہے اُس نبیوں کے امام کی طاقت اور شان کیسی ہوگی۔

جب تھپڑ پڑا آنکھ باہر آئی تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے روح کیا قبض کرنی تھی اپنی نکلی ہوئی آنکھ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھی اور واپس گئے اور رب کی بارگاہ میں عرض کی پروردگار اُس آدمی کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا؟

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ واپس لوٹا دی۔

حضرت قتادہؓ کی آنکھ

آنکھ کی بات سے ایک اور بات ذہن میں آ گئی یہ بھی سنتے چلیں

جنگِ اُحد لڑی جارہی ہے ایک میرے نبی کے صحابی ہیں اُن کا نام حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

ایک تیر سنسناتا ہوا آیا اور حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ پہ لگا اور آنکھ کی پتلی باہر آگئی۔

حضرت قتادہ نے آنکھ اپنے دائیں ہاتھ پہ رکھی صحابہ نے دیکھا تو پوچھا قتادہ اب کیا کرو گے ؟

حضرت قتادہ نے کہا ! میں تیس سال کا جوان ہوں میری آنکھ پھوٹ گئی ہے اس طرح میں بدہیبت ہو جاؤں گا لہذا آنکھ چاہیے۔

صحابہ نے کہا پھر کیا کرنا ہے۔

قتادہ نے کہا ! اب سوچ رہا ہوں اللہ کی طرف جاؤں یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاؤں میرا عشق کہتا ہے کہ اللہ صمد ہے بے نیاز ہے پتہ نہیں مانے یا نہیں مانے اُس کے دروازے پر جاتا ہوں جس نے کبھی نہ نہیں کی چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر آنکھ کی پتلی رکھی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں آئے تیروں کی بارش ہو رہی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے خیمے کا پہرہ دے رہے ہیں جونہی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا اے قتادہ کہاں آ رہے ہو۔

حضرت قتادہ نے کہا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ

اقدس سے آنکھ لینے کے لئے آیا ہوں۔

عزیزانِ گرامی ! اگر نبی سے مانگنا شرک ہوتا تو حضرت عمر کبھی بھی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو نبی پاک کے پاس نہ جانے دیتے بلکہ کہتے جاؤ اللہ سے آنکھ مانگو لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا کچھ نہیں کہا بلکہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ اندر چلے جاؤ سرکار تشریف فرما ہیں حضرت قتادہ خیمے کے اندر داخل ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھ پھوٹ گئی ہے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آنکھ عطا فرمادیں۔

آنکھ اور جنت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے قتادہ ! دو چیزیں ہیں ایک طرف آنکھ دوسری طرف جنت ہے دونوں میں سے ایک چیز لے لو یا آنکھ لے لو یا جنت۔

غور سے سنو کہ مانگنے والے کا کیا انداز ہے۔

مسکرا کر کہنے لگا اے لجپال آنکھ میں نے طلب کی ہے جنت آپ نے فرمایا ہے دونوں ہی عطا فرمادو۔

اکھ وی عطا سی کیتی جنت وی بخش دتی
جد ڈیلا پھڑ کے ہتھ وچہ منگی سی اکھ قتادہ

میرے نبی جوش میں آگئے۔

آگئے جب جوش میں قطرے کو دریا کردیا
پڑ گئی جس پر نظر بندے سے مولا کردیا

امام الانبیاء نے آنکھ کی پتلی پکڑی اور آنکھ میں رکھ کر لعاب مبارک آنکھ پر لگایا اور فرمایا اے قتادہ آنکھ کھولو بتاؤ کیا حال ہے۔

حضرت قتادہ نے کہا یارسول اللہ آنکھ بھی درست ہے بلکہ دوسری آنکھ سے زیادہ نور اس آنکھ میں ہے۔

اکھ منگی قتادہ نے تے جنت وہ ملی سی
مل جاندا جے کجھ ہور وی غمخوار توں منگدے

یہ واقعہ ضمن میں آگیا میں عرض کر رہا تھا موت موت میں فرق ہے۔
ملاحظہ کیا آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موت۔

حضرت موسیٰ کا وصال

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تو عزرائیل نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرنا ہی نہیں چاہتے۔
فرمایا! پھر جاؤ اور ساتھ بیل لے کر جانا اور میرے کلیم سے کہنا اس بیل پر ہاتھ پھیریں جتنے بال آپ کی ہتھیلی سے مس ہوں گے اُتنے سال کی

زندگی آپ کو مل جائے گی۔

حضرت ملک الموت پھر آ گے۔

آ کے سلام کہا ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر آ گئے ہو ؟

ملک الموت نے کہا میں خود نہیں آیا اللہ نے بھیجا ہے مجھے ماریئے گا

مت۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہو۔

ملک الموت نے کہا آپ اس بیل کی پشت پر ہاتھ پھیریں جتنے بال

آپ کی ہتھیلی سے مس ہوں گے اُتنے سال عمر زیادہ ہو جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر کیا ہو گا۔

اُس نے کہا پھر میں آپ کی روح قبض کرلوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جب روح قبض کرنی ہی ہے تو

پھر کیوں ابھی سہی لیکن میری ایک شرط ہے حضرت ملک الموت نے کہا

بتائیں۔

آپ نے فرمایا مجھے یہاں سے اٹھاؤ اور مسجد اقصیٰ میں لے جاؤ۔

الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ

الْبَصِیْرُ

﴿سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱﴾

جس مسجد کے ارد گرد ستر ہزار انبیاء کی قبریں ہیں مجھے وہاں لے جاؤ

- آپ نے وہاں زیارت کی قریب ہی فرشتے ایک بڑی خوبصورت قبر بنا رہے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ! یہ کس کی قبر ہے ؟

فرشتوں نے عرض کی یا کلیم اللہ یہ آپ کی قبر ہے آپ اس پر لیٹ جائیں چنانچہ آپ آرام سے لیٹ گئے۔

اور آپ کی روح مبارک آہستگی سے قبض ہو گئی۔

یہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کا واقعہ۔

عزیزانِ گرامی ! ملک الموت جس کے پاس بھی جاتے ہیں اجازت نہیں لیتے نبیوں کے پاس بھی جاتے ہیں تو بغیر اجازت کے لیکن صرف ایک در ایسا ہے جہاں تین دن تک ملک الموت کبھی سائل بن کر کبھی اعرابی بن کر آتے رہے وہ درِ اقدس مدینہ طیبہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دَرِ اقدس ہے میرے رسول کا آخری وقت ہے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی گود میں سرِ رسول ہے سیّدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہما کا حجرہ مبارک ہے۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پوچھا۔

مَنْ دَقَّ الباب

کون دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔

باہر سے بول کر کہتا ہے۔

انا اعـرابیٌ بی بی اعرابی ہوں دُور سے آیا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے اجازت دیں۔

بی بی نے فرمایا !

لا لا . آنے کی اجازت نہیں رسول اللہ کی طبیعت ناساز ہے پھر آنا

پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا سیّدہ نے پھر پوچھا کون دروزہ کھٹکھٹا رہا ہے۔

انا سائل یا اهل بیت النبوة .

اے نبی کے گھر والو ! میں سوالی ہوں دروازہ کھولو۔

بی بی نے فرمایا ! باباجان کی طبیعت ناساز ہے دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔

پھر تیسری مرتبہ آیا دروازہ کھٹکا۔

بی بی نے پوچھا کون ہے۔

کہنے لگا بی بی میں بڑی دور سے آیا ہوں جونہی آواز اندر آئی امام الانبیاء نے اپنی مازاغ البصر وماطغی والی آنکھ مبارک کھولی اور میرے رسول نے بیٹی کو مخاطب کیا فرمایا بیٹی کون دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔

بی بی سیّدہ پاک نے کہا اباجان کوئی اعرابی ہے کہتا ہے میں دور سے آیا ہوں۔

میرے نبی نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا۔

تعرف من انت .

جانتی ہو یہ کون ہے ؟

نبی غیب جانتے ہیں

آج لوگ کہتے ہیں نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

ہے تعجب کہ خدا بھی نہ چھپا ہو جن سے
اُن کو معلوم نہ ہو پردہ دیوار کی بات

سرکار نے فرمایا بیٹی پتہ ہے یہ کون ہے ؟

سیّدہ نے کہا۔

واللہ اعلم ورسولہ .

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔

سرکار نے فرمایا بیٹی یہ ملک الموت ہے۔

سیّدہ نے حیران ہو کر کہا بابا جان اس نے تو کبھی اجازت طلب نہیں کی۔

یہ تو ایسا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک پاؤں زمین پر دوسرا پیر ہوا میں ہو تو اُس کو زمین پر نہیں آنے دیتا اور رُوح قبض کر لیتا ہے آج کیوں اجازت مانگ رہا ہے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا !

بیٹی زہرا خدا کی قسم تیرے پردے کے حیا کی وجہ سے یہ ملک الموت نہیں آ رہا اگر تو قیامت تک یہاں بیٹھی رہو ملک الموت کبھی بھی گھر کے اندر نہیں آ سکتا۔

بے اجازت جن کے گھر میں جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

ارے جس رسول کا دروازہ تقدیر پھلانگ کر اندر نہیں آ سکتی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی دروازہ کھول دو تا کہ وہ یہاں آ جائے۔

ملک الموت انسانی روپ میں آیا۔

سلیمان علیہ السلام کو کہنے والا کہ آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے والا کہ آپ کے روح قبض کرنے آیا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے والا کہ آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔

لیکن جب میری سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سلام کیا میرے نبی نے فرمایا کیسے آئے ہو۔

عرض کی !اے عالمین کی رحمت۔

تیرے آستاں پہ آیا تیری یاد کھینچ لائی
رکھے خدا سلامت تیرے در سے آشنائی
میں کبھی جو لڑکھڑایا میں کبھی جو ڈگمگایا
تیری مستی ' نظر ہی مجھے تھامنے کو آئی

میرے نبی نے فرمایا کیسے آئے ہو ؟

ملک الموت نے کہا یارسول اللہ سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے ہم آپ کے دیدار کے مشتاق ہیں۔

نبی مسکرا کر فرمانے لگے اے ملک الموت اکیلے آئے ہو۔

ملک الموت کی عرض

ملک الموت نے عرض کی یارسول اللہ نہیں میرے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کا جلوس ہے جبریل علیہ السلام بھی میرے پیچھے آرہے ہیں۔

مجھے بتاؤ کہ یہ موت ہے یا سلام ۔

جب جبریل آئے میرے رسول نے فرمایا جبریل کیسے آئے ہو۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ عنبر اور کستوری کی خوشبویات لے کر حوریں بھی کھڑی ہیں اور میں بھی حاضری کے لئے آیا ہوں۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے انتظار میں فرشتے قطاریں باندھے کھڑے ہیں۔

ارشاد فرمائیں!

میرے رسول نے فرمایا! جبریل ساتھ لیجانے سے پہلے مجھے کوئی بات سناؤ۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ میں اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتا مجھے اجازت دیں تاکہ میں رب سے پوچھ آؤں۔

جبریل چلے گئے تھوڑی دیر بعد آئے عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن ہر نبی نفسی نفسی کرے گا آپ کو ہم مقام محمود پر جگہ دیں گے۔

میرے رسول نے فرمایا! جبریل میں اپنی شان سن کر راضی نہیں ہوں گا اگر مجھے راضی کرنا ہے تو میری اُمت کی کوئی بات سناؤ۔

سرالشہادتین میں موجود ہے جبریل علیہ السلام پھر واپس گئے پھر آئے عرض کی یارسول اللہ رب العالمین فرماتا ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کا جو اُمتی اپنی موت سے ایک سال قبل تائب ہو جائے ہم اُس کو بھی معاف فرمادیں گے۔

دوستانِ گرامی ایسا وکیل نبی کون ہو گا میرے نبی نے جبریل سے فرمایا جبریل میرے اُمتی کو کیسے پتہ چلے گا کہ میں اگلے سال مر جاؤں گا۔

پتہ چلے تو توبہ کرے جبریل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ میں پھر جاتا ہوں جبریل علیہ السلام پھر گئے اور واپس آ کر عرض کی یارسول اللہ ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول آپ کا جو اُمتی مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرے میں اُس کے گناہ معاف فرمادوں گا۔

اُمت سے محبت

میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل میرے اُمتی کو کیسے پتہ چلے گا۔

پھر گئے ، جبریل پھر آئے عرض کی یارسول اللہ ایک دن پہلے نہیں......ایک گھڑی پہلے نہیں...... بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے محبوب تیرا اُمتی موت کی گود میں لیٹا ہو پیروں سے جان نکل جائے وہ توبہ نہیں کرتا نہ سہی۔

ٹانگوں میں سے جان نکل جائے وہ توبہ نہیں کرتا نہ سہی۔

پیٹ میں سے جان نکل جائے اُس نے توبہ کی نہ سہی گلے میں جان آ گئی اب بول نہیں سکتا لیکن اگر اس موقع پر بھی حیا کر کے شرمندہ ہو جائے ربّ فرماتا میں معاف کردوں گا۔ ایسا غفور الرحیم نبی ہے۔

عزیزانِ گرامی سب فرشتے......تمام حوریں استقبال کے انداز میں حضور علیہ السلام کی نورانیت کو جو ستر ہزار حجابات کی اوٹ میں تھی ساتھ لے

گئے اور پیارے آقا اُس کی طرف چلے گئے جس کے نور سے تخلیق ہوئے اور وہ جسدِ اطہر جونور کے سانچے میں تیار ہوا تھا جبھی اُس کا سایہ نہیں تھا اس کی دلیل یہ ہے۔

قال عثمان رضي الله عنه ان الله ما اوقع ظلک على الارض لئلا يضع انسان قدمه على ذالک الظل.

﴿تفسیر مدارک صفحہ ۳۲۱﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم اقدس کا سایہ اِسی لئے نہیں بنایا کہ کسی کا پاؤں آپ کے سایہ مبارک پر نہ پڑے۔

بے سایہ جسم

اللہ تعالیٰ چاہتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت کو مع الجسم بلا سکتا تھا لیکن اُس خالق دوجہاں نے اپنی مخلوق پر مہربانی فرمائی اور جسدِ اطہر زمین کے ساکنوں کے لئے باعث برکت ورحمت یہیں رہنے دیا۔

اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ حضور علیہ السلام جب ربّ تعالیٰ کے پاس گئے تو اپنے حجابات اُتارے ہوئے گئے ایک حجاب جسم اطہر تھا لہٰذا اسے بھی

اُتار کر اپنی نورانیت کے ساتھ ربّ کی بارگاہ میں واصل ہوئے۔

ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی نورانیت کے ساتھ ربّ کے پاس چلے گئے تو یہ زمین آپ سے خالی ہوگئی۔نہیں

کائنات کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے محیط کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساری کائنات کا احاطہ فرمائے ہوئے ہیں۔اسی لئے ہم کہتے ہیں۔

حضور یہاں بھی موجود ہیں

مکہ میں بھی موجود ہیں

مدینہ میں بھی موجود ہیں

آسمانوں میں بھی موجود ہیں اور ربّ اقدس کے قربِ خاص میں بھی موجود ہیں۔

موت موت میں فرق ہے

تو میں عرض کر رہا تھا۔موت موت میں فرق ہے۔

شعبان المبارک کی پندرہویں رات کو وفات پانے والوں کی فہرست اللہ تعالیٰ وسیلہ سے ملک الموت کو عطا فرماتا ہے۔

اِسی رات رزق والے فرشتوں کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی ہیں اور اُمور انجام دینے والے فرشتے تبدیل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مبارک رات پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں۔

مجھ سے رزق مانگو میں تمہیں عطا کردوں۔

مجھ سے اولاد مانگو میں تمہیں اولاد دوں۔

مجھ سے ایمان مانگو میں تمہیں ایمان دوں۔

لہٰذا اِس رات مُسلمان ایک خاص انداز کے ساتھ مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں اور قبرستان جاتے ہیں تاکہ موت یاد رہے جس کو موت یاد رہے گی اُس کے اعمال بہتر ہوں گے اور وہ شخص گناہوں سے باز رہے گا۔

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

''تم قبرستان جایا کروتا کہ تمہیں موت یاد رہے''

'' كل نفس ذائقة الموت''

''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے''

لیکن موت موت میں فرق ہے۔

ولیوں کی موت

ایک موت ہے نبیوں کی جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ایک اللہ کے ولیوں کی ہے حضرت نعمت اللہ شاہ ولی بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں انہیں نے چھ سو سالہ پیش گوئی بھی لکھی اور آپ نے اپنے عہد سے لیکر آج

تک ہونے والے تمام واقعات آپ نے اشعار میں بیان فرمائے۔

جب حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کا وقتِ وصال قریب آیا تو آپ نے وضو کیا اور لیٹ گئے وصال فرما گئے۔ جنازہ وغیرہ ہو گیا جب دفن کرنے کا معاملہ ہوا تو مریدین آپس میں جھگڑ پڑے کچھ کہنے لگے شاہ صاحب کو فلاں جگہ دفن کرنا چاہیئے کچھ کہنے لگے فلاں جگہ ابھی جھگڑا جاری تھا کہ شاہ صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے فرمایا !

"تم جھگڑو مت ہم ابھی مرتے ہی نہیں"

تو یہ بھی مرنا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی روح پر اپنا اختیار ہوتا ہے۔

دونوں کی موت

تاجدارِ کربلا، شہسوارِ مہرِ نبوت حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام جب شہید ہو گئے آپ کا سرِ انور قرآن کی تلاوت کرتا رہا کیا بغیر جسم کے سر بھی بولتے ہیں ؟ نہیں ! پتہ چلا موت موت میں فرق ہے۔

ایک موت کافر کی موت ہے۔

ایک موت زندیق کی موت ہے

ایک موت مشرک کی موت ہے

ایک موت کلمہ گو کی موت ہے

ایک موت   مومن کی موت ہے

ایک موت   شہید کی موت ہے

ایک موت   ولی کی موت ہے

نبی اپنی قبروں میں کھانا بھی کھاتے ہیں

نبی اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

"جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گذرا تو دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔

یہ کون سی نماز ہے ؟ جو مرنے کے بعد ادا کی جاتی ہے۔

یہ کون سا کھانا ہے ؟ جو مرنے کے بعد کھایا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

بل احیاء عند ربھم یرزقون

"بے شک شہید زندہ ہیں اور اُنہیں ربّ رزق دیتا ہے۔"

﴿سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹﴾

اب دیکھو میں کسی بے جان چیز سے کہوں۔ کھاؤ، دیوار کے پاس روٹی کا نوالہ پکڑ کر کہوں اے دیوار یہ روٹی کھالے۔ کیا دیوار روٹی کھائے گی یا نہیں ؟ نہیں !!!

یا اللہ تو اُن کو رزق دے رہا ہے جو مر چکے ہیں جن کے جسم ٹکڑے

ٹکڑے ہو چکے ہیں۔

فرمایا ! تو نے دیکھا نہیں میں نے اُنہیں بہتر زندگی عطا کر دی ہے وہ زندہ ہیں تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ
وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۴﴾

پتہ چلا موت موت میں فرق ہے۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت ہے، امام حسین علیہ السلام سے سچا عشق ہے تو عزرائیل بھی تیرا احترام کرے گا، قبر میں جائے گا تو مٹی بھی تیرا حیا کرے گی۔ منکر نکیر تیرا احترام کریں گے۔

منکر نکیر چھوڑ کر پیچھے تھے ہٹ گئے
جب نام میں نے قبر میں سرکار کا لیا

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری شفاعت فرما کر تجھے جنت عطا فرمائیں گے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

رمضان المبارک

شہادتِ مولا علی

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الذی
روحۃ نسخۃ احدیت فی الاھوت قلبۂ خزانۃ
الحی الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام
الجبروت . جسدۂ صدرت معال الملک
والملکوت وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائِر
اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانۂ فی
الکلام المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ولا تقولوا لمن یقتلوا
فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون.
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.
درود پاک پیش کریں
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

کعبے میں ولادت مسجد میں شہادت

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت

بکعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

دُنیا میں کسی شخص کو یہ شرف حاصل نہیں ہے کہ کعبۃ اللہ میں پیدا ہوا ہو اور مسجد میں شہید ہوا ہو۔

اِسی لئے شعر کے ضمن میں چند جملے فضائل مولائے کائنات اور آپ کی ولادت باسعادت کے سے عرض کروں گا اور پھر چند جملے آپ کی شہادت بیان کروں گا۔

مولائے کائنات کی وِلادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب کو ہوئی اور ۲۱ رمضان المبارک کو آپ کی شہادت ہوئی۔

دوسرا علی کوئی نہیں

عزیزانِ گرامی! دنیا میں مائیں ہر قسم کے بچے پیدا کرلیں گے لیکن مولا علی! سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا کیونکہ دنیا میں دوسرا علی نہیں ہے۔

ایک تھے ایک ہیں ایک رہیں گے حیدر

ایک ہے زہرا تو دو کیسے بنیں گے حیدر

حق اُدھر ہوگا جدھر چہرہ کریں گے حیدر

ہوگا قرآن اُدھر جس سُو چلیں گے حیدر

چاہے عورت دُنیا کی ہر رسم پوری کرے لیکن کعبے میں مولائے کائنات کے علاوہ کوئی پیدا نہیں ہوسکا سب سے بڑی بات آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰؑ کی والدہ

حضرت مریم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔

کون حضرت عیسیٰ جو کلمۃ اللہ ہیں۔

کون حضرت عیسیٰ جو نبی اللہ ہیں۔

کون حضرت عیسیٰ جو رُوح اللہ ہیں۔

کون حضرت عیسیٰ جو اللہ تعالیٰ کا اعجاز ہیں۔

اُن کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام کعبہ میں رہتی تھیں بیت المقدس میں رہتی تھیں اور اُس وقت بیت المقدس ہی کعبۃ اللہ تھا بعد میں تبدیل ہوا۔

تو ایک مریم ہیں ایک فاطمہ بنت اسد ہیں حضرت مریم کعبۃ اللہ میں رہتی تھیں۔

حضرت فاطمہ بنت اسد کعبۃ اللہ میں نہیں رہتی تھیں بلکہ آپ تو شیبۃ الحمد حضرت عبدالمطلب کے گھر میں جو مکہ کے نواح میں تھا یہاں رہتی تھیں

لیکن مجھے آج تک یہ راز سمجھ نہیں آیا کہ اُدھر مریم ہیں۔

وہ مریم جو بتول ہے۔

وہ مریم جو طیب ہے۔

وہ مریم جو طاہر ہے۔

وہ مریم جو ارفع ہے۔

وہ مریم جو اعلیٰ ہے۔

اللہ نے چُن لیا

اور یہ وہ خاتون ہے کہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا کہ مریم کو ہم نے دُنیا کی عورتوں میں سے چُن لیا لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو حضرت مریم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یہ زچہ خانہ نہیں یہ عبادت کا گھر ہے یہ کعبۃ اللہ ہے یہاں بچے پیدا نہیں ہوئے لہٰذا کعبے سے باہر چل جاؤ چنانچہ حضرت مریم علیہ السلام کعبے سے چلی گئیں۔

اِدھر حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد کعبے کے اندر موجود نہیں ہیں اور حضرت فاطمہ بنت اسد کو بلایا گیا کہ تم آ جاؤ۔

کیونکہ حضرت فاطمہ بنت اسد کے دن پورے ہیں اور جب دن پورے ہو جائیں تو عورت اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتی۔

تیرہ رجب کا دن

تیرہ رجب کا دن ہے قصر شیبۃ الحمد سے بی بی فاطمہ بنت اسد چلی اور کعبے میں آ گئیں طواف شروع ہو گیا۔

لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمت لک والملک لا شریک لک

پڑھتے ہیں بی بی فاطمۃ بنت اسد رضی الہ عنہا نے طواف شروع کیا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہٗ بھی ہمراہ ہیں پہلا طواف مکمل ہوا دوسرا چکر بھی لگایا تاریخ بتاتی ہے جب تیسرا چکر تھا تو ولادت کے آثار نمودار ہو گئے اور آپ حجرِ اسود کے قریب ٹھہر گئیں۔

آثار نمودار ہو گئے

یا شیخ العرب.........شیخ العرب حضرت ابوطالب کا لقب تھا آپ نے بلایا کہ قریب آئیں بچے کی ولادت کے آثار نمودار ہو گئے ہیں میں پریشان ہوں کہ یہ کعبۃ اللہ ہے اور مجھ میں اتنی ہمت بھی نہیں ہے کہ اپنے گھر تک جا سکوں اگر یہاں ولادت ہوتی ہے تو بھی پریشانی ہے کہ یہ خانۂ خدا ہے۔

اب کیا کروں ؟

دیوار شق ہوگئی

حضرت ابو طالب نے فرمایا ! فاطمہ اب صرف ایک ہی چارہ ہے کہ آپ کعبہ شریف کے قریب جائیں اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی دیوار شق ہوگئی آواز آئی۔

تو بے خوف آجا ذرا خوف کر نہیں
توں حیدر دی ماں ایں توں عیسیٰ دی ماں نہیں
تیرے لعل خاطر ایہہ کعبہ گھر بنایا
جے اندر نہ آویں تے خدمت نہیں رہندی

آواز آئی! اے فاطمہ بے شک یہ زچہ خانہ نہیں ہے یہ اللہ کا گھر ہے یہ عبادت خانہ ہے لیکن جو تمہاری گود میں آنے والا ہے اُس کا مقام بھی ایسا ہے کہ تو کعبے میں آ جا۔

اھلاً وسھلاً مرحبا

کعبے کی دیوار شق ہوگئی بی بی اندر چلی گئی مولا علی اس دنیا میں تشریف لے آئے۔

تالا نہیں ٹوٹا

کعبے کی دیوار بند ہوگئی قریشی اکٹھے ہوگئے کہ دیوار بند ہوگئی کعبے

کے دروازے پر قفل لگا ہوا ہے سب نے تالا توڑنے کی کوشش کی لیکن تالا نہیں ٹوٹا۔

تیرہ رجب چودہ رجب پھر پندرہ رجب المرجب کا سورج طلوع ہوا میرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حرا میں دُعا کرنے میں مصروف ہیں۔

اک تو یاد تری اور عالم تنہائی ہے
کِس قدر محو عبادت تیرا شیدائی ہے

اما الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت فرمارہے ہیں حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ السلام فرمارہا ہے اور فرمارہا ہے غارِ حرا چھوڑیں اور کعبے چلیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

کیا وجہ ہے ؟

عرض کی یا رسول اللہ !

آپ کا بھائی اِس دنیا میں آیا ہے اور وہ کعبے کے اندر ہے دیوار بند ہو چکی ہے کعبے کے دروازے پر قفل لگا ہوا ہے وہ کسی سے نہیں کھلتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے کہ میرا محبوب جائے اور علی کو لے کر آئے۔

حضور تشریف لائے

میرے رسول خراماں خراماں چلے اور کعبے کے پاس آ گئے قریشیوں نے دیکھا تو کہا ! یا صادق الامین جب امام الانبیاء آ گے آئے تو قریشی سردار دوڑ کر آپ کے پاس آئے۔

اُنہوں نے کہا ! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری چچی فاطمہ زوجۂ ابوطالب اندر ہیں آج تین دن گذر چکے ہیں تین راتیں گذر چکیں ہیں تالہ بند ہے تالہ نہیں کھل رہا۔

میرے نبی نے مسکرا کے فرمایا ! پیچھے ہو جاؤ میں بھی دیکھوں کہ تالہ کیوں نہیں کھل رہا۔ جونہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے کے قریب آئے تالے کی طرف دیکھا تالہ خود بخود ٹوٹ کر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کے قریب گر پڑا دروازہ کھلا میرے نبی کعبے میں داخل ہوئے چچی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی گود میں مولا علی ہیں۔

سرکارِ مدینہ علیہ السلام نے فرمایا ! چچی جان مبارک ہو۔

چچی نے کہا ! بیٹا کس بات کی مبارک بچہ خوبصورت بہت ہے رنگ بھی نہایت حسین ہے تمام اعضاء مضبوط ہیں صحت مند ہے لیکن نابینا ہے جس وقت سے میری گود میں آیا ہے آنکھیں ہی نہیں کھول رہا۔

میرے نبی نے مسکرا کر فرمایا چچی جان ! یہ کیا کہہ رہی ہیں یہ

کیسے ہوسکتا ہے کہ بھائی محمد عربی کا ہو اور آنکھوں سے اندھا ہو یہ ممکن نہیں ذرا اسے میری گود میں دیں۔

مصحفِ ولایت، رحلِ نبوت

عزیزانِ گرامی ! غور کیجئے میرے جملے پر مصطفیٰ کی گود میں علی ہے یوں معلوم ہوتا ہے مصحفِ ولایت کو رحلِ نبوت نے اُٹھایا ہے اور جب علی کو نبوت کی خوشبو آئی مولائے کائنات نے آنکھیں کھول لیں میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے فرمایا علی پہلے کیوں آنکھیں نہیں کھولیں۔

عرض کی ! اے کملی والے میں اللہ کے ساتھ وعدہ کر کے آیا تھا کہ اس کائنات میں جب جاؤں گا پہلی نظر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ڈالوں گا۔

میخانے میں رندوں کی ہر رسم عبادت ہوتی ہے
دلبر کو بٹھا کر پیش نظر چہرے کی تلاوت ہوتی ہے

علی نام رکھا

عزیزانِ گرامی ! امام الانبیاء نے منہ کو چوما اور فرمایا چچی جان اِس کا نام کیا رکھا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت اسد نے عرض کی پیارے بیٹے میں نے اِس کا

نام ابھی تک اس لئے نہیں رکھا کہ آپ اس کا نام رکھیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

انا محمد وهو علی

میں محمد ہوں یہ علی ہے۔

میں اِس کا بھائی ہوں یہ میرا بھائی ہے۔

میں اِس کا پیارا ہوں یہ میرا پیارا ہے۔

میں شمع ہوں یہ میرا محافظ فانوس ہے۔

میں نے عرض کی! یارب العالمین تیرا نبی اُس وقت بھی نبی تھا

جب کچھ بھی نہ تھا تو پھر اعلانِ نبوت چالیس سال کی عمر ہونے کے بعد کیوں

کررہا ہے رب العالمین نے فرمایا میرا رسول ایمان کی شمع ہے کفر اور شرک

کی اندھیریاں چل رہی تھیں اس لئے ہم نے اپنے محبوب سے کہا ابھی اعلان

نبوت کو روک کے رکھو ذرا کعبے میں اپنے فانوس کو آلینے دے جب فانوس

آجائے گا تو اعلان کر لینا۔

تو میں عرض کر رہا تھا میرے نبی کے اپنے ہاتھوں یہ علی کو اُٹھایا ہوا

ہے چوم کر سینے کے ساتھ لگایا اور پھر چچی کی گود میں دے دیا اور کعبے سے باہر

تشریف لائے اُدھر سے ابوجہل بھی آگیا۔

ابوجہل کعبے کا پادری تھا پادری اس لئے کہا کہ یہ ہر نئے پیدا ہونے

والے بچے کے والدین سے جگا ٹیکس لیتا تھا۔

مکے کا دستور تھا جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہوتا تو پہلا کام یہ ہوتا تھا کہ بچے کو کعبے کے دروازے پر رکھ دیتے کعبے میں ایک سانپ رہتا تھا جس کا نام معیار الولد تھا وہ سانپ کعبے کی چھت سے اُترتا اور بچے کے منہ کو سونگھتا اگر وہ بچہ حلال زادہ ہوتا تو سانپ سونگھنے کے بعد چلا جاتا اور اگر حرامی ہوتا تو وہ سانپ اُسے ڈس کر ہلاک کر دیتا۔

جب حضرت فاطمہ بنت اس مولا علی کو لے کر باہر چلیں ابو جہل نے آپ کو دیکھ کر کہا اے فاطمہ بنت اسد ذرا اپنا بچہ مجھے دو معیار الولد کو دکھانا ہے اُدھر قضا مسکرا رہی ہے۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہما نے مولا علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا۔

اور میرے رسول نے مولا علی کو کعبے کے دروازے پر رکھ دیا جب مولا علی کی خوشبو کعبے کے اندر گئی وہ ناگ اُترا اور مولا علی کی طرف آیا مولا علی نے آنکھیں اُٹھائیں جب سانپ قریب آیا تو قوت پروردگار والے ہاتھ اُٹھائے اُس وقت کہ جب آپ دین کے تھے۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

سانپ کی قسمت بُری جونہی سانپ مولائے کائنات کے چہرہ انور

کی طرف آیا۔

میں سوال کرتا ہوں ! مولائے کائنات کی قوت کو اپنے ناپاک دماغ سے ناپنے والو غور کرو امام الانبیاء کے بھائی نے دونوں ہاتھوں سے سانپ کے منہ پر شکنجہ بنا کر زور لگایا اور سانپ دو ٹکڑے ہو کے مر کے گر پڑا۔

ابوجہل چیخا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت بُرا ہو گیا اس بچے نے معیار الولد مار دیا اب حلالی اور حرامی کی پہچان نہیں رہے گی۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اے چچا عمرو بن ہشام ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔

ابوجہل نے کہا میں سمجھا نہیں۔

رسول اللہ نے فرمایا ! حرامی اور حلالی کی پہچان کرنے والا علی ہے جب بھی کسی کو دیکھنا ہو تو بچے کو علی کے سامنے لے آؤ بچہ علی کی طرف دیکھ کر مسکرائے گا وہ سمجھ لینا حلال زادہ ہے اور جو بچہ رونے لگے اپنے ماتھے پر شکنیں ڈال لے سمجھ لینا یہ حلال زادہ نہیں ہے۔

عزیزانِ گرامی ! مولا علی کرم اللہ وجہہ کی پہلی نشانی مکمل ہو گئی اب دوسری رسم ہونی تھی۔

دوسری رسم

ابوجہل کی دوسری رسم یہ تھی کہ ہُبل بت کے پاؤں کی مٹی آنے اور

مکہ میں پیدا ہونے والے بچے کے ماتھے پر تلک لگاتا تھا اور اُس کی فیس سو درہم ہوتی تھی۔

جب ابو جہل بتوں کی مٹی لے کر آیا حضرت فاطمہ بنت اسد نے فرمایا اے عمرو ﴿ابو جہل﴾ کیا کرنے لگے۔

کہنے لگا میں ہبل بت کی مٹی لے کر آیا ہوں یہ پاک مٹی میں بچے ﴿علی﴾ کے ماتھے پر لگاؤں گا۔

اور تجھ سے سو درہم لوں گا میرے علی کی والدہ نے فرمایا عمرو خبردار بتوں کے پاؤں کی مٹی میرے علی کے ماتھے پر نہ لگانا۔

اور رہا درہموں کا معاملہ وہ تو سو کی بجائے دو سو درہم لے لو۔

وہ بول کر کہنے لگا اگر آج اس بچے کو میں نے مٹی نہ لگائی تو پھر کل اور بھی کوئی ایسا ہی کہے گا کہ ہم نے مٹی نہیں لگوانی اس لئے میں یہ مٹی ضرور لگاؤں گا۔

سیّدہ فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں میں نہیں لگانے دوں گی مولا علی کی والدہ نے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا چچی گھبراؤ مت اسے روکو مت اسے مٹی لگانے دو۔

ابو جہل نے بتوں والی مٹی ہاتھ میں پکڑی اور مولائے کائنات کے قریب آیا مولا علی جھولے میں لیٹے ہوئے تھے جونہی قریب آیا مولا علی نے

ابوجہل کی طرف غصیلی نظر سے دیکھا۔

ابو جہل نے مولائے کائنات کی آنکھوں کی سُرخی دیکھی گھبرا گیا

کیونکہ ناگ کے حشر کو پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔

میرے نبی مسکرا کر فرمانے لگے چچا گھبراتے کیوں ہو تین دن کا بچہ

ہی ہے نہ ؟

کہنے لگا اے محمد اس کی آنکھ پر خوفناک ہے۔

آپ نے فرمایا مٹی لگا لو۔

ادھر ابو جہل مولا علی کے جھولے کی طرف جھکا اور مولا علی نے ہاتھ

اُٹھایا جونہی ابو جہل قریب ہوا مولا علی نے پھر اللہ کا تھپڑ مارا ابو جہل کے منہ پر

لگا اور ایسا لگا کہ بعد میں ساری عمر ابو جہل کا منہ سیدھا نہ ہوا اور جب مکہ کی

گلیوں میں چلتا تھا تو اُس کی چال عجیب ہوگئی کہ جاتا سامنے تھا اور دیکھنے

والوں کو محسوس ہوتا تھا کہ یہ موڑ کاٹنے لگا ہے۔

سامعین محترم ! جس ہستی کی ایسی قوت ہے کہ ابھی تین دن کی عمر ہو

تو عالم ہے تو جوانی کی قوت خیبر کا دروازہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

سماعت فرمائیں ! دو رسمیں مکمل ہوگئیں اور تیسری رسم مکہ میں یہ تھی

عرب کا یہ رواج تھا کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا۔

تو بچے کی ماں ایک ہنڈیا لے کر بچے کے پیٹ پر اُلٹی رکھ دی جاتی

اور ایک گھنٹہ کے قریب بچہ اُس ہنڈیا کے نیچے رکھتے اور بچے کو رسی کے ساتھ

باندھا جاتا تھا کہ ہنڈیا سے نکل نہ سکے۔

مولا علی المرتضیٰ کی والدہ نے اپنے گھر میں مولا علی المرتضیٰ کے جسم کے ساتھ رسی باندھی ہنڈیا آپ کے جسم کے ساتھ لگائی ہنڈیا لگنے کی دیر تھی کہ ہنڈیا پھٹی اور اُس کے ٹکڑے بکھر گئے اور جب رسیوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ مسکرا کر فرمانے لگے دوسری رسی اور دوسری ہنڈیا لے آؤ۔

پھر مولا علی کا جسم باندھا گیا ہنڈیا پھر آپ کے اوپر رکھی گئی پھر پہلے جیسا حشر ہوا تیسری مرتبہ جب پھر رسی باندھنے لگے مولا علی شیرِ خدا مسکرا کر کہنے لگے اے ماں میں کائنات کے بندھے ہوئے بندھن کھولنے آیا ہوں لہذا مجھے باندھنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ مجھے باندھا نہیں جا سکتا۔

مولا علی علی اے مولا علی علی اے
درداں دے ماریاں دا مشکل کشا علی اے

ہر غم تو مینوں میرا مولا علی بچاوندا
میرا وظیفہ ہردم ادرکنی یا علی اے

مولا اے موموناں دا اوہ ویر مصطفےٰ دا
ساجد وفا دا پیکر بس مرتضٰی علی اے

دیوار کیوں شق ہوئی

عزیزانِ گرامی! میں نے اس بات پر بڑی تحقیق کی ہے کہ علی آئے تو دیوار پھاڑ کے کعبے کی دیوار پھٹ گئی اور جب کعبے سے نکلے تو دروازے کے راستے سے۔

میں نے عرض کی مولا! جب کعبے میں دیوار پھاڑ کر آئے تھے تو کعبے سے باہر بھی دیوار پھار کر آتے یا دروازے کے راستے آتے اور دروازے کے راستے سے جاتے۔

یہ سمجھ نہیں!

رب جلی کے ساتھ میں نے رابطہ قائم کیا یا اللہ تو بتا فرمایا اس لئے کہ جب یا علی مدد کہو تو یہ نہ سوچنا و یہاڑی کی دیواریں بہت لمبی ہیں اتنی دور کیسے آئے گا ارے جب علی نے آنا ہو تو کعبے کی دیواریں راستہ نہیں روک سکتیں اور دروازے سے اس لئے نکلا ہے کہ پتہ چل جائے کہ جب کعبے کے دروازہ کھولا جائے تو ملاقات علی کے ساتھ ہو۔

میرے دوستو اور بزرگو! مولائے کائنات کی ولادت کے واقعات بیان کرنا مقصود نہیں تھا صرف آپ کے فضائل کرنے کے لئے ولادت کے،

چند واقعات پیش کئے ہیں۔

درحقیقت رمضان المبارک آپ کی شہادت کا دن لے کر آیا ہے۔

۴۰ ہجری ہے رمضان المبارک کا مہینہ ہے یہ مہینہ محرم الحرام کی راتوں سے کم نہیں تھا۔

مولائے کائنات نے اپنی زندگی کے رسم ورواج ہی بدل دیئے پہلے مولائے کائنات باقاعدگی کے ساتھ خضاب لگاتے تھے لیکن جب چالیس ہجری کا رمضان المبارک آیا تو مولائے کائنات نے خضاب نہیں لگایا رمضان المبارک کا پہل جمعہ مسجد کوفہ میں پڑھانے آئے وہاں اسامہ ہمدانی جو مولائے کائنات کا مرید تھا وہ کھڑا ہو گیا کہنے لگا یا مولا علی علیہ السلام آپ کی داڑھی مبارک میں سفید بال نظر آ رہے ہیں اگر آپ حکم فرمائیں تو بازار سے میں خضاب لے آؤں۔

آپ مسکرا کر فرمانے لگے اے اسامہ اس سال میرے خضاب کا انتظام میرے رب نے کیا ہے اب میں بازار والا خضاب نہیں لگاؤں گا بلکہ تیرے رب کا عطا کردہ خضاب لگاؤں گا جس کا رنگ اتنا پائیدار ہے کہ قیامت تک رنگ نہیں اُترے گا بلکہ قیامت والے دن حشر کے میدان میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جب میری تم سے ملاقات ہوگی تو وہاں بھی یہ خضاب موجود ہوگا اس خضاب کا رنگ سرخ اسامہ کی سمجھ میں بات نہیں آئی پھر اگلا جمعہ آ گیا رمضان المبارک کی تیرہ تاریخ ہے امام الانبیاء

کے بھائی مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میرا بیٹا حسن کہاں ہے۔

امام حسن کھڑے ہوئے

دائیں طرف سے حضرت امام حسن علیہ السلام اُٹھ کر کھڑے ہو گئے عرض کی بابا جان فرمایئے۔

مولائے کائنات نے فرمایا ! بیٹا آج رمضان المبارک کی تاریخ کیا ہے امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ابا جان آج تیرہ رمضان ہے آپ نے فرمایا حسن بیٹھ جاؤ۔

پھر مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ نے فرمایا! حسین!

امام حسین علیہ السلام اُٹھ کر کھڑے ہوئے عرض کی بابا جان حکم فرمایئے۔ فرمایا بیٹا رمضان المبارک کے کتنے دن باقی رہ گئے ہیں آپ نے کہا بابا جان تیرہ دن گذر گئے سترہ دن باقی رہ گئے ہیں، امیر المومنین نے اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا فرمایا جمعہ پڑھنے چلتے ہیں مولائے کائنات جمعہ پر کھانے تشریف لائے جمعۃ المبارک کے بعد مولائے کائنات کی خدمت میں لوگ سلام عرض کرنے لگے۔

ابن ملجم کا تحفہ

اور روانہ ہونے لگے وہاں لعین عبدالرحمٰن ابن ملجم بھی آیا تھا اُس نے

ایک نہایت قیمتی تلوار مولائے کائنات کی خدمت میں پیش کی کہ حضور یہ تحفہ میری طرف سے قبول کریں مولائے کائنات نے اُس کی طرف دیکھا آنکھوں میں آنسو آ گئے اور پھر آپ نے مسکرا کر فرمایا۔

یہ تلوار واپس لے لو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُنہ سے جو بات نکلی تھی سچ ہو گئی ہے۔

ابن ملجم نے کہا! اے امیر المومنین آپ نے کبھی کسی کا تحفہ واپس نہیں کیا کیا بات ہے کہ آپ نے میرا تحفہ قبول نہیں کیا حالانکہ میرے نے اتنا قیمتی تحفہ پیش کیا ہے مولا علی فرمانے لگے اے لعین! میرے نبی نے فرمایا تھا علی جو تجھے سب سے قیمتی تلوار تحفہ میں دے گا وہی تیرا قاتل ہو گا۔

یہ تلوار میں لے لوں تو مجھے شہید کون کرے گا۔

ابن ملجم کہنے لگا حضور میں آپ کا خادم ہوں میں آپ کے قدموں میں گرتا ہوں میرے ہاتھ کاٹ دیں مجھے ماریں تا کہ میں یہ ظلم نہ کروں حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ غلام اپنے آقا کو شہید کرے۔

حضرت مولا علی المرتضٰی نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہوتا ہے لیکن میرے رسول کے منہ سے نکلی ہوئی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی دوسری بات یہ ہے کہ تجھے ہم اس لئے بھی نہیں مار سکتے کہ شریعت کا حکم ہے کہ جب تک ان سے جرم نہ کرے اُسے سزا نہیں دی جا سکتی لئے تلوار دے جاؤ۔

سحری جگایا کرو

ابن ملجم کہنے لگا یا علیؑ کو نہ اتنا بڑا شہر ہے میں یمن سے اتنی دور سے یہاں آیا ہوں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مجھے بتائیں مولا علی نے فرمایا اے ابن ملجم ! یہ تلوار اپنے پاس رکھو رمضان المبارک کا مہینہ ہے صبح سحری کے وقت لوگوں کو جگایا کرو ابن ملجم نے تلوار پکڑی اور لے کر باہر آیا الا مان والحفظ کہ وہ گلیوں میں چکر لگا رہا ہے اور کہ رہا ہے جا گو لوگو! سحری کا وقت ہو نے والا ہے نوافل ادا کرو۔

ابن ملجم چلتا چلتا ایک محلے میں گیا وہاں ایک مکان تھا جس میں سے دف بجانے کی آواز آرہی ہے۔

جونہی آواز سُنی ابن ملجم وہاں کھڑا ہو گیا کہنے لگا آپ کون لوگ ہیں جو اس پاک مہینے میں دفیں اور ڈھولکیاں بجا رہے ہو تمہیں پتہ نہیں سحری کا وقت ہونے والا ہے۔

لڑکی باہر آئی

اگر تمہاری شکایت امیر المومنین تک پہنچی تو وہ سخت سزا دیں گے اندر سے دروازہ کھلا اندر سے ایک لڑکی باہر آئی وہ لڑکی نہایت حسین و جمیل تھی اُس کا نام قطامہ تھا اُس نے جب ابن ملجم کی طرف اپنی مستِ نظروں سے دیکھا

ابن ملجم اُس پر فریفتہ ہو گیا کہنے لگا اے لڑکی تیرا نام کیا ہے۔

وہ کہنے لگی قطامہ۔

کہنے لگا تم شادی شدہ ہو۔

اُس نے کہا نہیں۔

کہنے لگا مجھ سے شادی کرو گی۔

کہنے لگی ہاں کروں گی لیکن میری تین شرطیں۔

کہنے لگا بول کیا شراط ہیں۔

کہنے لگی ہزار دینار حق مہر لوں گی۔

اُس نے کہا یہ تو مسئلہ ہی کوئی۔

کہنے لگی دوسری شرط یہ ہے کہ ایک کنیز مجھے لے کر دو جو گانے بجانے میں ماہر ہو اور میرا دل بہلائے۔

اور تیسری شرط یہ ہے کہ علی المرتضٰی کا سر چاہیئے۔

ابن ملجم نے کہا! دو شرائط تو قابل قبول ہیں لیکن تیسری شرط مشکل ہے۔

اُس نے کہا سوچ لو ابن ملجم آ گیا دل میں ہر وقت قطامہ کی یاد آتی رہتی اور وہ ذہنی طور پر تیار ہوتا گیا تیرہ رمضان گذری چودہ پندہ سولہ تاریخ آ گئی کہنے لگا قطامہ کیسے قتل کروں۔

قطامہ کہنے لگی اس تلوار پر میں زہر چڑھاتی ہوں جب صبح فجر کی نماز

پڑھا نے علی المرتضیٰ مسجد کوفہ میں آئیں جب سجدے میں ہوں تو اس تلوار سے وار کر دینا اور سر اُتار دینا کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔

ابن ملجم کہنے لگا ٹھیک ہے۔

امام مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی عادت مبارکہ تھی کہ ایک افطاری امام حسن کے گھر کرتے دوسرے دن افطاری امام حُسین علیہ السلام کے گھر کرتے تیسری رات اُم کلثوم کے گھر اور چوتھی رات حضرت زینب کے گھر افطاری فرماتے۔

اٹھارہ تاریخ گذری اُنیس رمضان المبارک کی رات حضرت علی المرتضیٰ اپنے گھر میں لیٹے ہوئے ہیں آپ کے شہزادے علمدار حسین علیہ السلام حضرت سیدنا غازی عباس رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ عبادت میں مصروف ہیں لیکن آج بڑی عجیب بات یہ ہے کہ جب حضرت مولا علی دو نفل ادا کر لیتے ہیں تو باہر تشریف لے جاتے ہیں اور ستارے دیکھتے ہیں پھر دو نفل ادا کرتے ہیں پھر باہر تشریف لیجا کر ستارے دیکھتے ہیں۔

باہر کیوں جاتے ہیں

بی بی نے عرض کی ابا جان کیا بات ہے آج آپ بار بار باہر تشریف لیجا کر ستارے دیکھتے ہیں۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بیٹی میرے آقا کا فرمان تھا اور اُنہوں نے مجھے نشانیاں بتائیں تھیں رات بھی وہی ہے ستارے بھی وہی ہیں نشانیاں پوری ہیں لیکن مرا قاتل نظر نہیں آرہا۔

تین بجے کا وقت ہوا

وقت گزرتا جارہا ہے رات تین بجے کے قریب وقت ہوا حضرت غازی عباس علمدار بھی جاگ رہے ہیں آپ کے دل میں خیال ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئے تو مسجد جا کر نفل ادا کروں اور پھر سحری کے بعد فجر کی نماز اپنے بابا جان مولائے کائنات حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے پیچھے ادا کروں۔

اذانِ فجر ہوئی

حضرات گرامی ! جس کا باپ علی تو بیٹا بھی عباس ہوتے ہے۔

اذان کا وقت ہوا اذان کی آواز آئی حضرت عباس اُٹھے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لے گئے چودہ سال کی عمر مبارک ہے۔

قمر بنی ہاشم نفل ادا کرنے کے بعد ذکر میں مشغول ہیں سحری کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی اور حضرت غازی عباس کو غنودگی سی محسوس ہوئی چنانچہ لیٹ گئے۔

حضرت عباسؓ کا خواب

لیٹے وہی نیند کا غلبہ محسوس ہوا اور آپ نیند میں ڈوب گئے اور سوتے ہی آپ کو خواب نظر آیا غازی خواب میں دیکھ رہے ہیں کہ کعبہ گر پڑا ہے اور آسمان سے سفید پرندے اُترتے ہیں کعبے کی مٹی اپنے پروں پر لگاتے ہیں اور پھر فضا میں بلند ہو جاتے ہیں اور آواز آتی ہے۔

قد قتل امیر المومنین

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ قتل ہو گئے۔

اتنی دیر میں غازی کے کندوں سے پکڑ کر کسی نے ہلایا۔

غازی نے آنکھیں کھولیں دیکھا پردہ پوش بہن سیّدہ زینب ہیں سیدہ فرماتی ہیں اے عباس تو سو رہا ہے فضاؤں میں آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ قتل کر دیئے گئے ہیں۔

مسلمانو! اگر محسوس کرو اگر تمہارے اندر دھڑکنے والا دل ہے کہ اگر بچوں کو والد کے قتل ہو جانے کی خبر دی جائے تو بچوں پر کیا گذرتی ہے۔

سیّدہ زینب کہتی ہیں جلدی جاؤ غازی نے کہا بہن میں نے خواب دیکھا ہے کہ کعبہ گر پڑا ہے اور پرندے فضاؤں سے اُتر کر کعبے کی مٹی اپنے پروں پر لگاتے ہوئے اُڑ رہے ہیں۔

مسجد سے پتہ کرو

سیّدہ زینب نے فرمایا ! بھائی جاؤ مسجد میں پتہ کرو سیّدہ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات جاری ہے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے غازی کا سینہ فگار ہو رہا ہے ابھی جوتی بھی نہیں پہنی اور بھاگتے ہوئے مسجد کی طرف چلے گئے۔

کربلا سے شام کا معرکہ سر کرنے والی بی بی آوازیں دے رہی ہیں عباس جلدی خبر لے کر آؤ۔

ایک بات سُنتے چلیں اس کے بغیر شہادتِ مولائے کائنات کا واقعہ مکمل نہیں ہوتا ہے۔

ایک خاص واقعہ

امیر المومنین مولا علی نے جمعہ کے خطبہ کے جمعہ سب لوگوں سے فرمایا اے لوگو ! آج تم اپنی گھر والیوں کو میرے گھر بھیجنا۔

لوگوں نے کہا حضور ہماری عورتیں آپ کی کنیز ہیں وہ تو خود بھی چاہتی ہیں کہ آپ کے در دولت پر حاضری دیں۔

رات ہوئی کوفہ کے اشراف کی ایک سو پچاس عورتیں مولائے کائنات کے گھر اکھٹی ہو گئیں۔

مولائے کائنات نے اپنی کنیز حضرت فِضّہ سے فرمایا اے فِضّہ جنتی عورتیں آئی ہیں جتنی بھی گھر میں شمعیں موجود ہیں ان کو روشن کردو۔

حضرت فضہ نے سب شمعیں جلادیں مولائے کائنات نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا کو بلایا۔

مولا نے فرمایا ! بیٹی اپنے چہرے سے کپڑا اہٹادو۔

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہان کہا ابا جان میری سمجھ میں بات نہیں آرہی۔

مولائے کائنات نے فرمایا ! بیٹی جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔

چنانچہ سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے چہرۂ اقدس سے کپڑا اہٹایا اور روشنی میں بیٹھ گئیں۔

مولائے کائنات نے فرمایا! اے عورتو! یہ سیّدہ زینب ہیں جنتی عورتوں کی سردار کی بیٹی ہیں۔

میں تمہیں اس لئے دکھا رہا ہوں کہ جب یہ کوفے کے بازار سے گذریں گی تو بعد میں یہ نہ کہنا ہم نے علی کی صاحبزادی کو پہچانا نہیں تھا تو میں عرض کررہا تھا۔

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی عباس سے کہا تھا کہ بھائی عباس دیر نہ لگانا اگر دیر کی تو میں خود مسجد میں آجاؤں گی۔

عباس علمدار مسجد کوفہ میں پہنچے

حضرت عباس جامعہ مسجد کوفہ میں پہنچے دیکھا مولائے کائنات پر ابن ملجم وار کر چکا ہے مولائے کائنات وہ علی جو قرآن ناطق ہے زخمی حالت میں پڑے ہوئے ہیں دائیں طرف امام حسن ہیں بائیں طرف حضرت امام حسین علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں۔

مولا کبھی امام حسن کا چہرہ چوم رہے ہیں کبھی امام حسین علیہم السلام کا منہ چوم رہے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ دیکھ کر وہیں کھڑے ہو گئے۔

مولائے کائنات نے حضرت عباس کو دیکھا تو فرمایا میرے عباس ادھر آؤ۔

حضرت عباس نے عرض کیا ابا جان! میں کنیز زادہ ہوں اور حسنین کریمین شہزادیٔ رسول کے لخت جگر ہیں میرا حق ہے کہ میں یہی رہوں لیکن ساتھ ایک بات اور بھی ہے سیّدہ ﴿زینب سلام اللہ علیہا﴾ نے فرمایا ابا جان کی جلدی خبر لے کر آنا ورنہ میں خود مسجد میں آجاؤں گی۔

زخمی حالت میں

میرے مولا علی نے سیّدہ زینب کا نام سنا تاریخ بتاتی ہے مولا علی جلدی سے کھڑے ہوئے جبکہ خون نکلنے کی وجہ سے بہت زیادہ نقاہت ہو گئی

اور مولا علی ایک کپڑے پر لیٹ گئے۔

شہزادوں نے کپڑا اُٹھایا اور کوفے کی گلیوں میں چل پڑے کوفے کی گلیوں میں صدائیں بلند ہو رہی تھیں قد قتل امیر المومنین آج امیر المومنین شہید ہو گئے۔

شہزادے مولائے کائنات کو لے کر مکان پر آئے گھر میں کُہرام برپا ہے مولائے کائنات کو چارپائی پر لٹایا گیا۔

کوفے کے سب سے بڑے کو بلایا گیا جب اُس نے زخم دیکھا کہنے لگا اتنا گہرا زخم ہے اور جو اس میں زہر ہے یہ زہر تو ایک سو آدمیوں کے لئے کافی ہے۔

اُنیس رمضان کو حملہ ہوا

اُنیس رمضان المبارک کو حملہ ہوا دن گذرا اگلا دن آیا اور پھر اکیس رمضان المبارک شام کا وقت ہے مولائے کائنات کا پتہ لینے اشراف کوفہ آئے ہیں۔

سرکار کے قریب بیٹھے ہیں مولائے کائنات نے فرمایا!

مجھ سے پوچھ کہ اس سے پہلے میں تم سے جدا ہو جاؤں میں زمین و آسمان کو جانتا ہوں جس نے جو سوال کیا آپ اُس نے جواب دیا۔

جونہی رات گہری ہوئی سرکار نے فرمایا! اے اہل کوفہ اب میرے

پاس تھوڑا ٹائم رہ گیا ہے میں چاہتا ہوں یہ وقت اپنے گھر والوں کو دوں لہذا تخلیہ چاہیئے کوفے کے لوگ چلے گئے۔

مولا علی نے فرمایا

مولا علی شیر خدا کے شہزادے شہزادیاں اکٹھے ہو گئے مولائے کائنات نے فرمایا میرے بیٹے حسن قریب آ جاؤ۔

امام حسن علیہ السلام قریب آئے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے فرمایا! بیٹا آج تو حسن ہے کل امام حسن ہوگا زمانے کی امامت تیرے پاس ہوگی پھر مولائے کائنات نے امام حسین علیہ السلام کو بلایا اور امام حسین علیہ السلام کا ہاتھ حضرت امام حسن کے ہاتھوں میں دے دیا۔

سرکار ایک ایک کو بلا رہے ہیں اور ہاتھ امام حسن کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں۔

جب ہاتھ مکمل ہو گئے تو سرہانے کی طرف سے ایک چیخ کی آواز آئی مولائے کائنات نے دیکھا کہ آپ کی لخت دل سیّدہ زینب کے رونے کی آواز آئی۔

کہنے لگیں ابا جان! میرا ہاتھ میرے بھائی حسن کے ہاتھ میں کیوں نہیں دیا مولائے علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا زینب قریب آؤ امام حسین کے ہاتھ میں سیّدہ زینب کا ہاتھ دے دیا اور فرمایا۔

ساری کائنات کے ہاتھ میں حسن کے سپرد کر رہا ہوں لیکن زینب میرا حسین تیرے سپرد ہے۔

وصال کی گھڑیاں

عزیزان گرامی ! کچھ وقت ایسے ہی گذرا وصال کی گھڑیاں قریب ہو رہی ہیں۔

مولا علی شیر خدا علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو مخاطب فرمایا اے حسن ! میرے کمرے میں ایک بکس پڑا ہوا ہے وہ اُٹھا کر لاؤ جونہی بکس آیا مولا علی نے فرمایا اسے کھولو جب کھولا گیا اس میں مسحور سی خوشبو والا مشک کا نور تھا۔

امام حسن علیہ السلام نے دریافت کیا ابا جان یہ کیا ہے ؟

مولائے کائنات نے فرمایا ! بیٹا جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری وقت قریب آیا تو ساٹھ مثقال کافور جنت سے جبریل امین لے کر آئے تھے۔

بیس مثقال رسول اللہ کے جسم اقدس کو لگایا بیس مثقال تمہاری والدہ کو لگایا اور یہ بیس مثقال میرے جسم کو لگانا ہے لیکن اس سے پہلے میری وصیت غور سے سنو۔

پہلی بات باہر نکل جاؤ اور دروازہ بند کر دو۔

جب میری تسبیح کرنے کی آواز بند ہو جائے پھر اندر آنا ہے۔

دوسری وصیت

دوسری بات یہ ہے کہ میری میت تابوت میں دکھ کر دینا جب تابوت کا اگلا حصہ خود بخود اُوپر اُٹھے تو پچھلا حصہ تم اٹھانا اور اونٹ پر رکھ کر وادی اسلام جانا جب دارالسلام پہنچو گے وہاں ایک نقاب پوش سوار ملے گا تو مہار اس نقاب پوش کے ہاتھ میں دے دینی ہے بعد میں اُس کی طرف نہیں دیکھنا اور نہ ہی سوار کا نام پوچھنا ہے۔

یہ دو باتیں کرنے کے بعد فرمایا!

اب جاؤ سب شہزادے باہر چلے گئے دروازہ بند کر دیا اندر سے تسبیح کی آواز آ رہی ہے۔

سبحان ذی الملک والملکوت

سبحان ذی العزت والعظمت والهیبت والقدرة

والکبریا والجبروت.

کچھ دیر کے بعد تسبیح کی آواز آنی بند ہوئی اور سارے کوفے کی فضا انا للہ وانا الیہ راجعون کی آواز سے سوگ وار ہوگئی۔

مولا علی شہید ہو گئے

شہزادوں نے دِروازہ کھولا دیکھا کہ غسل بھی ہو چکا ہے کفن بھی جنتی

پہنا ہوا ہے مولا علی کا جسم اقدس تابوت میں رکھا اور بند کر کے شہزادے درود و سلام پڑھ رہے ہیں یکدم دیکھا کہ تابوت کا اگلا حصہ خود بخود اُوپر کی طرف اُٹھا دونوں شہزادوں نے تابوت کا پچھلا حصہ اُٹھایا اور لے کر چل پڑے کوفے کے بازاروں سے وادی سلام کی طرف چلے راستے میں ایک مسجد تھی اُس مسجد کا نام حنانہ تھا۔

خدا کی قسم جب مسجد کے قریب پہنچے تو مسجد نے جھک کر مولا علی کو سلام کیا۔

عزیزانِ گرامی!

یہ مقام ہے مولا علی المرتضٰی کا جب وادی سلام میں پہنچے وہاں امام حسن و امام حسین نے دیکھا کہ آگے سے ایک نقاب پوش آ رہا ہے۔

امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام نے اُس اُونٹ کی مہار اس نقاب پوش کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

جب واپس ہوئے تین قدم چلے ہوں گے پھر رُک کر امام حسن علیہ السلام نے پیچھے کی طرف دیکھا اور اس نقاب پوش کو مخاطب کیا کہ ٹھہر۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا قریب آ جاؤ۔

وہ ناقہ سوار قریب آیا امام حسن نے فرمایا !

من انت مااسمک .

تیرا نام کیا اور تو کون ہے۔

اُس نے کہا آپ کو حضرت علی نے منع نہیں کیا تھا کہ سوار کا نام بھی نہیں پوچھنا اور اُسے روکنا بھی نہیں اور پیچھے کی طرف بھی نہیں دیکھنا۔

امام حسن علیہ السلام مسکرا کر فرمانے لگے اے ناقہ سوار میں نے بابا جان کی وصیت پر پورا عمل کیا ہے مہار تمہیں پکڑا دی ہے اور تجھے بلایا نہیں پیچھے بھی نہیں دیکھا تین قدم واپس آنے کے بعد تجھے بلایا ہے۔

جب تک مہار تجھے پکڑا نہیں دی اُس وقت تک علی امام تھے اور آج اب میں امام ہوں اور امام ہونے کے ناطے تجھ سے حکماً پوچھتا ہوں بتا تو کون ہے۔

نقاب پوش مسکرائے اور فرمایا دیکھنا ہے تو دیکھ امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ نقاب کے اندر آپ کے والدِ گرامی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہٗ تھے۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کی بابا جان یہ آپ ہیں مسکرا کر فرمایا! اے حسن میرا وعدہ ہے کہ میں ہر غلام کے موت کے وقت اُس کے پاس آتا ہوں جو علی دوسروں کے جنازوں میں آ سکتا ہے

وہ اپنے جنازے پہ کیوں نہیں آ سکتا یہ فرمایا مولائے کائنات تابوت لے کر نجف اشرف کی طرف چل پڑے اور شہزادے واپس آ گئے۔

میت دفن کیسے ہوئی ؟

جب نوح علیہ السلام کی کشتی بنی تو اُس میں سے چھ تختے بچ گئے

نوح علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔

یا اللہ میں ان کا کیا کروں۔

فرمایا ان تختوں کو دفن کردو یہ تختے میرے محبوب کے پیارے بھائی

علی المرتضٰی کے کام آئیں گے۔

چنانچہ آپ کا تابوت اُنہیں تختوں سے بنا تھا۔

روایات میں آتا ہے حضرت مولا علی نے فرمایا! فلاں مقام سے

زمین کھودنا اس میں سے یہ تابوت برامد ہوگا۔

عزیزانِ گرامی ! مولائے کائنات اکیس رمضان المبارک کو عالم

ناسوت سے تشریف لیجاتے ہیں۔

اللہ تعالٰی نے آپ کو بے شمار فضائل و کمالات عطا فرمائے اور آپ

کی شان اقدس یہ ہے کہ آج بھی تمام مسلمانوں کے اور اسلام کے مونس و

مددگار ہیں اور مشکل کشاء ہیں نعرہ حیدری یا علی سے آج بھی ایوان کفر لرز

جاتے ہیں۔

آپ کرم اللہ وجہہٗ اپنے ہر ماننے والے کی دستگیری فرماتے ہیں اور

مشکل کشائی کرتے ہیں۔

پچپصحابہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ہمارے مددگار اور مشکل کشاء ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مولائے کائنات کے صدقہ سے اُن کے روحانی فیضان سے سرفراز فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

شوال المکرم

اصحابِ کہف

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم الذی
روحۃ نسخۃ احدیت فی الاھوت قلبۂ خزانۃ
الحی الذی لا یموت . طاوس الکبریاءِ وخمام
الجبروت . جسدہٗ صدرت معال الملک
والملکوت وعلیٰ آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائِر
اصحابہٖ اجمعین . اما بعد . قال اللّٰہ جل شانہٗ فی
الکلام المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا
خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.
درود پاک پیش کریں

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

خوبصورت تمہید

سامعین محترم ! میں نے قرآن پاک کی جو آیت مبارکہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اسی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں ایک چبوترا تھا اس چبوترے کو صُفہ کہتے تھے اور جو صحابہ کرام گھروں کے بغیر تھے وہ اس چبوترے پر رہتے تھے انہیں اصحابِ صُفہ کہتے تھے اُن اصحاب کے کپڑے ٹاٹ کے ہوتے اور جگہ جگہ ٹانکے لگے ہوتے اور اُن کپڑوں کے جو بٹن ہوتے وہاں کانٹے استعمال کرتے جب نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس بیٹھتے تو بعض لوگ یوں کہتے یارسول اللہ ! ان اصحاب صُفّہ کے کپڑوں سے عجیب قسم کی بوآتی ہے اگر آپ اُن کے پاس نہ بیٹھا کریں تو ہم آپ کے پاس زیادہ دیر بیٹھ سکتے ہیں۔

رب العالمین نے قرآن پاک کی آیتِ مبارکہ نازل فرمائی اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چبوترے پر بیٹھنے والوں کے مخالف خواہ میرا دین قبول کریں یا نہ کریں آپ کی معیت میں بیٹھیں یا نہ بیٹھیں لیکن۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ .

میرے حبیب جو لوگ صبح شام اللہ اللہ کرتے ہیں۔

﴿سورۃ الکھف آیت ۲۸﴾

دن طلوع ہوتا ہے تو اللہ اللہ کرتے ہیں۔

رات ہوتی ہے تو اللہ اللہ کرتے ہیں خواہ ان کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں آپ پھر بھی ان کی محفل میں زیادہ بیٹھیں اپنے جسمِ اطہر کے ساتھ ان کی محفل کو رونق بخشا کرو۔

کیوں ؟

فرمایا ! يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ. یہ اللہ کے چہرے کے طلب گار ہیں انہیں دنیا کی طلب نہیں ہے۔

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ .

محبوب ان سے آنکھیں نہیں پھیرنی۔

درس یہ ملا

قرآنِ پاک کی اِس آیت سے یہ درس حاصل ہوا کہ اللہ اللہ کرنے والوں کی محفل میں بیٹھنا آج کی بات نہیں بلکہ خالق کائنات نے جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا سرکار کے صدقہ سے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ اللہ کرنے والوں کی محافل میں بیٹھیں۔

اے رسول جب آپ اللہ اللہ کرنے والوں کی محفل میں بیٹھیں گے تو آپکا بیٹھنا سُنت بن جائے گا۔

اِن سے آنکھیں نہیں پھیرنی۔

قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ.

اگر آنکھیں پھیرنی ہیں تو ان سے آنکھیں پھیریں جو اللہ اللہ نہیں کرتے۔

قرآن کا حکم

عزیزانِ گرامی ! قرآن پاک کا حکم خاص ہوتا ہے اور قرآن کا ادراک عام ہوتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اللہ اللہ کرنے والے صحابہ تھے۔

اب یہاں نہ صحابہ ہیں نہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری حیاتِ مقدسہ رہی ہے۔

اب اللہ اللہ کرنے والے کون ہیں ؟ اللہ کے ولی لہٰذا ولیوں کی محفل میں بیٹھنا ان کی باتیں سننا ان کی سوسائٹی میں آنا اللہ کے رسول کی سنت اور اللہ کا حکم ہے۔

کہ یا اللہ ہم تو تیرے پاس بلا واسطہ آنا چاہتے ہیں اللہ نے فرمایا نہیں میں بغیر وسیلہ کے تمہیں نہیں مل سکتا بلکہ میری توحید کا اعلان بھی وسیلہ کے ساتھ ہم ہی تم تک پہنچا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ توحید کیسے وسیلہ کے ساتھ پہنچ گئی تو قرآن نے بتایا توحید ہے۔

قل ھو اللہ احد

اللہ ایک ہے۔

تو اپنے ایک ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ بغیر وسیلہ کے بھی کر سکتا تھا لیکن اُس نے فرمایا ! قُل ، اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہہ دیں کہ اللہ ایک ہے۔

تو عزیزانِ گرامی ! جب اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی واحدانیت کا پتہ بھی بغیر وسیلہ کے نہیں بتا رہا تو خود بغیر وسیلہ سے کیسے مل سکتا ہے ؟

رب العالمین نے فرمایا ! اے دنیا والو جتنی دیر تک میرا محبوب درمیان میں وسیلہ نہ بنے میں اپنی توحید کا اعلان نہیں کرتا پتہ چلا وسیلہ ضروری ہے تو جو لوگ بغیر وسیلہ کے اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتے ہیں وہ جہنم میں جائیں گے کیونکہ بغیر وسیلہ کے صرف جہنم مِل سکتی ہے اگر جنت ملے گی تو وہ بھی وسیلہ سے۔

حضور کی سنت

تو میں عرض کر رہا تھا۔

اے محبوب ! جو دن رات اللہ اللہ کرتے ہیں اُن کی محفل میں آپ بیٹھا کریں اور آپ کا بیٹھنا سُنت بن جائے گا۔

اللہ کے ولیوں کی کیسی شان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی

محفل میں رونق بخشتے اور تشریف فرما ہوتے ہیں آئیں قرآن پاک کا مطالعہ کریں جگہ جگہ ولیوں کی شان وعظمت کا بیان نظر آتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا

الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم

راکعون ۔

﴿سورۃ المائدہ آیت ۵۵﴾

رب العالمین نے ارشاد فرمایا ! اللہ تمہارا ولی ہے اللہ کا رسول تمہارا ولی ہے اور ایمان والے تمہارے ولی ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عہدے تو اللہ نے بہت بڑے بڑے بنائے۔

رسالت تو اُس نے بنائی۔

نبوت تو اُس نے بنائی۔

خلافت تو اُس نے بنائی۔

سیادت تو اُس نے بنائی۔

لیکن اللہ نے یہ نہیں فرمایا 'انما رسولکم اللّٰہ" اللہ تمہارا رسول ہے۔

"انما نبیکم اللّٰہ" اللہ تمہارا نبی ہے نہیں نہیں اللہ نے رسالت و

نبوت کا نہیں فرمایا" بلکہ فرمایا" انما ولیکم اللہ اللہ تمہارا ولی ہے۔

محبت والا عہدہ

اِس لئے کہ ولایت کا عہدہ ایسا محبت والا ہے اور ایسا فضیلت والا ہے کہ جس کو ذہن کے کسی زاویے سے ناپا ہی نہیں جا سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تمہارا ولی ہے۔

معلوم ہوا ولایت سے اللہ کو اتنا پیار ہے کہ اُس نے اپنی ذات کے لئے اگر کوئی مرتبہ پسند فرمایا ہے وہ ولایت کا ہے۔

تو جو آیت میں نے پڑھی اس میں ارشاد ہوتا ہے اللہ تمہارا ولی ہے نبی تمہارا ولی ہے اور ان کے بعد ایمان والے تمہارے ولی ہیں۔

پلیٹ فارم جانا پڑے گا

یاد رکھو ! جتنی دیر تک پلیٹ فارم تک نہ جائیں ٹرین میں سوار نہیں ہو سکتے راستے میں کھڑے ہو جائیں لائن کے قریب ہو ٹرین گذرے گی تو کیا آپ اُس میں بیٹھ سکتے ہیں ؟

گاڑی کب ملے گی جب آدمی پلیٹ فارم تک جائیں گے ؟

اللہ کے ولیوں کے آستانے پلیٹ فارم ہیں جب پلیٹ فارم پر آئیں گے تو توحید کی گاڑی ملے گی۔

اگر آدمی ٹکٹ لے کر گھر بیٹھا رہے خواہ اُس نے اے سی پارلر کی ٹکٹ لی ہے تو گھر بیٹھنے سے اُسے گاڑی نہیں ملے گی گاڑی اُس وقت ہی ملے گی جب آدمی پلیٹ فارم اسٹیشن پر جائے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

الرحمٰن فاسئل به خبیرا۔

اگر رحمٰن کا پتہ پوچھنا ہے اگر رحمٰن کے ڈیرے کا پتہ پوچھنا ہے تو کسی ولی سے پوچھو۔

جتنی دیر تک ان کے آستانوں پر نہیں آؤ گے تمہیں رب رحمٰن کا پتہ نہیں چل سکتا۔

انسان کا دل

حدیث پاک ہے۔

"قلب المومن عرش اللّٰہ"

"مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔"

توجہ فرمائیں! علمائے کرام اور اولیائے عظام نے دل کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے کہ دل انسان کی سکرین اور دماغ انسان کی سوئی ہے جتنی دیر تک سوئی اسٹیشن کیچ نہ کرے اتنی دیر تک سکرین پر نہ آواز آتی ہے نہ تصویر آتی ہے۔

سنو ! چینل مدینہ طیبہ میں ہے رُوحانی ٹی وی اسٹیشن مدینے میں ہے تیرے دل کی سکرین پر مدینے کی تصویر اس لئے نہیں آتی کہ تیرے دماغ کی سُوئی غلط ہے اس سوئی کو گھماؤ کہ مدینہ طیبہ کی طرف سیدھی ہو جائے اور جب دماغ کی سوئی سیدھی ہو جائے گی تو تیرے دل کی سکرین پر مدینہ کی تصویر آجائے گی اور جب دل میں مدینہ کی تصویر آ گئی رب العالمین کا پتہ تجھے خود بخود حاصل ہو جائے گا۔

خراب ٹی وی کیا کرتے ہیں؟

اچھا ایک بات اور سنو ! اگر تمہارے گھر کا ٹی وی خراب ہو جائے تو کیا کرتے ہیں ؟

مکینک کے پاس لے کر جاتے ہیں جو ٹی وی کا اسپیشلٹ ہے اگر تمہارے گھر کا ٹی وی خراب ہو جائے تو مکینک ٹھیک کرتا ہے تو جب دل کا ٹی وی یا دماغ کی سوئی خراب ہو تو اس کو ٹھیک کرنے والے کو ولی کہتے ہیں۔

خراب دل لئے اب تو گھر میں بیٹھ رہے تیرے دل کی سکرین یہ اُس وقت تک تصویر مدینہ نہیں آسکتی جب تک کسی ولی کے پاس نہ جاؤ۔

ولی اللہ سے ملانے کا رابطہ ہے۔

ولی دل کو ٹھیک کرتا ہے۔

ولی عشق کی دولت عطا کرتا ہے۔

مولانا رُوم کا واقعہ

آئیں ! مولانا روم کی مثنوی شریف کا ایک واقعہ سماعت فرمائیں وہ مثنوی۔

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآں در زبان پہلوی

مولانا روم فرماتے ہیں ! سیلاب آ گیا ہر طرف پانی ہی پانی ہے ایک کشتی اُس پانی پر جا رہی تھی اُس کشتی میں چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

کشتی کے ساتھ ساتھ ایک درخت ہے جو تیرتا ہوا جا رہا ہے جو کبھی ڈوب جاتا ہے اور کبھی اُبھر جاتا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں درخت نے کشتی سے سوال کیا اے کشتی میں وجود میں تجھ بڑا ہوں میں لکڑی ہوں تو بھی لکڑی ہے میں بھی زمین سے نکلا تو بھی زمین سے نکلی۔

ہمارا خاندان بھی ایک ہے۔

پھر کیا وجہ ہے کہ میں ڈوب بھی رہا ہوں اور جو مجھے پکڑے وہ بھی ڈوب جاتا ہے، جو تجھ پہ بیٹھ جائے تو خود بھی تیرتی ہو اور اُسے بھی کنارے لے جاتی ہو حالانکہ ہماری اصل ایک ہے۔

کشتی کہنے لگی اے درخت ! یہ حقیقت ہے کہ میری اور تیری

اصل ایک ہے۔

میں بھی لکڑی ہوں ۔۔۔ تُو بھی لکڑی ہے

میں بھی کیکر ہوں ۔۔۔ تُو بھی کیکر ہے

لیکن میری خاصیت دوسروں کو دریا سے پار لگانا ہے اِس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے پہلے میرے وجود پر آرا چلایا...... میں درخت سے جُدا ہوئی...... لیکن بولی نہیں...... پھر اُس کے کُلہاڑے نے میرے ٹکڑے کیئے...... میں نہیں بولی...... پھر رندہ پھیرا...... میں بولی نہیں...... پھر مجھ پر کانٹے اور کیل لگائے لیکن میں نے وہ تکلیف برداشت کی۔

کشتی بن جاؤ

پھر مجھ پر رنگ کیا اور دریا کی لہروں میں رکھا گیا میں خود بھی تیرتی ہوں اور جو میرا سنگ اختیار کرے وہ کنارے لگ جاتا ہے۔ اگر تُو بھی ڈوبنے سے بچنا چاہتے ہو تو پہلے آرے کے نیچے آؤ...... اپنے وجود کے ٹکڑے کرواؤ........... اپنے جسم میں کیل لگاؤ اور کشتی بن جاؤ...... خود بھی ڈوبنے سے بچ جاؤ گے اور جو تیری معیت اختیار کرے گا وہ بھی ڈوبنے سے بچ جائے گا۔

عزیزانِ گرامی ! جیسے درخت اور کشتی کی اصل لکڑی ہے اِسی طرح اولیاءاللہ اور عام انسان بھی جسم میں ایک جیسے ہوسکتے ہیں۔

داتا صاحبؒ کی حقیقت بھی انسان ہے...... ہم بھی انسان ہیں۔

بابا صاحبؒ بھی آدمی ہیں...... ہم بھی آدمی ہیں۔

پیرذکی شاہ بھی آدمی ہیں...... ہم بھی آدمی ہیں۔

فرق یہ ہے کہ اُنہوں نے ضربیں کھائیں ہیں...... اُنہوں نے مشقت برداشت کی ہے...... وہ اپنی ریاضت کے آروں کے نیچے سے گذرے ہیں۔

شکل ایک جیسی دیکھ کر بھولنا نہیں چاہیئے ہم کفرستان میں آکر......

اس دنیا میں آکر........... گناہوں کی دلدل میں جاتے ہیں تو اُس میں غرق ہو جاتے ہیں...... لیکن اللہ کا ولی اُس کشتی کی طرح ہوتا ہے کہ نہ تو خود ڈوبتا ہے اور جو اُس کی سنگت اختیار کرے وہ بھی پار لگ جاتا ہے۔

ولی اور عام شخص میں فرق

فرق یہ ہے کہ ولی عبادت...... ریاضت...... چلہ...... مجاہدہ...... مشاہدہ کی ضربوں سے اپنا وجود ختم کر لیتا ہے۔

"موتوا قبل ان تموتوا"

"مرنے سے پہلے مر جاؤ" پر اُس نے عمل کیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے چنانچہ وہ نہ خود ڈوبتا ہے اور نہ کسی کو ڈوبنے دیتا ہے۔ اسی لئے مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

جو چاہتا ہے کہ میں رب سے ملوں ...... وہ ربّ سے خود تو نہیں مل سکتا کیونکہ "لا تدرکہ الابصار" آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔

جو چاہتا ہے کہ اللہ کی محفل میں بیٹھے ...... اللہ کے پاس بیٹھوں ...... وہ آدمی کسی ولی کے ڈیرے پر جا کر بیٹھ جائے ...... اولیاء کی محفل میں بیٹھنا ایسے ہی ہے کہ جیسے اللہ کی محفل میں بیٹھ گیا۔

ان کے ساتھ تو سنگت اختیار کرنے سے انسان ڈوبنے سے بچ جاتا ہے ...... ارے ...... انسان تو انسان اگر ولیوں کے ساتھ کتا بھی سنگت اختیار کرے تو وہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔

کتا نجس ہے

حضراتِ گرامی ! فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی نجس چیز کنویں میں گر جائے ...... تو ستر پیالے پانی کے نکال دیئے جائیں تو کنواں پاک ہو جاتا ہے ...... لیکن اگر کنویں میں کُتا گر جائے ...... تو فقہ کہتی ہے کہ سارے کنویں کا پانی جب تک نہ نکالا جائے گا ...... کنواں پاک نہیں ہوگا۔

عزیزانِ گرامی ! کُتا ایسا پلید ہوتا ہے ...... لیکن اگر کُتا بھی اللہ کے ولیوں کے ساتھ لگ گیا تو جنتی ہے۔

آئیں! قرآن میں ارشاد ہے۔ کتنا جنتی ہے۔

اصحابِ کہف کا واقعہ

آئیں ! اَصحابِ کہف کا واقعہ سماعت فرمائیں سنہ ۲۲۹ عیسوی کی بات ہے یعنی اٹھارہ سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے کی بات ہے۔

غرناطہ کے قریب ایک شہر ہے جس کا نام افس بھی ہے اور اسے افسوس کہتے اس شہر کا بادشاہ تھا جس کا نام دقیانوس تھا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شریعت تھی دقیانوس بادشاہ لائن سے اُترا اور بتوں کی پرستش شروع کردی۔

وہ خود بھی بتوں کو پوجتا اور اپنی رعایا سے بھی بت پرستی کرواتا اور جو شخص بتوں کو پوجنے سے انکار کرتا بادشاہ اسے سات دن کی مہلت دیتا کہ اگر وہ اپنے عقیدے کو ترک کر کے بت پرستی شروع کر دے تو اُسے معاف کر دیتا اپنے سچے عقیدے پر قائم رہتا بادشاہ اُسے قتل کروا دیتا۔

دقیانوس بادشاہ

ہر سات دن کے بعد میلہ لگتا تھا جس میں بادشاہ دقیانوس جاتا اُس میلے میں ایک بڑا بُت رکھا ہوتا قوم آکر اُسے پوجتی اور اُس پر چڑھاوے چڑھاتی جو شخص بت کو سجدہ نہ کرتا اُسے قتل ہونا پڑتا میلے کا دن آیا قوم اکٹھی

ہے لوگ بتوں کے چڑھاوے چڑھا رہے ہیں وہ ایک نوجوان جس کا نام یملیخا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ جسے ہم خود اپنے ہاتھوں سے بنائیں یہ کیسے ہمارا خالق اور رب ہو سکتا ہے۔

یملیخا میلے سے چلا گیا

یہ مٹی کا تو دا رب نہیں ہو سکتا چنانچہ غرناطہ کا باسی یملیخا میلے سے نکلا اور چل پڑا ویرانے میں ایک زیتون کے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا اور سوچ رہا ہے کہ یہ تو رب نہیں ہے تو رب کون ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

ابھی وہ تھوڑی دیر بیٹھا ہوگا وہاں دوسرا نوجوان جس کا نام مرقوس ہے اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ بت اللہ نہیں ہے چنانچہ وہ بھی میلے سے باہر آ گیا اور چلتا ہوا وہاں پہنچا جہاں یملیخا موجود تھا دونوں ایک دوسرے کے ناواقف تھے لیکن وہ مرقوس ستانے کے لئے یملیخا کے قریب بیٹھ گیا اس طرح چھ نوجوان جو ہم خیال تھے وہاں اللہ تعالیٰ نے اکٹھے فرمایا۔

ایک کا نام یملیخا تھا۔

دوسرے کا نام مرطونس تھا۔

تیسرے کا نام نینونس تھا۔

چوتھے کا نام ساری یونس۔

پانچویں کا نام ذونوانس اور چھٹے کا مکسلمینا نام تھا

﴿تفسیر صاوی علی الجلالین جلد ۳ ص ۹﴾

یہ چھ آدمی اکٹھے ہو گئے حالانکہ ایک دوسرے کو نہیں جانتے لیکن وہاں اکٹھے بیٹھے ہیں تصور ایک ہے سب کا خیال ایک ہے سب کی سوچ ایک ہے کہ مٹی کے بنائے ہوئے بت خدا نہیں ہو سکتے ان سب میں یملیخا بڑا تھا۔

کہنے لگا بھائیو ! میں یہاں آ کر پہلے بیٹھا ہوا تھا تم سب بعد میں یہاں باری باری آئے ہو مجھے کچھ بتاؤ تم کیوں آئے ہو کیا چاہتے ہو ہر شخص اندر سے خائف ہے کہ اگر ہم نے کہا کہ اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بت اللہ نہیں ہو سکتے ممکن ہے یہ بادشاہ کے جاسوس نہ ہوں اور بادشاہ تک ہماری شکائت پہنچ جائے گی اور بادشاہ ہمیں قتل کروا دے گا۔

سب خاموش ہیں اُنہوں نے کہا تم بتاؤ کہ اُدھر میلے کا سماں ہے چڑھاوے چڑھ رہے ہیں تم کیوں یہاں آ گئے ہو ؟

یملیخا نے کہا سنو ! میرا مذہب یہ نہیں ہے۔

اُنہوں نے کہا ! تیرا مذہب کیا ہے۔

بتوں کا قائل نہیں

اُس نے کہا ! میں اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو ماننے والا ہوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ربّ مانتا ہوں۔

میں حضرت مریم علیہ السلام کے ربؐ کو مانتا ہوں۔

میں بتوں کا قائل نہیں ہوں کسی نے پوچھا کیا تجھے ڈر نہیں لگتا کہ بادشاہ تجھے قتل کر دے گا۔

یملیخا نے کہا!

ان الـذيـن قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة .

جو اللہ کو مان لے اور ڈٹ جائے ڈرے نہ اُس پر فرشتے رحمتیں بھیجتے ہیں۔

یملیخا کے ساتھیوں نے باری باری بتایا کہ ہم تمہارے ہم خیال ہیں دوسرے نے بھی یہی کہا، کہ میں بھی اسی مذہب کا ہوں، تیسرے نے کہا میں بھی اسی لئے آ گیا ہوں۔

اصحابِ کہف کی تعداد

جب سات آدمی اکٹھے ہو گئے عشق اور مُشک چھپنے سے نہیں چھپتے چنانچہ آہستہ آہستہ ان کے ایمان کی خبر پھیلی اور بادشاہ دقیانوس تک پہنچی کہ تیری بادشاہی میں چھ نوجوان ۔مکسلمینا ۔یملیخا ۔مرطونس ۔نینونس ۔ساری یونس ۔ایک اللہ کو مانتے ہیں اور بتوں کا انکار کرتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا! کون ایسے ہو سکتے ہیں کہ میری بادشاہت میں

میرے خلاف چلیں جاؤ انہیں گرفتار کر کے لاؤ۔

چنانچہ ان کو گرفتار کر لیا گیا بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے بادشاہ نے

کہا بتاؤ تم کس کو اللہ مانتے ہو۔

انہوں نے کہا ! ولله المشرق والمغرب .

اللہ وہ جو مشرق کا رب ہے جو مغرب کا رب ہے

الحمد لله رب العالمين

تمام حمدیں اُسی کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

جو مشرق کا ربّ ہے۔

جو مغرب کا ربّ ہے۔

جو زمینوں کا ربّ ہے۔

فضاؤں کا خالق ہے۔

جو جہانوں کو بنانے والا ہے وہ خدائے واحد ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ بنایا اور اپنا نبی بنا کر معبوث فرمایا۔

بادشاہ کا غصہ

جب بادشاہ نے یہ باتیں سنیں تو غصہ میں آگ بگولا ہو گیا کہنے لگا اپنے عقیدے سے توبہ کر کے میرے عقیدے کو مانو ورنہ میں تمہیں عذاب

دوں گا سخت سزائیں دے کر قتل کر دوں گا۔

لیکن اصحابِ کہف نے کہا پرواہ نہیں ایک جان کیا اللہ کے نام پر ہزار جانیں بھی ہوں تو قربان کر دیں۔

بادشاہ دقیانوس کہنے لگا نوجوانو ! تم خوبصورت ہو ابھی نوجوان ہو میں نہیں چاہتا تمہیں ماروں اِس لئے تمہیں چھ دن کی مہلت دیتا ہوں سوچ لو اس کے بعد پھر تمہیں بلاؤں گا اگر تم نے میرے خداؤں کو ماننے سے انکار کیا تو میں تمہاری گردنیں قلم کر دوں گا۔

اصحابِ کہف کی سوچ

وہ چھ کے چھ اصحاب کہف دربار سے باہر نکلے اور سوچنے لگے کہ۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بھی ہجرت کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ہجرت کی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ہجرت کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ہجرت کی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ہجرت کی۔

چنانچہ ہجرت کرنا انبیاء کی سنت ہے اس لئے یہاں سے ہجرت کرتے ہیں اور اپنا ایمان اور جان بچاتے ہیں اور اس خبیث بادشاہ دقیانوس کے شہر افسوس سے ہجرت کر کے چلے جاتے ہیں۔

چرواہا ساتھ بن گیا

چنانچہ وہ چھ نوجوان شام کے وقت شہر افسوس سے چل پڑے رات کا وقت ہو گیا چاندنی رات تھی افسوس نگری سے کچھ باہر کی نکلے وہاں ایک چرواہا بکریاں چرانے والا جس کا نام فلسطیونس تھا ملا تو اُس کا کتا وہ کُتا جس کا قرآن پاک نے ذکر فرمایا۔

اصحابِ کہف کا کتا

باسط ذراعیہ بالوصید.

﴿سورۃ الکھف آیت ۱۸﴾

عزیزانِ گرامی !

یہ وہ کتا ہے جو اللہ کے ولیوں کا وفادار ہے آج ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں آدمی جنتی ہے تو جنتی ہے یا میں جنتی ہوں یہ بات ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے لیکن اصحاب کہف کا کتا یقیناً جنتی ہے۔

فلسطیونس اپنی بکریوں کو لے کر اپنے گھر کی طرف جا رہا ہے اُس کا کُتا بھی اس کے ہمراہ ہے فلسطیونس نے ان سے پوچھا کہ تم کہا جا رہے ہو۔

ولیوں کی صُحبت

عزیزانِ گرامی ! اچھے لوگوں کو بھی اچھے ساتھی مل جاتے ہیں اور بُرے لوگوں کو اُن کے مطلب کے بُرے یار بھی مل جاتے ہیں جب کستکتیون نے پوچھا تو انہوں نے بتایا سچی بات یہ ہے کہ ہم دقیانوس بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے یہاں سے ہجرت کر کے کہیں جا رہے ہیں اور اپنا ایمان بچا کر لے جا رہے ہیں۔

اُس چرواہے نے کہا ! میں بھی ایک خدا کو ماننے والا ہوں مجھے بھی ساتھ لے چلو اُنہوں نے کہا سوچ لو گھر بار چھوڑنا ہوگا ہم پکڑے بھی جا سکتے ہیں ہم کو قتل کیا جا سکتا ہے۔

اُس نے کہا ! پرواہ نہیں اگر تم کو جان جانے کی پرواہ نہیں تو حق کے لئے مجھے بھی جان جانے کی کوئی پرواہ نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں پہلے چھ تھے اب سات ہو گئے۔

عزیزانِ گرامی ! اُسی چرواہے نے بکریاں چھوڑ دیں کہا مال کی بھی پرواہ نہیں ہے جب ساتوں چلے پیچھے دیکھا کہ وہ کتا بھی ساتھ ہے یملیخا نے کُتے کو بھگانے کے لئے دھتکارا کُتا تھوڑا پیچھے ہٹا لیکن پھر ان کے پیچھے جانے لگا۔

کتے کو مارنے لگے

یملیخا نے اینٹ اٹھائی جیسے ہی مارنے لگا تو کتے نے پچھلے قدم

زمین پر اور اگلے پیر ہوا میں کھڑے کئے کہنے لگا میں بے زبان ہوں یا اللہ

مجھے زبان عطا فرما۔

آنت ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر

تفسیر خازن تفسیر بیضادی۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر ضیاء القرآن۔

تفسیر در منثور میں موجود ہے۔

کتے نے جب اللہ کی بارگاہ میں دُعا فرمائی۔

اللہ نے فرمایا۔! جبرئیل میں ساری مخلوق کا ربّ ہوں اسے زبان

دوں گا جونہی کتے کو زبان ملی اُس نے کہا ! مجھے کیوں مارتے ہو ؟

یملیخا نے کہا ! اِس لئے مارتے ہیں کہ ہم اللہ اللہ کرنے والے ہیں

اور تو کتا ہے اسی لئے مارتے ہیں۔

کُتے نے کہا ! اے اللہ اللہ کرنے پر اپنے ذکر پر مان کرنے والو !

میں تم سے چالیس سال پہلے اللہ کی ربوبیت کا قائل ہوں۔

مجھے نہ مارو۔

اصحاب کہف نے کہا ! تو بھونکے گا ہم چھپتے چھپاتے جا رہے ہیں

جب تم بھونکو گے تو ہم پکڑے جائیں گے۔

کتے کا نام

اُس کتے کا نام قطمیر ہے وہ بولا بات سنو بے شک میری فطرت بھونکنا ہے لیکن میں اللہ کے ولیوں کو نہیں بھونکتا مجھے ساتھ لے چلو۔

اصحاب نے کہا تم کیا کرو گے۔

کُتے نے کہا!

تم جب آرام کرو گے تو میں تمہارا پہرہ دوں گا اور جب کوئی خطرہ محسوس ہوا تو بھونک کر تمہیں ہوشیار کروں گا۔

یملیخا کہنے لگا! بھئی پہلے بھی ہم اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور ربوبیت کے قائل تھے لیکن اب کتے کے بولنے کے بعد ہمارے عقیدہ کو مزید جلا مل گئی ہے اور ہمارے ایمان کو جوش مل گیا ہے۔

اب سات اصحاب کہف مکسلمینا۔ یملیخا۔ مرطونس۔ نینونس۔ ساریونس۔ ذونوانس۔ فلستطیونس اور آٹھواں قطمیر کُتا تھا جو وعدہ کر کے ساتھ شامل ہو گیا کہ میں آپ کو نہیں بھونکوں گا۔ کُتے نے کہا!

نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکاں نہ میں شور مچاواں
رب دے یاراں دے لڑ لگیاں میں وی بخشیا جاواں

کُتے کا جواب

کُتے نے کہا ! میں بھونکوں گا نہیں ...... جب تم سو جاؤ گے میں تمہاری رکھوالی کروں گا۔ ری بات یہ کہ میں پلید ہوں ...... آپ پاک ہیں میں سوچ رہا ہوں ...... شائد پاک لوگوں کے ساتھ سنگت اختیار کر کے میں بھی پاک ہو جاؤں۔

اللہ تعالیٰ نے اُس کا جملہ نقل کر کے قرآن پاک کی آیت مبارکہ بنا دی۔

وكلبهم باسط ذراعية بالوصيد.

عزیزانِ گرامی ! دُنیا کی تمام کتابوں کی سردار کتاب قرآن پاک ہے سب سے پاک کتاب قرآن پاک ہے لیکن اُس پلید مخلوق کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اچھے الفاظ میں اِس لئے کیا کہ کتا اللہ کے ولیوں کا ساتھی بن گیا تھا۔

کیا کُتا نمازی تھا ؟ نہیں!!!

کیا کُتا روزے دار تھا ؟ نہیں!!!

کیا کُتا زکوٰۃ دیتا تھا ؟ نہیں!!!

کیا تھا ؟ کُتا اللہ کے ولیوں کا وفادار تھا۔

اصحابِ کہف چل پڑے ...... پیچھے پیچھے کُتا چل پڑا ...... غرناطہ سے پانچ کلومیٹر باہر گئے۔ وہاں ایک غار آ گئی رات کا وقت تھا۔ یملیخا نے کہا !

اس غار کے اندر چلتے ہیں ......اس میں سو جاتے ہیں ......تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں ......صبح دیکھیں گے۔

چنانچہ ساتوں اصحاب غار کے اندر داخل ہوئے اور کتا باہر بیٹھ گیا۔

یملیخا نے کتے کو بلایا کہ اندر آؤ۔

کتے نے کہا ! نہیں نہیں میں یہیں آپ کا پہرہ دوں گا۔

چنانچہ کتا غار کے باہر لیٹ گیا۔

قرآن نے کہا۔

وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید

وہ ولی غار میں داخل ہو گئے کتا غار کے دروازے پر بیٹھ گیا۔

کُتے کیلئے انعام

اللہ تعالیٰ کو اتنی ادا پسند آئی کہ اُس نے حضرت جبریل سے فرمایا اے جبریل کتا خواہ پلید ہے لیکن ولیوں کا سنگ اختیار کر لیا ہے قیامت والے دن اُس کتے کو ہم جنت عطا کریں۔

اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ۔

صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔

اصحاب کہف کا کتا۔

بلقیس کا ہدہد۔

سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔

یونس علیہ السلام کی مچھلی۔

میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اونٹنی اور یعفور قیامت کے دن جنت میں داخل ہوں گے۔

جب ساتواں دن ہوا

عزیزانِ گرامی !

جب ساتواں دن ہوا بادشاہ دقیانوس نے اپنے سپاہیوں سے کہا ان چھ آدمیوں کو حاضر کیا جائے جو میرے باغی تھے۔

جب سپاہیوں نے اُن کے گھروں سے پتہ کیا تو بادشاہ کو اطلاع دی کہ وہ بھاگ گئے ہیں۔

بادشاہ کا ایک وزیر جو اندر سے مومن تھا لیکن مصلحت کے تحت بادشاہ کا ساتھی تھا۔

بادشاہ نے اپنے اس وزیر کو اور ایک ہزار سپاہیوں کو ساتھ لیا اور اصحاب کہف کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

اصحابِ کہف کی تلاش

بادشاہ دقیانوس ڈھونڈتا ڈھونڈتا اس غار کے دروازے پر آ گیا اپنے وزیر سے کہنے لگا اندر جاؤ آواز مار کر دیکھو اگر اس غار کے اندر ہوں تو انہیں

پکڑ کر باہر لاؤ۔

وزیر غار کے دروازے کے قریب آیا اندر داخل ہوا دیکھا سات آدمی سوئے ہوئے ہیں اس نے سوچا اگر میں نے بادشاہ کو نہ بتایا تو وفا نہیں ہے اگر ان کا بتادوں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا چنانچہ وہ باہر آیا اور کہنے لگا بادشاہ سلامت اندر کوئی نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا چلو واپس چلتے ہیں اور وہ سارا لشکر واپس آ گیا اُس وزیر نے ایک کانسی کی تختی لی اُس پر ان ساتوں کے نام لکھے اور پھر اُن کے خاندانوں کے شجرے لکھے اور تاریخ لکھی کہ کب فرار ہوئے اور فرار ہونے کی وجہ کیا تھی وہ تختی غار کے دروازے پر لٹکا دی۔

تین سو سال گذر گئے

وقت گذرتا گیا اور دقیانوس مر گیا ایک سال دو سال دس سال بیس سال پچاس سو سال گذر گئے دوسری صدی گذر گئی تیسری صدی آ گئی اور وہ سوئے ہوئے تھے۔

تیسری صدی میں آنے والا بادشاہ سچائی کا پیکر اور مومن تھا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھنے والا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا پیرو تھا زمانے بدل چکے تھے حالات بدل چکے تھے۔

اور ادھر اصحاب کہف سوئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے سونے کا منظر

بیان فرمایا کہ جب اصحاب کہف سوئے تو اُس نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگادی۔

کیونکہ اُس کا وعدہ بھی ہے کہ جو اللہ کو مانتے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتے نازل فرماتا ہے۔

قرآن میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگادی کہ جاؤ اور جب دس محرم کا دن آئے ان کے سونے کے زاویے کو تبدیل کرتے رہو۔

عاشورے کا دن آتا اگر کوئی دائیں کروٹ ہوتا تو بائیں کروٹ کردیا جاتا اگر بائیں کروٹ ہوتا تو دائیں کردیا جاتا۔

تین سو سال کھانا نہیں کھایا

تین سونو سال سوئے رہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے کھانا کھایا کھایا؟ نہیں یعنی تین سونو سال انہیں بھوک بھی نہیں لگی اور ان کا جسم بھی خراب نہیں ہوا غار میں بارش داخل نہیں ہوسکی سورج آتا تو اتنے حیاء کے ساتھ کہ جب آتا تو غار کی طرف آتا تو کبھی دائیں طرف ہوجاتا کبھی بائیں طرف ہوجاتا تاکہ انہیں دھوپ نہ لگے۔

ارے کرنے والے نبی کی بات کرتے ہیں یہاں تو ولی کی شان عقل میں نہیں آتی اور تین سونو سال ہوگئے۔

بادشاہِ وقت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ماننے والا تھا اُس کے دربار میں ایک مسئلہ اُٹھا کہ موت کے بعد زندگی کیسے آسکتی ہے ؟

مناظرے کا چیلنج ہو گیا اُس دن جب رات ہوئی تو بادشاہ نے شاہی لباس اُتارا اور کھدر کے کپڑے پہنے باہر نکل کر اُس نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی یا اللہ میں جانتا ہوں کہ تو ہی موت کا مالک ہے تو ہی حیات کا مالک و خالق ہے تو مرنے کے بعد زندگی عطا فرمانے والا ہے میری قوم نے یہ احمقانہ سوال کر دیا ہے کہ مرنے کے بعد انسان زندہ کیسے ہو سکتا ہے میرے سر سے یہ بحث والی مصیبت ٹال دے اور سب مان جائیں کہ تو واقعی مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔

ادھر اصحابِ کہف کے اُٹھنے کا وقت قریب ہے۔

اللہ فرماتا ہے جب کوئی مجھے بلائے تو میں اس کی بات سنتا ہوں حالات بن رہے ہیں۔

ایک چرواہا تھا جو اپنی بکریاں چراتا ہوا اُس غار کے قریب آ گیا وہاں بارش کا سماں بنا ہوا تھا چرواہا بارش سے بچنے کے لئے دیوار کے قریب آیا جو نہایت بوسیدہ تھی اُسی نے دھکا دیا تو دیوار گر پڑی۔

جیسے ہی دیوار گری وہ کتا جاگ اُٹھا اور بھونکنے لگا جیسے ہی کتا بھونکا تو چرواہا بھی ڈر کر بھاگ گیا اور اس کی بکریاں بھی بھاگ گئیں۔

اصحابِ کہف بیدار ہو گئے

اصحابِ کہف کی بھی آنکھ کھلی اور سب آنکھیں ملتے ہوئے بیٹھ گئے

یملیخا نے کہا ہم کتنی دیر سوئے ہیں۔

حالانکہ سوئے ہیں تین سونو سال۔

کہنے لگے جب ہم سوئے تھے تو رات تھی آٹھ پہر ہو گئے ہیں کیونکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔

تین سو سال بھوک نہیں لگی جب بیدار ہوئے تو کہنے لگے بھوک لگ رہی ہے کہنے لگے اب کون جائے گا جو شہر غرناطہ سے روٹی لے کر آئے چونکہ یملیخا بڑے تھے سب نے کہا ہمارے سردار بھی آپ ہیں آپ ہی کچھ کریں۔

یملیخا نے کہا مسئلہ ہی کوئی نہیں پیسے دیکھو کتنے ہیں میں ابھی جاتا ہوں اور کھانا لے کر آجاتا ہوں۔

اگر میں پکڑا گیا تو میری فکر کرتے ہوئے تم نہ پکڑے جانا بلکہ تم یہاں سے چلے جانا۔

کھانا لینے یملیخا چلے

جب یملیخا باہر نکلے تو غور کیا کہ راستہ تبدیل ہوا نظر آرہا ہے۔

لیکن یملیخا شہر میں داخل ہوئے ایک نان بائی کی دوکان پر آئے فرمایا سات آدمیوں کا کھانا دے دو۔

اُس نے کھانا دیا یملیخا کے ذہن میں ہے کہ شائد نیند کی وجہ سے مجھے کچھ بدلا سا انداز نظر آرہا ہے لیکن یملیخا نے جیب سے روپے نکالے جو

تین صدیاں پرانے تھے جب اُسے دیئے وہ ہنسنے لگا کہنے لگا جناب مذاق نہ کیجئے پیسے دیں۔

یملیخا نے کہا ! پیسے ہی دے رہا ہوں۔

نان بائی نے کہا ! یہ تو تین صدیاں پُرانے کھوٹے سکے ہیں۔

یملیخا نے کہا ! ابھی شام کو میں اپنے گھر سے لایا ہوں۔

نان بائی نے کہا ! نہیں یا تو تم نے یہ چوری کئے ہیں یا کہیں سے تجھے خزانہ مل گیا ہے شور مچ گیا۔

یملیخا نے کہا ! مجھے رب کی قسم ہے میں چور نہیں ہوں میں اپنے باپ کے گھر سے لایا ہوں۔

سکے پرانے ہیں

لوگ اکٹھے ہوئے معاملہ پوچھا نان بائی نے کہا اس نے مجھ سے کھانا لیا اور روپے مجھے دقیانوس کے زمانے کے پیسے دے رہا ہے۔

چنانچہ یملیخا کو پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گئے۔

یملیخا نے کہا بادشاہ سلامت میں چور نہیں ہوں نہ میں نے ہیرا پھیری کی ہے نہ مجھے خزانہ ملا ہے۔

میرا نام یملیخا ہے !

بادشاہ ساتھ آیا

بادشاہ نے بھی نام سنا تھا اور بڑوں سے سُنا تھا کہ دقیانوس کے زمانہ میں سات آدمی چلے گئے تھے بادِشاہ نے کہا آپ کے بقیہ ساتھی کہاں ہیں۔

یملیخا نے بتایا غار میں ہیں۔

بادشاہ نے کہا چلو دیکھتے ہیں یملیخا بادشاہ کو لے کر غار میں آئے۔

ادھر چھ ساتھی حضرت یملیخا کے منتظر تھے انہوں نے جب آوازیں سنیں تو خیال آیا پکڑے گئے ہیں۔

یملیخا آئے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا سنو ہم پکڑے نہیں گئے معاملہ یہ ہے کہ ہم ایک دن دو دن نہیں سوئے بلکہ تین سو نو سال گذر چکے ہیں وہ بے ایمان دقیانوس کب کا فنا ہو چکا ہے اور اب نیا بادشاہ ہے نیا زمانہ ہے نئی رعایا ہے۔

بادشاہ بھی غار کے اندر داخل ہوا آکر اُس نے سلام کیا۔

سب نے سلام کا جواب دیا۔

بادشاہ نے کہا آپ میرے ساتھ شہر آئیں۔

اصحاب کہف نے کہا ہم یہاں سے اب کہیں نہیں جا سکتے کہ جتنا مزہ ہم کو اس غار میں آیا ہے اب ہم اس غار ہی میں رہیں گے دنیا سے کنارہ کش ہو چکے ہیں ہم کو اکیلے چھوڑ دو اور جو نیند پہلے ملی ہے اللہ ہمیں وہی نیند دوبارہ

عطا فرمادے۔

کُتا ساتھ ہی رہا

جب اصحابِ کہف نے جانے سے انکار کیا تو کتے نے بھی بزبان حال کہا اے اللہ کے بندو ! میں بھی آپ کے پاس ہی رہوں گا۔

عزیزانِ گرامی ! کیسا حسین دلچسپ اور حقیقت پر مبنی واقعہ ہے اصحابِ کہف کا جنہیں غار والے بھی کہا جاتا ہے۔

چنانچہ اصحابِ کہف وہیں پھر لیٹ گئے اور اُن کی غار کے سامنے بادشاہ نے دیوار بنادی کُتا بھی وہیں لیٹ گیا اور پھر وہاں مسجد بنادی گئی پتہ چلا درباروں کے ساتھ مسجد ہونا آج کا کام نہیں پرانا ہے جہاں ولیوں کا مزار ہوتا ہے وہاں ساتھ مسجد ہوتی ہے۔

داتا صاحب جاؤ...... دربار کے...... ساتھ مسجد۔

بابا صاحب جاؤ...... دربار ہے...... ساتھ مسجد ہے۔

ذکی شاہ جاؤ...... دربار ہے...... ساتھ مسجد ہے۔

شاہ رکن عالم جاؤ...... دربار ہے...... ساتھ مسجد ہے۔

کربلا میں ...... نجف میں بلکہ مدینہ طیبہ بھی چلے جاؤ جہاں امام الانبیاء کا دربارِ اقدس ساتھ مسجد نبوی شریف ہے۔

کعبے میں آجاؤ حلیمہ بی بی حاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی

قبریں ہیں ساتھ ہی مسجد حرام ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولیوں کی قبور کے ساتھ مسجد بنانا پرانا طریق ہے۔

میں عرض کرر ہا تھا اصحاب کہف لیٹ گئے اور ایک بات آپ کو بتاتا ہوں جب امام الانبیاء کا زمانہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خواہش فرمائی کہ میں اصحابِ کہف سے ملنا چاہتا ہوں۔

صحابہ کرام کی اصحابِ کہف سے ملاقات

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! یا اللہ میں ان اصحاب کہف سے ملنا چاہتا ہوں اللہ نے فرمایا اے محبوب ! آپ تو میرے محبوب ہیں اور آپ کی شان یہ نہیں کہ آپ چل کر اُن کی غار پر جائیں آپ کے غلام جائیں گے چنانچہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ حضرت سیّدنا مولا علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے چنا اور اللہ کے امر کے مطابق فضا میں اُڑ کر یا کوئی فرشتہ لے کر گیا ہوگا اصحاب کہف کے غار پر پہنچے تو ان کا کتا بھونکا لیکن جب اُس نے مولا علی کو یکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ دیکھے تو خاموشی سے سر جھکا دیا کہ اندر تشریف لے آئیں۔

جب چاروں اندر گئے تو سلام کیا اصحاب کہف نے کھڑے ہوکر وعلیکم السلام کہا آپ نے تبلیغ دین کی اور اصحاب کہف نے میرے آقا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہوئے پھر انہوں نے کہا آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام پیش کیجئے گا جن کے آنے کی بشارتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دیتے رہے چنانچہ چار اصحاب واپس تشریف لائے اور آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اصحاب کہف کی ملاقات کا احوال سنایا اور اُن کا سلام عرض کیا۔

قربِ قیامت میں اصحابِ کہف اُٹھیں گے

عزیزانِ گرامی ! جب قربِ قیامت کا وقت آئے گا اور مہدی زماں حضرت سیّدنا امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اصحاب کہف اپنی غار سے اُٹھیں گے اور کعبے میں آ کر حضرت سیّدنا امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

آخری بات کرتا ہوں۔

عزیزانِ گرامی ! جب قیامت کا دن ہوگا۔

جنت سجائی جائے گی اور اصحابِ کہف کو اسی طرح جنت میں لے جایا جائے گا جیسے باراتی دولہے کو لے کر جاتے ہیں آگے آگے اصحابِ کہف ہوں گے قطمیر پیچھے پیچھے ہوگا جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور جب قطمیر اندر جانے لگے گا تو رضوان جنت کا دروازہ بند کردے گا اور قطمیر کُتا باہر ہوگا۔

یملیخا اور فلسطیونس پیچھے دیکھیں گے تو کتا نظر نہیں آئے گا تو وہ جلدی جلدی واپس ہوں گے کہ کتا کہاں ہے۔

لجپال پرتیاں نوں توڑ دے نہیں
جھدی بانہہ پکڑن اُوہنوں چھوڑ دے نہیں

یملیخا باہر آنے لگیں گے رضوان پوچھے گا آپ باہر کیوں آرہے ہیں یملیخا کہیں گے دنیا میں کتے نے ہمارا دامن نہیں چھوڑا آج ہم کتے کو کیوں چھوڑ دیں اگر کتا جنت سے باہر رہے گا تو ہم بھی جنت میں نہیں رہیں گے۔

غور کرو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے ولی ایسے وفا شعار ہیں تو حضرت محمد عربی کے ولی کیسے ہوں گے۔

اللہ فرمائے گا جبریل جنت کا دروازہ کھول دو۔

عرض کرے گا ! یا اللہ کتا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اللہ فرمائے گا ! بلعم ابن باعور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا ولی تھا اور اس نے اپنی بیوی کے پیچھے لگ کر موسیٰ علیہ السلام کو بد عادی تھی لیکن اُس کا جسم عیب والا نہیں لہذا اُسکے جسم میں یہ کتا جنت میں انسانی لباس میں جنت میں جائے گا۔

رب العالمین فرمائے گا رضوان جنت الفردوس میں میں نے ایک خاص جنتی باغ بنایا ہے جس میں ساتوں اصحاب کہف رہیں گے اور یہ کتا بھی ان کے ساتھ رہے گا۔

ارے ولیوں کی چوکھٹ پر کتا بیٹھ جائے تو قرآن کہتا ہے وہ جنت میں جائے گا تو ولیوں کی چوکھٹ پر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا بیٹھ جائے اور ان کا ساتھ اختیار کرے اُسے بھی جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے !

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین .

اے ایمان والو !اگر اپنے آپ کو سچا بنانا چاہتے ہو تو سچوں یعنی اللہ کے ولیوں کی سنگت اختیار کرلو۔

﴿سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹﴾

کہ ولیوں کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے نام سے قرآن پاک کی پوری سورۃ نازل فرمائی جس کا نام سورۃ الکہف ہے۔

اصحابِ کہف کے نام

اصحاب کہف کے اسما آج بھی ہمیں فائدہ دیتے ہیں گھر میں جادو کا وار چلا ہو کاروباری پریشانی ہو بلاؤں کا قبضہ ہو تو اصحاب کہف کے اسما تختی پر لکھ کر لٹکانے سے مشکلات حل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے تمام اولیائے کرام سے سچی محبت اور عقیدت کرنے
کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن بھی ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

زیقعد

کُنْ فَیَکُوْنْ

خطبہ

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم

الذی روحة نسخة احدیت فی الاهوت قلبهٗ

خزانةُ الحی الذی لا یموت . طاوس

الکبریاءِ وخمام الجبروت . جسدهٗ

صدرت معال الملک والملکوت وعلیٰ

آلهٖ الطیبین . وعلیٰ سائرِ اصحابهٖ اجمعین .

اما بعد .

قال اللّٰه جل شانهٗ فی الکلام المجید

وهو اصدق القائلین وقولهٖ الحق بِسْمِ اللّٰهِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ کن فیکون

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا .

درود پاک پیش کریں

الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

تمہیدی کلمات

اللہ فرماتا ہے وہ میرے قریب رہتے ہیں ایک ایسے لوگ ہیں جو میرے قریب رہتے ہیں۔

میں آج آپ کے سامنے مختصراً رہنے آقا و مولا کی شان و عظمت کے حوالہ سے کچھ عرض کروں گا اور کچھ باتیں کُن فیکون پر بھی ہوں گی۔

پہلے ایک بات سماعت فرمائیں ایک شخص تاجدار اہل اتی مشکل کشا شیر خدا مولا علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آیا اُس کا نام ثعشہ بن سوہان تھا اُس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی ومن عندہٗ لا یشکرون تو پریشان ہوا کہ آسمان والی مخلوق کا مجھے پتہ ہے جو مخلوق زمین پہ رہتی ہے اُس کا بھی علم ہے تو ہر مخلوق اللہ کے پاس رہتی ہے۔

ثعشہ گھر سے چلا کر جمعۃ المبارک اک دن سے ساتھ حضرت علی کے پیچھے جمعہ ادا کر لوں گا اور لے تو ہی مولا علی سے پوچھ لیں گے کہ اللہ کے قریب رہنے والی مخلوق کونسی ہے۔

مسئلہ حل فرمایئے

مولائے کائنات جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں نعثہ اُٹھ کر کھڑا ہو کر کہنے لگا یا امیرالمومنین! من فی السموٰت جب سے یہ آیت مبارکہ پڑھی ہے میں پریشان ہوں آپ کی شان اقدس یہ ہے کہ نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"انامدینة العلم وعلی بابها"

"آپ علم کے شہر کا دروازہ ہیں"

مخلوق کی تینوں قسمیں بتائیں۔ مولائے کائنات نے فرمایا!

من فی السموٰت هم الملائكة مقربين.

آسمانی مخلوق جو فرشتے ہیں۔

عرض کی! سرکار اگلی بتائیں؟

من فی الارض هم الانس و لجان.

جو زمین پہ رہتی ہے ان میں انسان ہیں جن ہیں اور ہر حرکت کرنے والی چیز اُس نے عرض کی حضور میں یہ بھی جانتا ہوں تیسری قسم کے بارے میں بتائیں جو اُس کے قرب میں رہتی ہے جو نہ جن ہیں نا حشرات ہیں۔

من الذين عندهٔ وقد خرجوا من جملة الملائكة والبشر.

جو نہ جن ہیں نہ بشر ہیں نہ فرشتے ہیں۔

مولا علی نے فرمایا !

اے نعثہ سن لو! ابھی اللہ تعالیٰ نے کن بھی نہیں فرمایا تھا کہ ہم یا
پانچ اُس کے قرب میں تھے۔

ایہہ گلاں نے کُن توں پہلے دیاں کُن دا تے پیارا کل بنیاں
یاراں دیاں گلاں یار جانی آدم تے پیارا کل بنیاں

علامہ صائم چشتی فرماتے ہیں۔

جہدا پنج تن نال پیار نئیں
اوہدے کلمے دا اعتبار نئیں

امیر المومنین ابھی......نہیں بنے
ابھی انسان نہیں ہے۔
ابھی زمین نہیں ہے۔
ابھی آسمان نہیں ہے۔
ابھی ستارے نہیں ہیں۔
ابھی سیارے نہیں ہیں۔
ابھی فرشتے نہیں ہیں۔
عرش نہیں تھا۔
کُرسی نہیں تھی۔

ہوا نہیں تھی۔

پانی نہیں تھا۔

فرمایا! جب کائنات میں کچھ نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے چہرے

کے نور سے کچھ نور علیحدہ کیا۔

عزیزان گرامی سب سے حسین حصہ چہرہ ہوتا ہے پتہ نہیں اُس کا

چہرہ کیسا ہوگا جو کہتا ہے میں بے صورت ہوگا۔

پھر اللہ نے اُس نور کی ایک مُٹھی بنائی۔

پھر ثم قال کونی جیسی۔

پھر وہ بے زبان بولا کونی جیسی میرے حبیب بن جاؤ۔

پھر وہ تھا یا اُس کا حبیب تھا پھر اللہ تعالیٰ نے،

ثم خلقَ منهُ نور کل ذی نُورٍ

پھر خالق کائنات نے اپنے حبیب کے نور سے کائنات کا ہر نور تخلیق

فرمایا۔

چاند کا نور بنا۔

منها نور الثریٰ، ونور محجب ونور

العرش ونور الکرسی ونور الشمس ونور

القمر ونور الکوا کب ونور النجوم ونور

الارواح ونور الوجود ونور الیقین ونور

الایمان۔

اللہ نے کائنات میں سب سے پہلے اپنے یار کے نور سے حجاب کا
نور بنایا جس کے پیچھے پردے ہیں وہ خالق چھپ گیا کیسے

ایہہ گلاں نیں کُن توں پہلے دیاں

عزیزانِ گرامی! غور سے سنیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور بنالیا پھر کیا ہوا۔

جب کائنات کے نور مکمل ہو گے۔

چاند کا نور بن گیا۔

سورج کا نور بن گیا۔

ستاروں کا نور بن گیا۔

عرش کا نور بن گیا۔

کرسی کا نور بن گیا۔

ارواح کا نور بن گیا۔

محبوب کے نور سے فرمایا

فرشتوں کے نور مکمل ہو گئے اللہ نے اپنے محبوب کے نور سے فرمایا

اے نور! ایک فانوس میں کھڑا ہو جا۔

پھر کل خدائی کے نور محبوب خدا کے نور کا طواف اس طرح کرنے

لگے جیسے کعبے کا طواف کرتے ہیں۔

اللہ نے محبوب کے نور کو ایک فانوس میں کھڑا کر دو اور فرمایا !

اے کائنات کے انوار میرے محبوب کا طواف کرو اور میرے محبوب

کو دیکھو۔

انعام دوں گا

میں محبوب کی زیارت کرنے پر مجھے انعام دوں گا۔

بتاؤں کیا انوار دیئے؟ تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا سترہواں پارہ جس میں سے میں یہ واقعات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ تفسیر قرآن تین سو پینتس سال پرانی ہے ہر مکتبۂ فکر کے لوگ اس تفسیر کو مانتے ہیں۔

دوسرا حوالہ سنیں جامع المعجزات ص ۴ پر امام واعظ الرہاوی کی لکھی ہوئی کتاب ہے جو تقریباً ساڑھے تین سو سال پرانی کتاب ہے اس میں بھی موجود ہے۔

غور سے سماعت فرمائیں! اگر میں ایک شخص کو کھڑا کر دوں اور آپ سب سے کہوں اسے دیکھو کیا وہ ہر شخص کو کامل طور پر نظر آئے گا نہیں! بلکہ کسی کو چہرہ نظر آئے گا کسی کو بازو نظر آئے گا کسی کو پیٹ نظر آئے گا کسی کو پاؤں نظر آئیں گے۔ کسی کو آنکھ نظر آئے گی۔

خدائی طواف کر رہی ہے

دوستان گرامی! نبی کا نور درمیان میں ہے اور خدائی کا نور طواف کر رہے ہیں جب طواف مکمل ہو چکا۔

اللہ تعالیٰ نے سب کو پیچھے ہٹا دیا اور انسانوں سے فرمایا!

چاند سورج سیارے ستارے عرش کرسی زمین و آسمان کے انوار پیچھے ہو گئے اللہ نے انسانوں کی ارواح سے فرمایا تم آگے آجاؤ اور اب ارواح طواف کریں ارواح نے طواف کیا فرمایا میرے محبوب کے نور کی زیارت کرو درمیان میں امام الانبیاء کا نور ہے کسی کو محبوب کا سرانور نظر آیا۔

کسی کو محبوب کی ما زاغ البصر کی آنکھ نظر آئی۔

کسی کو واللیل زلفیں نظر آئیں۔

کسی نے ما زاغ کا کاجل دیکھا۔

کسی نے طٰہٰ کے دانت دیکھے۔

کسی نے ید اللہ والے ہاتھ دیکھے۔

کسی نے مدینہ کی گلیوں میں چلنے والے قدمین شریفین کی زیارت کی اللہ تعالیٰ نے محبوب کی زیارت کرنے والوں کو انعام فرمائے۔

امام الانبیاء درمیان میں ہیں کائنات کی ارواح طواف کر رہے ہیں۔

من نظر الیٰ را س

ارواح نے اُس وقت امام الانبیاء کا سر اقدس انور دیکھا جب وہ لوگ انسانی شکل میں آدمی بن کر ماں کے پیٹ سے باہر آئے وہ سب بادشاہ بن گئے۔

فمن نظر الیٰ جبینھا

جنہوں نے سرکار کی لیکن پیشانی دیکھی وہ امیر بن گئے عادل بن گئے

فمن نظر الیٰ عینہ

جنہوں نے مازاغ کے کاجلی والی آنکھوں کا مشاہدہ کیا وہ قرآن کے حافظ اور قاری بن گئے۔

فمن نظر اِلٰی شیفتہ

جنہوں نے سرکار نے ما ینطق والے لب مبارکہ دیکھے وزیر بن گئے جن لوگوں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک دیکھے وہ حسین جمیل بن گئے۔

فمن نظر الی لسانہ

جنہوں نے سرکار مدینہ علیہ السلام کی زبان اقدس دیکھی وہ سفیر بن گئے۔

فمن نظر اِلٰی حلقہٖ

جنہوں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلق
مبارک دیکھا وہ اذان دینے والے موذن بن گئے۔

فمن نظر الی صدرہٖ

جنہوں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینہ
مبارک دیکھا وہ عالم دین اور مجتہد بن گئے۔

فمن نظر الی یدہٖ

جنہوں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ
مبارک دیکھے وہ سخی بن گئے۔

ارے جس ہستی کا ہاتھ دیکھنے والا سخی بن گیا وہ ہاتھ والا کتنا سخی ہوگا

جنہوں نے سرکار کے قدم مبارک دیکھے وہ سیاح اور پر کرنے والے بن گئے

جنہوں نے نہیں دیکھا

عزیزان گرامی! اُن ارواح میں کچھ انسانوں کی ایسی بدقسمت ارواح تھیں جو کچھ نہ دیکھ سکیں۔

جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں دیکھا وہ زمین پر آ کر کافر بن گئے ابوجہل ابولہب بن گئے۔

ارے جن کو محبوب وہاں نظر نہیں آئے اُنہیں کلمہ ہی نصیب نہیں

ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے محبوب کے نور کو اس کائنات میں بھیجنے کے لئے تیار فرمایا تا کہ لوگ دیکھیں میں نے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسا بنایا ہے۔

دنیا میں جانا ہے

اللہ نے فرمایا ! میرے محبوب زمین پر چل،

محبوب نے عرض کی ! یا اللہ تیرا کلمہ ہے میں زمین پر جاتا ہوں لیکن بھیجنے سے پہلے کوئی لباس بناؤ۔

اب لباس کیلئے معاملہ ہوا اللہ نے اپنے فرشتوں سے فرمایا ! آدم کو بناؤ فرشتوں نے آدم کا بت بنایا اور وہ بت چالیس سال پڑا رہا سجدہ تو ایک طرف کبھی کسی فرشتے نے سلام بھی نہیں کیا قریب سے فرشتے گذر جاتے ہیں

اللہ نے فرمایا! حبیب آپ کو دنیا میں جانا ہے چلیں گے تو میں دنیا بناتا ہوں تا کہ آپ جائیں۔

عرض کی! کہاں جاؤں ؟

اللہ نے فرمایا! ابھی آدم کے بُت میں جائیں۔

امام الانبیاء کا نور چلا جب آدم علیہ السلام کے بت کے قریب گئے

اللہ نے فرمایا ! حبیب ٹھہر جائیں۔

عرض کی! یا اللہ تو خود تو فرما رہا ہے کہ آدم کے بُت میں جاؤں اب خود ہی روک رہے ہو۔

فرمایا! محبوب ایسے نہ جاؤ ہم سے کچھ لے جاؤ۔

عزت کی قمیض پہن لو۔

عرض کی! یا اللہ جاؤں۔

فرمایا ! جاؤ۔

جب آدم علیہ السلام کے بُت کے قریب پُہنچے پھر اللہ نے فرمایا! یا سید المرسلین اے رسولوں کے سردار ابھی رک جاؤ۔

امام الانبیاء نے عرض کی ! یا اللہ اب کیا کہنا ہے ؟

فرمایا ! عزت کی قمیض پہنائی ہے ابھی لباس مکمل نہیں ہوا۔

یا اللہ اب کیا کہنا ہے فرمایا اے حبیب اب عصمت کا لاچہ بھی پہن لو آپ نے پہن لیا۔

عرض کی ! یا اللہ اب جاؤں۔

اللہ نے فرمایا ! جائیں۔

جونہی آدم کے جسم تک پہنچے اللہ نے فرمایا! پھر چلے فرمایا اے عزت کی قمیض پہن کر جانے والے اے پاک دامن کا لاچہ پہن کر جانے والے نعل الکرامت پہن کر جاؤ محبوب چلے اللہ تعالیٰ نے پھر روک لیا۔

فرمایا ! حبیب

میری جلالت کا تاج بھی سر پر پہن لو۔

آپ نے تاج پہن لیا۔

عرض کی یا اللہ جاؤں

فرمایا ! جاؤ آپ آدم علیہ السلام نے جسم تک گئے۔

امر کی انگشتری پہن لو

اللہ نے فرمایا ! محبوب ٹھہر جاؤ دنیا میں جا کر تم نے چاند توڑنا ہے تم نے سورج موڑنا ہے تو نے درختوں کو چلانا ہے تو نے گونگے کو زبان عطا کرنی ہے۔

البثعة سخا تم الا مر.

یا اللہ اب جاؤں! فرمایا ردا العظمت عظمت کی چادر اپنے کاندھے پر رکھو!

اللہ نے محبوب کو بھیجا جبریل نے فرمایا جبریل! یہ نظر میرے محبوب کو نظر نہ لگا دے یا کوئی نورانیت کو دیکھ کر بینائی نہ کھودے لہٰذا ستر ہزار حجابات محبوب کے حسن پر ڈال دو۔

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں لاکھوں ہی طور بنتے جو اِک بھی اُٹھتا حجاب تیرا

غور فرمائیں! میرے پیٹ پر کرتا ہے کیا تمہیں میرا پیٹ نظر آتا ہے؟ نہیں ارے ایک پردے سے ہم نہیں دیکھ سکتے میرے رسول پر تو ستر ہزار پردے تھے کسی ملاں نے کیسے دیکھ لیا کہ ان پردوں کے اندر بشر ہے۔

میرے آقا علیہ السلام حجابات میں آئے اور آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر جلوہ گر ہوا جب نور آدم میں جلوہ زن ہوا اللہ نے فرمایا جبریل! میرے آدم کا رتبہ کیسا بڑھ گیا ہے کہ محبوب اس میں جلوہ گر ہے اب کچھ کرو۔

جبریل نے کہا ! یا اللہ کیا کروں ؟

فرمایا ! للملئکة اسجدوا لا دم؛

سب فرشتے اسے سجدہ کرو تمام فرشتوں نے اِسے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے جب آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور محمدی دیکھا تو حسد کرنے لگا۔

نورِ مصطفٰے کا پہلا حاسد

نور مصطفٰے کا سب سے پہلا حاسد ابلیس تھا اُس نے حسد کیا اور سجدہ کرنے کے انکار سے معلون ہوا۔

عزیزان گرامی! اللہ کے پیاروں کی تعظیم کرنا فرشتوں کی سنت ہے اور تعظیم سے انکار کرنا شیطان کا طریقہ ہے۔

بہر حال میں عرض کر رہا تھا آدم علیہ السلام سے وہ نور چلا اور حضرت عبداللہ علیہ السلام کی پیشانی میں آیا۔

پھر اُس کا نور کا ظہور ہوا حضرت آمنہ کی آغوش میں ایک خاتون جو اونٹنی پر سوار ہے اس کی عمر چھتیس سال ہے اس کی گود میں اللہ دودھ پیتا بچہ ہے جس کا نام ضمرہ ہے ایک گیارہ سالہ بچی ہے جس کا نام شیما ہے وہ اپنی ماں کے پیچھے اونٹنی پر سوار ہے ایک بیالیس برس کا آدمی ہے اُس کا نام حارث ہے اُس نے اُونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی ہے اور یہ چاروں مکہ کی طرف آ رہے ہیں اس بی بی کا نام حلیمہ سعدیہ تھا اور بیٹی شیما کیا شان ہے حضرت شیما کی کہ پوری خدائی میں واحد یہ بچی ہے جس کو امام الانبیاء باجی کہتے تھے

صدقہ پاک میلاد دا دیویں
صدقہ پاک اولاد دا دیویں
لین آیا اے صدقہ صائم
سوہنیا بی بی شیما دا

ایک جنگ کے موقع پر بی بی شیما قید ہو کر جب آئیں تو صحابہ سے فرمایا مجھے اپنا نبی ملاؤ میں تو ان کو لوریاں دیتی رہی ہوں۔

آپ کی قسم میرے نبی نے اُٹھ کر استقبال کیا اور فرمایا بہن شیما مانگو جو مانگتی ہو میں عطا فرماتا ہے۔

یہ شیما! اُس اونٹنی پر اپنی والدہ حلیمہ کے پیچھے تشریف فرما ہے بی بی

حلیمہ سعدیہ نے اپنے شوہر کو مخاطب کیا۔ حارث،

شوہر نے پوچھا کیا ہے؟

حلیمہ نے کہا! اونٹنی کو نیچے بٹھائیں۔

مکہ دُور ہے

شوہر نے کہا! ابھی مکہ دو تین کلومیٹر دور ہے شام کے سائے بڑھ رہے ہیں ہمیں وقت پر مکہ پہنچنا چاہیئے یہ نہ ہو کہ راستے میں اندھیرا ہو جائے اور ہم سے کوئی اونٹنی چھین لے حلیمہ نے کہا گھبراؤ مت دراصل مجھے بخار ہے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

چاندنی رات ہے یہیں آرام کریں گے جب دن چڑھے گا تو سفر کریں گے مجھ سے ابھی سفر نہیں ہو رہا۔

چنانچہ حارث نے اونٹنی کو نیچے بٹھایا کپڑا زمین پر بچھا دیا اس پر میرے نبی کی رضاعی ماں اپنے بچے کو سینے سے لگا کر لیٹ گئی تھوڑے فاصلے پر شیما لیٹ گئی حارث کچھ دیر پہرہ دیتا رہا لیکن بالآخر نیند آئی وہ بھی سو گیا۔

لا تاخذہ سنة و لا نوم

سونے والے سو گئے اور وہ جو سوتا نہیں جاگ بھی رہا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے۔

جب یہ سو گئے رب العالمین نے فرمایا۔ یا جبریل!

عرض کی۔ جی رب جلیل۔

زمین کی طرف دیکھو

فرمایا! جبریل زمین کی طرف دیکھو۔

عرض کی! رب العالمین دیکھ رہا ہوں۔

فرمایا! یہ شخص ہے ایک اس کی بیوی ہے اس کی بیٹی ہے اور بچہ ہے جو اس عورت کی گود میں سویا ہوا ہے۔

عرض کی! یا اللہ دیکھ رہا ہوں۔

فرمایا! جانتے ہو یہ کون ہیں؟

عرض کی! یا اللہ مجھے تو صرف اتنا پتہ ہے کہ میں قبیلہ بنو سعد کی دائی ہے اور مکہ طرف جا رہی ہے۔

فرمایا! جبریل یہ میرے نبی کو دودھ پلانے والی ہے۔

عرض کی! یا اللہ میرے لائق کو حکم ہے۔

فرمایا! جبریل اسے بخار کی کیفیت ہے جنت اور دوزخ کے در میان ایک نہر ہے جس کا نام نہر الحیات ہے نہر الحیات سے پانی کا پیالہ بھر لو جبریل نے پیالہ لیا اور لے کر آئے۔

اللہ نے فرمایا ! جبریل میرے محبوب کی رضاعی ماں ہے لہٰذا احترام کے ساتھ جگاؤ۔

جبریل قدموں کی طرف بیٹھ گئے امام الانبیاء کی والدہ کے قدموں کو ہلایا میرے نبی کی والدہ جاگ اُٹھی لیکن ڈری نہیں۔

دیکھا نوجوان قدموں کے قریب بیٹھا ہے حسین کپڑے ہیں پھر کہا!

من انت ؟ تو کون ہے؟

جبریل نے ہاتھ جوڑ کر کہا ! بی بی معافی چاہتا ہوں نام بتانے کی اجازت نہیں پھر کہا ! کیسے آئے ہو ؟

فرمایا! یہ پانی کا پیالہ پی لیجئے۔

حلیمہ نے فرمایا! مجھے پیاس لگی تھی اچھا ہوا پانی لے آئے میں اپنے شوہر کو جگاتی ہوں حضرت جبریل نے کہا ! بی بی اپنے شوہر کو مت جگائیے اور اِس پیالے سے پانی پی لیجئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ نے ابھی نہر حیات کے پانی کا پہلا گھونٹ بھرا کہ بخار ختم ہو گیا دوسرا گھونٹ پیا تھکاوٹ ختم ہو گئی تیسرا گھونٹ بھرا حلیمہ کی کمزوری اور بڑھاپے والی جھریاں ختم ہو گئیں اور حضرت زلیخا بی بی کی مثل جوانی واپس آ گئی۔

بی بی حلیمہ نے حضرت جبریل سے کہا اے نوجوان! تو نے اپنا نام تو نہیں بتایا لیکن یہ بتادو کہ پانی کہاں سے لے کر آئے ہو کہ میں نے پانی پیا ہے میرا بخار تھکاوٹ اور بڑھاپا ختم ہو گیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اماں جی! یہ پانی نہر الحیات کا

پانی ہے۔

حضرت حلیمہ نے کہا! یہ نہر کونسی ہے جس کا نام ہی پہلی مرتبہ سنا ہے

جبریل نے کہا! اماں یہ نہر ملک شام کی نہیں ہے۔

یہ نہر ایران کی نہیں ہے۔

یہ نہر عراق کی نہیں ہے۔

یہ ہندوستان نہیں ہے۔

یہ نہر جنت اور دوزخ کے درمیان چلتی ہے اس کا نام نہر الحیات ہے جب اللہ دوزخ سے دوزخیوں کو جنت دینے کے لئے نکالے گا تو اس نہر میں غوطہ دے گا کہ دوزخی کا جسم بھی خوبصورت ہو جائے گا وہ خود بھی حسین وجمیل ہو جائے گا۔

حضرت حلیمہ نے پوچھا! تم فرشتے ہو؟

جبریل نے فرمایا ! صحیح پہچانا ہے۔

حضرت حلیمہ نے پوچھا ! تمہارا نام جبریل ہے؟

جب حضرت حلیمہ نے آپ کا نام لیا آپ غائب ہو گئے حضرت حلیمہ نے اپنے شوہر کو آواز دی حارث اُٹھو ! حارث نے کہا سو جاؤ مجھے نیند کا غلبہ ہے تو بھی تھکی ہوئی ہے سو جا۔

حارث اُٹھو مجھے نہ تھکاوٹ ہے نہ بخار ہے اُس نے کہا سو جا کیونکہ تو زیادہ عمر کی ہے بڑھاپا ہے اس لئے آرام کر۔ حلیمہ نے کہا ! مجھے دیکھ کر

بتاؤ جب مجھے ڈولی سے نکالا تھا تو میں اتنی حسین تھی؟

یہ جملہ سُننے کی دیر تھی حارث نے آنکھیں کھولیں غور سے دیکھ کر

حیران ہوا اور پوچھنے لگا حلیمہ یہ کیا۔

حلیمہ نے کہا ! چُپ رہو بتانے کی اجازت نہیں۔

پھر حلیمہ مکہ شریف سے امام الانبیاء کو لیا اور اپنے ساتھ لے کر اپنے

گھر آ گئی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کی ایک کزن تھی اُس کا نام خولہ تھا...... عمر

میں حضرت حلیمہ سے چھوٹی تھی اور باجی کہہ کر بلاتی تھی خولہ بھی پرورش کے

لئے بچہ لائی تھی۔

صبح کے وقت خولہ حضرت حلیمہ کے دروازے پر آئی دستک دی

حضرت حلیمہ نے پوچھا خولہ کیا بات ہے ؟

اُس نے کہا ! سُنا ہے ایک یتیم لے کر آتی ہو مجھے دیکھو میں دو بچے

لے کر آئی ہوں ایک عتبہ کا بیٹا ہے ایک عمرو بن ہشام ﴿ابو جہل﴾ کا بیٹا ہے

دونوں بچے سرداران عرب کے ہیں۔

باجی میرے بچے دیکھو کہ کیسے ہیں پھر تیرا یتیم بھی دیکھ لوں گی۔

بی بی حلیمہ نے فرمایا! چل آگے آگے خولہ سے پیچھے پیچھے حضرت

حلیمہ سعدیہ جب خولہ کے گھر آئیں وہاں دونوں بچے لیٹے ہوئے تھے حلیمہ

نے ناک سکوڑ کر فرمایا یہ بچے لے کر آئی ہو حلیمہ کے انداز نے خولہ کے تن

بدن میں آگ لگا دی دل میں کہا جب حلیمہ مجھے وہ یتیم دکھائے گی اس نے تو مجھے ایک مرتبہ طنز سے کہا ہے میں سات مرتبہ طنز کروں گی اور بچے کے ناک نقشے پر اعتراض کروں گی۔

اب خولہ پیچھے پیچھے ہے حلیمہ سعدیہ آگے آگے ہیں کملی والے آقا جھولے میں آرام فرما رہے ہیں کمبل میں لپٹے ہوئے ہیں۔

حلیمہ سعدیہ نے فرمایا خولہ دیکھو جب خولہ نے دیکھا دل میں یہ ہے کہ میں اعتراض کردوں گی لیکن دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی۔

سرکار مدینہ علیہ السلام کے چہرۂ انور سے نور نکل کر پورے کمرے کو روشن کر رہا تھا۔

اب خولہ کے ذہن سے طنز کرنے والی ساری باتیں نکل گئیں اور حضرت حلیمہ سعدیہ سے کہنے لگی باجی حلیمہ تو وہ دونوں لے لے اور مجھے اس کا ایک بال ہی دے دے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ نے خولہ کا جملہ سنا تو مسکرائیں فرمایا! پہلے بڑے تفاخر سے کچھ اور کہہ رہی تھی؟

خولہ نے کہا ! باجی میں بھول گئی تھی۔

عزیزان گرامی! وقت گذرتا گیا میرے آقا حضرت سید نا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف سات ماہ کی ہو گئی۔

بی بی خولہ کے گھر بی بی حلیمہ سعدیہ بیٹھیں ہیں کہنے لگی خولہ دیر ہو رہی

ہے میرے محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ اکیلے ہیں کیونکہ حلیمہ کے دونوں بیٹے بکریاں چرانے گئے ہوئے تھے حضور گھر پر اکیلے تھے۔

جب حلیمہ نے سُنا تو ہوش اُڑ گئے اس نے دیکھا حضور چار پائی سے نیچے اُتر کر چار پائی کے ساتھ لگ کے دوسری سائیڈ پر جارہے ہیں۔

حلیمہ سعدیہ دوڑ کر اندر آئی جب پکڑنے لگی میرے آقا بھاگ کر اگلے پائے کے ساتھ کھڑے ہوگئے حلیمہ بھاگ کر اُس پائے کے قریب پہنچی جہاں حضور علیہ السلام کھڑے تھے تو حضور وہاں سے دوسرے پائے کے قریب چلے گئے۔

چکر لگ رہا ہے میرے آقا آگے آگے ہیں حلیمہ پیچھے پیچھے ہیں۔

میرے آقا نے فرمایا ! کِف یـــا اُم اے ماں رک جاؤ میری رفتار کا مقابلہ تو جبریل نہیں کرسکتا۔ حلیمہ سعدیہ نے عرض کی لال میں اسی لئے تو آپ کی طرف دوڑتی ہوں کہ کہیں آپ گر نہ جائیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اے ماں! میں تو گرتے ہوؤں کو اُٹھانے آیا ہوں۔

﴿سیرت دحلانیہ﴾

عزیزانِ گرامی! سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سال اور دو مہینے کے ہوگئے۔

حسنِ اتفاق یہ ہوا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کا بیٹا ضمرہ اور بیٹی شیما یکدم بیمار ہوگئے حضرت حلیمہ سعدیہ کی بکریاں گیارہ عدد تھیں۔

جب وہ بیمار ہوئے حلیمہ پریشان ہوگئی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اماں جان! آپ پریشان کیوں ہیں ؟

فرمایا ! بیٹا انہیں بکریوں کا ہم دودھ پیتے ہیں اور ان کو شیما اور ضمرہ چراتے ہیں اس وقت دونوں بیمار ہوگئے ہیں میں سوچ رہی ہوں کہ ان بکریوں کو کون چرائے گا۔ آپ نے فرمایا ! بکریاں میں چراؤں گا۔

سرکار بکریاں چراتے ہیں

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھم چھم بارش شروع ہوگئی۔ حضور علیہ السلام بکریاں لے کر جا رہے ہیں آگے پانی کا نالہ آ گیا بکریاں چھلانگیں مار کر نالہ پار کر گئیں اور سرکار نے ہندوستان کے رہنے والے ایک شخص کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہیں اس طرف تھیں۔ اُس کا نام تھا حاجی رتن ہندی۔

بھٹنڈا اسٹیشن کے قریب ان کی قبر شریف ہے ان کو ہندو بھی حاجی رتن کہتے ہیں جو بھی گاڑی بھٹنڈا اسٹیشن کے قریب ہے جب گاڑی گذرتی ہے چلانے والا خواہ مسلمان ہو سکھ ہو یا ہندو ہو وصل بجا کر باباجی کو سلام عرض کر کے جاتے ہیں۔

بابا رتن ہندی کا کام یہ تھا کہ بھٹنڈے سے سامانِ تجارت عرب میں

لیجا کر بیچنا اور وہاں سے تجارت کا مال خرید کر ہندوستان لے کر آنا۔ رتن ہندی کہتے ہیں میں نے کچھ مال خریدا مکہ جا کر بیچا کچھ سامان بک گیا اور کچھ بچ گیا چنانچہ میں نے تھوڑے سے سامان کی ایک گٹھڑی بنائی اور ذہن میں آیا کہ قریب ہی گاؤں میں چلتے ہیں وہاں سامان بیچوں گا دیہات کے لوگ سامان خرید لیں گے۔

رتن کہتے ہیں جب میں وہ اپنا سامان لے کر باہر بنو سعد قبیلے کی بستی کی طرف آیا بارش شروع ہوگئی اور تیز تیز چل رہا ہوں کہ حلیمہ کی بستی قریب آئے اور میں کچھ سامان بیچ سکوں۔ آگے میں نے دیکھا ایک کھالہ گیارہ بکریاں اس کھالے دوسری سائیڈ پر ہیں اور اڑھائی سال کا بچہ اُس طرف ہے۔

رتن ہندی کہتے ہیں جب میں قریب ہوا ہوں کہ بکریاں دوسری طرف ہیں میرا خیال ہے اس بچے کی عمر تھوڑی ہے اور یہ نالہ پار کرنا چاہتا ہے رتن ہندی نے اپنا سامان نیچے رکھ دیا اور بچے کو عربی میں پوچھا کیا نالہ پار کرنا ہے رتن ہندی کہتا ہے اُس بچے نے مجھے ہندی میں جواب دیا ہاں اگر یوسف علیہ السلام بہتر بولیاں بول لیتے ہوں تو مولوی کا ذہن تسلیم کر جائے گا اور اگر امام الانبیاء دوسری بولی بولیں تو مولوی کہتا ہے کہاں لکھا ہے۔

رتن کہتے ہیں میں نے سامان نیچے رکھا اور بچے کو اُٹھایا اُوپر لایا پھر

نیچے اُتار دیا پھر اُوپر اُٹھایا نیچے اُتار دیا تین رتبہ رتن ہندی نے ایسا ہی کیا رتن کہتے ہیں میرے کپڑے بھیگے ہوئے تھے ان میں سے بدبو آ رہی تھی جب میں نے بچے کو اُٹھایا تو اس میں سے کستوری کی خوشبو آتی۔

رتن ہندی پریشان ہو گئے کہ دیکھنے میں تو آدم زاد لگتا ہے۔

عزیزان گرامی! رتن ہندی نے حضور علیہ السلام کو اُٹھا کر وہ نام یاد کرایا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتارا تو گیارہ کی گیارہ بکریاں آپ کے قدموں پہ سجدہ کرنے لگیں۔

اصول یہ ہے کہ جب بڑا کسی چھوٹے سے نیکی کرے تو چھوٹا اُسے کہتا ہے کہ جی مہربانی شکریہ اور جب چھوٹا کسی بڑے پہ احسان کرے تو بڑا چھوٹے سے کہتا ہے جیتے رہو ایسے ہی ہے نہ ؟

رتن ہندی کہتے ہیں جب میں نے اِس بچے کو اُتارا تو اُس نے کہا رتن جا اللہ تیری عمر زیادہ کرے۔

رتن کہتا ہے میں پریشان ہو گیا کہ چھوٹا سا بچہ بکریاں اُس کا طواف کرتی ہیں اسے چاہیے تھا میرا شکریہ ادا کرتا لیکن یہ بچہ بجائے شکریہ ادا کرنے کے مجھے زندگی کی دُعا دے رہا ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں لیں اور چل پڑا بابا رتن سامان بیچ کر ہندوستان واپس آ گیا۔

ہندوستان میں دل نہیں لگتا دن اور رات میں آنحضرت کا خیال ہے

بیوی کہنے لگی رتن آپ پہلے بھی عرب جاتے ہیں کبھی ایسا حال نہیں ہوا اس مرتبہ کس کے ساتھ دل لگا آئے ہو۔

رتن ہندی نے کہا میری عمر دل لگانے والی نہیں ہے اصل میں ایک چھوٹا سا بچہ میرا دل لوٹ کر لے گیا دن کو سکون نہیں ہے رات کو سکون نہیں ہے میں نے اُس بچے سے کچھ نہیں پوچھا۔

ایک سال گذر گیا دو سال گذر گئے حتیٰ کہ چھتیس سال گذر گئے لیکن بابا رتن ہندی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھولا نہیں۔

معجزہ شق القمر اور رتن ہندی

ایک دن رتن ہندی اپنے دوستوں کے ہمراہ ڈیرے پہ بیٹھا ہوا ہے چودھویں کا چاند چمک رہا ہے بھٹنڈا شہر ہے گپیں لگ رہی ہیں یک دم دیکھتے ہی دیکھتے چاند ٹوٹا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آیا ہر طرف اندھیرا ہو گیا پھر یکدم دونوں ٹکڑے جڑ گئے۔

رتن ہندی نے ساتھیوں سے حیران ہو کر کہا ! یہ کیا ہوا ؟

ساتھیوں نے جواب دیا ہم خود حیران ہیں پہلے کبھی ایسا نہ ہوا اور نہ ہی کبھی سُنا،

بابا رتن کہتے ہیں۔ میں صبح اُٹھا سادھوؤں کے پاس گیا کہ بتاؤ یہ رات کیا ہوا ؟

سادھوؤں نے کہا! ہم نے کبھی نہیں دیکھا نہ سُنا لیکن یہ بات سچ ہے کہ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔

پارسیوں سے پوچھا پادریوں سے پوچھا ہندوؤں سے پوچھا سب نے کہا ! ہمیں نہیں پتہ۔

بابا رتن ہندی پہلے بچے کی محبت کی وجہ سے مفقود الذھن تھا اب چاند کے ٹوٹنے کی وجہ سے پریشان ہوا اسی پریشانی میں ایک ماہ گذر گیا۔

ایک ماہ کے بعد عرب کے کچھ تاجر بٹھنڈے آئے۔ بابا رتن مال لینے منڈی گیا وہاں وہ تاجر ملے رتن ہندی عرب میں ان سے ملتا تھا۔

اس حوالہ سے جان پہچان تھی سلام جواب ہوا رتن ہندی نے کہا حالات کی سناؤ۔

عربوں نے کہا ! بالکل درست حالات جا رہے ہیں مکہ تجارت کا مرکز بن رہا ہے معاملات اچھے انداز سے جا رہے ہیں تم سناؤ زندگی کیسی گذر رہی ہے ؟

رتن ہندی نے کہا ! کیا بتاؤں ایک ماہ سے عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں اُنہوں نے کہا کیا بات ہے ؟

رتن ہندی نے کہا ! ایک ماہ پہلے میں ڈیرے پر اپنے دوستوں سے ساتھ بیٹھا تھا کہ یکدم چاند ٹوٹا میں دیکھ رہا تھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گیا۔

چاند توڑنے والے کو دیکھا

اُنہوں نے کہا ! بابا رتن تم نے صرف چاند ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے ہم نے چاند توڑنے والا بھی دیکھا ہے۔

بابا رتن ہندی حیران ہو کر کہنے لگا کس نے توڑا ہے ؟

اُنہوں نے کہا ! عبداللہ کے یتیم عبدالمطلب کے پوتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند توڑا ہے وہ کہتے ہیں میں اللہ کا رسول ہوں۔

ہمارے لوگوں نے کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہوں تو چاند توڑ کر دکھائیں اُنہوں نے انگلی اُٹھائی چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گیا۔

رتن ہندی سمجھ گیا

رتن اس سے بڑا جادو اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ رتن نے بات سنی جواب کوئی نہ دیا اور سلام کہہ کر اپنے گھر اپنی بیوی کے پاس آیا کہنے لگا اپنے زیور اُتارو۔ اور بھی روپے پیسے ہیں مجھے دو میں نے مکہ جانا ہے۔

اُس کی بیوی نے کہا اب مکہ کیوں جانا ہے رتن ہندی نے کہا جس بچے نے مجھے فریفتہ کیا وہ اب جوان ہو گیا ہو گا میں اُسے بھی ڈھونڈوں گا اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ مکہ میں کوئی جادوگر ہے جس نے چاند توڑا ہے میں اُس کو بھی مل کر آؤں گا رتن کو کیا علم تھا کہ چاند توڑنے

والا وہی آمنہ کا لال ہے۔

بابا رتن زیورات لے کر بازار آیا زیور بیچ کر تجارت کا سامان لیا اور مکہ کی طرف چل پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل سے فرمایا ! جبریل دیکھ میرے محبوب کو ملنے جا رہا ہے۔ رتن ہندی عرب کی طرف جا رہے ہیں :

عرب دے گرم پتھراں تے تیری الفت یار رُلا چھڈیا
خیر راضی قسمت تے لجپالاں کرم کما چھڈیا

بابا رتن مکہ کے قریب پہنچے دل میں دو خواہشات ہیں ایک اُس بچے کو ملوں گا دوسری چاند توڑنے والے کو ملوں گا۔

رتن ہندی مکہ میں

رتن ہندی مکہ میں آئے خانہ کعبہ شریف کے قریب آئے وہاں ابو جہل ابولہب عتبہ شیبہ امیہ اور ولید بن منیرہ چھوٹے بے ایمان کھڑے تھے اُنہوں نے دیکھا ہندوستانی تاجر رتن آیا۔

سلام دُعا کے بعد رتن نے اُن سے کہا بتاؤ چاند توڑنے والا کہاں ہے؟ اُنہوں نے کہا ! یوں معلوم ہوتا ہے اُس کا جادو مکہ سے ہندوستان تک پہنچ چکا ہے۔

ابو جہل نے کہا ! رتن اُسے چھوڑو اس سے مت ملنا وہ جادوگر تھا اُسے ہم نے مکہ سے نکال دیا ہے آج کل وہ مدینہ میں ہوتا ہے۔ بابا رتن نے

جو سامان تھا سستے داموں فروخت کیا اُسے نفع کا بھی خیال نہ رہا اُس نے کہا پہلے چاند توڑنے والے سے ملنا ہے بابا رتن مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔

کہاں کہاں پے پھر ہے جستجوئے رسول

رتن ہندی مدینہ میں

مکہ سے بابا رتن مدینہ پاک آیا جب مدینے کی گلی میں داخل ہوا سامنے مولائے کائنات حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ چلے جا رہے ہیں۔

مولائے کائنات نے دیکھتے ہی فرمایا۔ اھلاً و سھلاً مرحبا یا رتن رتن نے اپنا نام مولا علی کی زبان سے سُنا۔ کہنے لگا آپ مجھے کیسے جانتے ہیں ؟

مولا علی نے مسکرا کر فرمایا ! جس ہستی کو ملنے آئے ہو اُن کی سواریاں بھی غیب جانتی ہیں میں تو اُن کا بھائی علی ہوں۔ رتن ہندی پریشان ہو گیا۔

مولا علی رتن ہندی کو لے کر پہلے اپنے آستانے پر لے گئے وہ آستانہ جس کی شان قرآن بیان فرماتا ہے۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطھر کم تطھیرا.

مولائے کائنات کے ساتھ مولا کے گھر پہنچے رتن کو باہر کھڑے رہنے

کا حکم دے کر مولائے کائنات گھر کے اندر تشریف لے گئے سیّدہ سے فرمایا حسنین کریمین کی والدہ ! مہمان بڑی دور سے آیا ہے کھانا دیں۔

مولائے کائنات نے رتن ہندی کو کھانا کھلایا اور پھر فرمایا آؤ میں تجھے لے چلوں۔

رتن ہندی نے کہا ! جناب مجھے جلدی جلدی چاند توڑنے والا دکھاؤ پھر میں نے حلیمہ کی بستی بھی جانا ہے سفر بہت زیادہ ہے۔

مولائے کائنات نے فرمایا ! باباجی جلدی مت کریں آپ کے دونوں کام یہیں ہو جائیں گے۔

آگے آگے مولائے کائنات ہیں پیچھے پیچھے بابا رتن ہندی ہے مسجد نبوی میں پہنچے۔

امام الانبیاء اپنے صحابہ کے جھرمٹ میں اس طرح تشریف فرما ہیں جس طرح ستاروں کی انجمن میں چاند ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق موجود ہیں۔

حضرت عمر فاروق موجود ہیں۔

حضرت عثمان غنی موجود ہیں۔

حضرت بلال وسلمان وبوذر موجود ہیں۔

جب میرے آقا کی نظر رتن پر پڑی حضور اُٹھ کر کھڑے ہو گئے صحابہ نے پوچھا۔

من هذا يارسول الله .

میرے آقا نے فرمایا ! ٹھہرو یہ بڑی دور سے آیا ہے قریب ہوا

سرکار نے فرمایا ! اھلاً و سھلاً مرحبا یارتن .

رتن ہندی نے کہا ! آپ بھی مجھے جانتے ہیں۔

میرے آقا نے فرمایا ! رتن میں تو تجھے اُس وقت سے جانتا ہوں

جب تم نے مجھے نالہ پار کرایا تھا۔

رتن ہندی نے آقا کو دیکھا اُن کا غلام بن گیا پھر اُس نے پوچھا چاند

کے دو ٹکڑے آپ نے کئے تھے۔

حضور نے فرمایا ! مجھ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

رتن نے کہا لوگ آپ کو جادوگر کہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ! میں اللہ کا رسول ہوں جادو کرنا کُفر ہے۔

رتن ہندی نے آقا کے چہرے پر آنکھیں ٹکائیں وہ شکل مبارک جو

بچپن میں دیکھی تھی نظر آئی۔ وہی حسن اب تک چھلک رہا تھا۔

رتن نے کہا ! یارسول اللہ مجھے غلام بنالیں۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کلمہ طیبہ پڑھا کر بابا رتن ہندی

کو مسلمان کیا۔

پھر بابا رتن وہیں مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

خدمت میں رہنے لگا حتیٰ کہ ایک سال ہو گیا۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سگی چچی حضرت اُم الفضل

رضی اللہ عنہا خدمتِ رسول میں حاضر ہوئیں ہاتھ میں نومولود بچہ ہے۔

سرکار نے فرمایا ! چچی یہ کون ہے ؟

عرض کی امام حسن علیہ السلام ہیں سیّدہ کے بیٹے ہیں۔

جب چہرے سے کپڑا اٹھایا امامت رسالت کی طرف دیکھ کر مسکرائی

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کو اُٹھایا۔

جیسے چڑیا کا بچہ منہ کھول کر اپنی ماں سے جوگ لیتا ہے امام حسن علیہ

السلام نے دونوں لب مبارک کھول دیئے۔

میرے نبی نے اپنی زبان امام حسن علیہ السلام کے منہ میں ڈال امام

حسن علیہ السلام چوسنے لگے۔

بابا رتن نے سرکار سے پوچھا یا رسول اللہ ! یہ بچہ کون ہے ؟

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میری اُمت کا سردار

ہے بلکہ جنت کے تمام نوجوانوں کا سردار ہے۔

الحسن سيد الشباب اهل الجنة

جنتی جوانوں کا سردار ہے اس کا نام حسن رکھا ہے یہ سُن کر بابا رتن

ہندی نے اپنا سامان کھولا اُس میں دو سچے موتیوں کے ہار تھے جو اُس نے

رکھے ہوئے تھے اُن میں سے ایک ہار نکال کر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی یا رسول اللہ اپنے نواسے کے گلے میں

ڈالیں میں خوش ہو جاؤں گا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آپ نے آنسوؤں سے تر آنکھوں کے ساتھ امام حسن علیہ السلام کے گلے میں ہار ڈال دیا پھر امام حسن کو لے کر حضرت اُم الفضل واپس چلی گئیں۔ اگلا دن ہوا حضرت رتن ہندی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! عرض کروں سرکار نے فرمایا کہو!

عرض کی یارسول اللہ آپ کا نواسہ بہت حسین ہے آج پھر آپ اُنہیں بلائیں تاکہ میں اُن کی زیارت کرسکوں۔

میرے نبی نے بلایا جب امام حسن آئے تو آپ کے گلے میں رتن ہندی کے ہار کی بجائے اور کوئی ہار تھا۔

رتن ہندی نے عرض کی ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا پیش کردہ تحفہ اُتار دیا اور یہ سبز ہار پہن لیا۔

نبی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

فرمایا ! رتن یہ وہی ہار ہے۔

قدرت نے اس کا رنگ بدل دیا ہے میرے شہزادے حسن کو زہر پلایا جائے گا اور خون سبز رنگ کا ہو جائے گا اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر آئیں گے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تیرے پہنائے ہوئے ہار کو سبز رنگ میں تبدیل کر دیا ہے۔

عزیزانِ گرامی ! آٹھ ماہ کے بعد پھر امام کربلا پیدا ہوئے دوسرا ہار رتن نے اُن کی خدمت میں پیش کیا اُنہیں ہار پہنایا گیا اُسی ہار کا رنگ سرخ ہوگیا۔

عزیزانِ گرامی !بابارتن ہندی اڑھائی سال مدینہ طیبہ میں رہے۔ رحمتیں حاصل کیں برکتیں حاصل کیں نورو سرور لئے اپنے دل کو ایمان کی روشنی دیئے سرکار سے اجازت طلب فرما کر ہندوستان روانہ ہوگئے۔

دوستانِ گرامی !

یہ کائنات جس کے لئے تخلیق کی گئی ہے کُن کہنے والا بنایا گیا اور اُس کے نور سے ساری کائنات بنائی گئی۔

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

ذوالحجہ

خوابِ خلیل

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

الذی روحہ نسخۃ احدیت فی الاھوت قلبہٗ

خزانۃٌ الحی الذی لا یموت . طاوس

الکبریاءِ وحمام الجبروت . جسدہٗ

صدرت معال الملک والملکوت وعلیٰ

آلہٖ الطیبین . وعلیٰ سائرٖ اصحابہٖ اجمعین .

اما بعد . قالَ اللّٰہ جل شانہٗ فی الکلام

المجید وھو اصدق القائلین وقولہٖ الحق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم قال یبنی انی

اری فی المنام انی اذ بحک فانظر ماذا

تریٰ قال یابت افعل ما تومر ستجدنی ان

شاء اللّٰہ من الصٰبرین. صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلٰنَا

الۡعَظِیۡم

اِنَّ اللّٰـہَ وَمَلٰٓـئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَ یُّھَا

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ ا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا .

درود پاک پیش کریں

الصّلوٰۃ وَالسّلامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلیٰ اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

تمہیدی کلمات

میرے نہایت ہی واجب الاحترام علمائے کرام! اسلام علیکم:

خواب کی بہت ساری اقسام ہیں لیکن ان سب اقسام کے جو مرتبے بنائے گئے ہیں ﴿نمبر۱﴾ جھوٹا خواب ﴿نمبر۲﴾ سچا خواب،

خواب دیکھنا فطرت ہے

خواب دیکھنا انسان کی فطرت ہے ہم کو بھی خواب آتے ہیں آپ کو بھی خواب آتے ہیں لیکن خواب خواب میں فرق ہوتا ہے یہاں تو معاملہ ایسا عجیب بن گیا کہ خوابوں کی تعبیر بتانے والے ایک خواب کی ایک ہی تعبیر بتاتے ہیں۔

مثلاً کسی نے خواب دیکھا کہ میں نہا رہا ہوں اس کی تعبیر بتائی گئی اب وہی خواب دوسرے بندے نے دیکھا تو اسی کے لئے بھی وہی تعبیر نہیں بلکہ ہر خواب والے کی تعبیر مختلف ہوتی ہے غیر شادی شدہ کے خواب کی تعبیر

مختلف ہوتی ہے شادی شدہ کے خواب کی تعبیر مختلف ہوتی ہے مریض کے خواب کی تعبیر مختلف ہوتی ہے صحت مند کے خواب کی تعبیر مختلف ہوتی ہے۔

اسی طرح پیشہ بھی خواب میں اثر انداز ہوتا ہے کہ انسان کا جو کاروبار کرتا ہے اُس اپنے پیشے سے متعلق خواب دیکھنا اور بات ہے لیکن کسی غیر متعلق کا وہی خواب دیکھنا اور بات ہے اگر میں خواب پر سائنس نکتہ نگاہ سے روشنی ڈالوں تو بات دور چلی جائے گی لہٰذا اپنی تقریر کو بالکل سادہ کرتے ہوئے موضوع کا آتا ہوں۔

خواب سچا بھی ہوتا ہے۔

خواب جھوٹا بھی ہوتا ہے۔

خواب صحیح بھی ہوتا ہے۔

خواب غلط بھی ہوتا ہے۔

خواب اچھا بھی ہوتا ہے۔

خواب بُرا بھی ہوتا ہے۔

حدیث پاک

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری حدیث مبارکہ سماعت فرمائیں۔

عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم الرویا الصالحة جزء من ستة

واربعین جزءً من النبوة.

مشکوٰۃ شریف جلد سوم ص ۲۳۳ میں موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اچھا خواب پاک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے لیکن یہ عام مومنین کے لئے ہے نبی کے خواب میں اور اُمتی کے خواب میں فرق ہوتا ہے اُمتی کا خواب غلط بھی ہوسکتا ہے لیکن نبی کا خواب کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

نبی کا خواب بشارت ہے

اُمتی کا خواب بشارت بھی ہے لیکن نفسانی خواہش بھی ہے جبکہ نبی کا خواب صرف بشارت ہوتا ہے۔

نبی کا خواب سچا ہوتا ہے۔

نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔

نبی کا خواب الہام ہوتا ہے۔

نبی کا خواب حقیقت ہوتا ہے۔

نبی کا خواب صداقت پر مبنی ہوتا ہے اور ایک خواب اللہ کے خلیل نے دیکھا۔

خواب کیوں دیکھا

خواب کیوں دیکھا! اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دکھایا قرآن نے اس خواب کے دیکھنے کا بیان فرمایا۔

پہلے واقعہ سُن لیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑھاپے میں دعا کی کہ یا اللہ مجھے بیٹا عطا فرما۔

رب هب لی من الصا لحین

اللہ نے بیٹا عطا فرمادیا بیٹے کا نام آپ نے آسمان اول کے فرشتے کے نام پر اسماعیل رکھا۔

قرآن کہتا ہے۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ

ہم نے خوشخبری سنائی ایک حلم والے بچہ کی،

حضرت اسماعیل علیہ السلام اتنے بڑے ہو گئے کہ آپ کام کرنے لگے باپ کا ہاتھ بٹانے لگے۔

فلما بلغ معهٔ السعی.

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا ایک ایسا خواب

جونہایت عجیب وغریب تھا ایک ایسا خواب جو ظاہراً فطرت کے خلاف تھا ایسا خواب کہ اگر اللہ کے نبی کے علاوہ کسی نے دیکھا ہوتا تو سچا نہ ہوتا لیکن چونکہ یہ خواب خلیل اللہ علیہ السلام دیکھا تھا اس لئے یہ خواب سچا تھا۔

قرآن پاک نے اس خواب کو بیان فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک دن خواب دیکھا لیکن در گذر کر دیا۔

اگلے دن پھر وہی خواب دیکھا در گذر کر دیا۔

اگلے دن پھر وہی خواب دیکھا تو دل کی تاروں نے کہا ابراہیم! کوئی عام بات نہیں ہے اللہ کا امر ہے۔

چنانچہ تین مرتبہ خواب دیکھنے کے بعد یقین ہو گیا کہ اب یہ خواب حقیقت میں تبدیل کرنا ہی پڑے گا۔

خواب آنے کی وجہ

ایک دن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ننھے سے بچے کو گود میں اُٹھایا ہوا ہے اور پیار کر رہے ہیں اوپر اللہ دیکھ رہا ہے۔

میرا خلیل ہے محبت غیر کے ساتھ۔

میرا دوست ہے محبت غیر کے ساتھ۔

میرا محبت ہونے کا دعویٰ اور دل میں بیٹے کی محبت لئے اپنے بیٹے

سے قلبی محبت میں مشغول ہے۔

اللہ نے فرمایا! جبریل!

عرض کی! یارب جلیل۔

فرمایا! دیکھ رہے ہو۔

عرض کی! دیکھ رہا ہوں۔

اللہ نے فرمایا! ٹھیک کرنے دو اسے پیار اب وہ بچہ لڑکپن میں آ گیا باپ کا ہاتھ بٹانے لگا پھر خواب آ گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا اسماعیل کو ہی بلا کر پوچھ لیا جائے۔

فرمایا! اسماعیل۔

عرض کی! جی والدِ محترم۔

فرمایا! اسماعیل! میں نے خواب دیکھا ہے۔

عرض کی! فرمایئے۔

فرمایا! اسماعیل یہ خواب عام خواب نہیں ہے۔

عرض کی! مجھے پتہ ہے کیونکہ آپ اللہ کے نبی ہیں آپ کا خواب عام نہیں ہوسکتا۔

فرمایا! بتاؤں کیا خواب دیکھا ہے؟

عرض کی! بتایئے۔

فرمایا! بیٹا اسماعیل میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔

بیٹے کا جواب!

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چہرے کے کیا تاثرات ہیں لیکن اُنہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چہرے پر سکون و پُر اطمنان پایا تو فرمایا بیٹا اسماعیل کیا خیال ہے؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی۔

قال یا بت افعل ما تو مر ستجد نی

ابا جان! آپ وہ کریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

ابا جان! میں تڑپوں گا بھی نہیں اور آپ مجھے صابرین میں پائیں گے۔

انشاء اللہ من الصا برین

ایک لحہ کیلئے یہیں رُک گئے۔

آپ مجھے صابرین میں پائیں گے

کربلا کا میدان ہے سب ساتھی شہید ہو چکے ہیں امام بھی چلے واقعہ آپ کے سامنے ہے بہت سوں کو جہنم رسید کرنے کے بعد جمعہ کی اذان کان

میں آئی امام نے لڑائی بند کر دی ظالموں نے تیروں تلواروں سے حملہ کیا اور امام گر پڑے شمر لعین آیا اُس نے خنجر سے آپ کو ذبح کیا۔

میں سوچ میں پڑ گیا امام آپ ذبح کیوں ہوئے؟

یزیدی آپ کو پہلے شہید کرتے اور پھر سر انور کاٹ لیتے لیکن! ایسا نہیں ہوا بلکہ امام عالی مقام ذبح ہوئے اور جب شمر لعین خنجر پھیرنے لگا تو آپ نے اپنا چہرۂ انور کعبے کی طرف پھیرا اور سجدہ کی حالت میں ہو گئے۔

اُدھر بیٹا کہہ رہا ہے ابا جان میں تڑپوں کا نہیں اِدھر حُسین علیہ السلام کے گلے پر خنجر چل رہا ہے شہ رگ کٹ رہی ہے خدا کی قسم امام عالی مقام تڑپے نہیں ہاتھ نہیں مارے تڑپے نہیں ہیں میری سمجھ میں نہیں آیا کیوں بہرحال۔

خواب سچ کرلیں

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا! ابا جان مجھے لٹا کر ذبح کر کے اپنا خواب سچ کرلیں۔

پھر کیا تھا باپ اپنے بیٹے کو منیٰ میں لے گیا چھری پاس ہے آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔

قرآن کہتا ہے۔

فلما اسلما و تلهٔ للجبین.

دونوں باپ بیٹے نے گردن بارگاہِ الٰہی میں رضا مندی کی گردن جھکا دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل لٹایا آنکھوں پر پٹی باندھی چھری کو ہاتھ میں پکڑا استقامت بھرے ہاتھ میں چھری کانپی لیکن خدا کا خلیل نہیں کانپا۔

دونوں میں سخی کون ہے؟

حضرت ابراہیم سخی ہیں جن کو ستاسی سال کی عمر میں بیٹا ملا! جواب جوان ہونے لگا ہے تو اب چھری سے ذبح کرنا پڑ رہا ہے۔

ابراہیم سخی ہے۔ جس کو بیٹے کا خیال نہیں۔

جس کو بیٹے کا دھیان نہیں۔

جس کو سہارے کا خیال نہیں۔

یا اسماعیل سخی ہے۔

جو اپنی جان دینے کو تیار ہے۔

جس نے ماں کی محبت کو قربان کر دیا۔

جس نے روح تک قربان کر دینے کا کام کیا۔

اُوپر سے آواز آئی۔

ابراہیم! تو بھی سخی نہیں۔

اسماعیل! تو بھی سخی نہیں۔

پوچھا کیوں! فرمایا! سخی تو میں ہوں۔

انا اسخی منکما.

میں تم دونوں سے زیادہ سخی ہوں۔ اس لئے کہ ابراہیم تیرا بیٹا بھی بچ جائے گا تیرا سہارا سلامت رہے گا پھر بھی خلیل اللہ کے عہدے پر حاکم رہے گا۔

اسماعیل! تو بچ جائے گا تیرا بال بھی نہیں کٹے گا اور پھر ہم تمہیں ذبیح اللہ بنا دیں گے لہٰذا تم دونوں سے زیادہ سخی ہوں۔

ایک عالم ارواح سے ایک ہلکی سی آواز آئی یہ آواز امام حُسین علیہ السلام کی ہے عرض کی! یا اللہ!

میرے لائق کوئی حکم میرا وجدان کہتا ہے اللہ نے فرمایا ہوگا حُسین میرے رسول کے نواسے۔

میرے پیارے کے پیارے۔

میرے محبوب کے محبوب۔

ہم تیری سخاوت کی قدر کرتے ہیں۔

خلیل نے چھری چلائی نہیں چلی ایک مرتبہ دو مرتبہ جب تیسری مرتبہ چلائی تو بھی چھری نہیں چلی خلیل غصہ میں آئے فرمایا اے چھری تو چلتی کیوں نہیں؟

چھری نے کہا! یا اللہ مجھے زبان دو میں تیرے خلیل سے بات کرلوں

اللہ نے زبان عطا فرمائی۔

چھری نے جواب دیا

چھری نے کہا اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی ہیں آپ کی بات ماننا ضروری ہے لیکن جس نے مجھے نہ چلنے کا حکم دیا ہے وہ میرا بھی خدا ہے وہ آپ کا بھی خدا ہے۔

اب میں اُس کے حکم کا انکار کیسے کرسکتی ہوں اس لئے میں نہیں چلی

اللہ تعالیٰ نے جبریل سے کہا جبریل یاد ہے کبھی پہلے بھی قربانی ہوئی ہو۔

عرض کی ! یا اللہ یاد ہے۔

فرمایا ! کب ہوئی۔

عرض کی یا اللہ قابیل نے بھی قربانی کی اور ہابیل نے بھی قربانی کی آپ نے قابیل کی قربانی کو رد فرمادیا اور حضرت ہابیل کی قربانی کو قبول فرمالی تھی۔

ہابیل کا مینڈھا

اللہ نے فرمایا ! جبریل ہابیل نے جس مینڈھے کی قربانی کی تھی

اُس کو پکڑ اور لیجا جا کے ابراہیم کو دے دے کہ اس کو قربان کر دیں۔

ابنِ عباس کی روایت

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ مینڈھا چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا ثبیر پہاڑ سے نمودار ہوا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے ذبح کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان یا ابرا ھیم قد صدقت الر ویا

اے ابراہیم بے شک تو نے سچ کر دکھایا خواب کو

خواب کیسے سچ ہوا؟

سوچ میں پڑ گیا۔

خون نہیں نکلا۔

گردن علیحدہ نہیں ہوا۔

کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔

پھر خواب سچا کیسے ہو گیا۔

آواز آئی! تو سمجھا نہیں! خواب سچا ہوا ہے کیونکہ خواب میں بھی ابراہیم علیہ السلام نے یہی دیکھا تھا کہ وہ اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔

خواب میں بھی اسماعیل کا خون نہیں نکال تھا حقیقت میں بھی

اسماعیل کا خون نہیں خون نہیں نکلا میں سوچ میں پڑ گیا یا اللہ یہ کیسا امتحان ہے

یہ کیسی آزمائش ہے کہ نہ خواب میں خون بہا نہ حقیقت میں خون بہا۔

آواز آئی یہ آزمائش ہی ہے لیکن یہ آزمائش کی ابتداء ہے بنیاد ہے

اس کی تعریف ہم نے آخر پہ آنے والوں کے لئے رکھی!

وترکنا علیه فی الاخرین

اِس کی تعریف ہم نے آخر پہ آنے والوں کے لئے رکھی تو ذہن نے

جواب دیا عشق حسین بولا معاملہ خود بخود سمجھ میں آ گیا جس قربانی کی ابتداء

حضرت ابراہیم نے کی تھی۔

جو خواب حضرت ابراہیم نے دیکھا تھا۔

جو آزمائش ابراہیم علیہ السلام نے قبول کی تھی۔

اس کو آخر پر آنے والوں کے لئے رہنے دیا اللہ فرماتا ہے۔

وفدینہٗ بذبح عظیم ہم نے ذبح عظیم کا فدیہ دے کر اسماعیل علیہ

السلام کو بچالیا۔

حضرت اسماعیل کا فدیہ

کیا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ دنبہ ہوسکتا ہے دنبہ کا خواہ جنت کا ہو یا

پہاڑ کا ہو اللہ کے نبی کا فدیہ نہیں بن سکتا ارے اگر اللہ کا نبی ذبح کر دیا جائے

تو جب تک ستر ہزار انسان قتل نہ ہوں نبی کے خون کی سرخی کم نہیں ہوتی تو نبی کا فدیہ ایک دنبہ کیسے بن سکتا ہے۔

انسان میں کتنی جانیں ہوتی ہیں ایک خواہ نبی ہو اُس میں ایک جان ہے۔

خواہ رسول ہو اُس میں ایک جان ہے۔

خواہ پیغمبر ہو اُس میں ایک جان ہے۔

خواہ ولی ہو اس میں ایک جان ہے۔

خواہ صحابی ہو اس میں ایک جان ہے۔

خواہ نیک ہو اس میں ایک جان ہے۔

خواہ بد ہو اس میں ایک جان ہے۔

تو نبی کی ایک جان پر ستر ہزار جانیں جب تک قربان نہ ہوں اس کی شہادت کا بدلہ نہیں بنتا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدلہ دُنبہ کیسے بن سکتا ہے۔

دُنبہ فدیہ نہیں تھا

عزیزان گرامی ! دنبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ نہیں تھا کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ ہم نے ذبح عظیم کا فدیہ دے کر اسماعیل کو بچالیا اور اس کو یعنی فدیئے کو آخر پر آنے والوں کے لئے رکھ دیا۔

نبی کی ایک جان کا فدیہ اگر عام لوگ ہوں تو ستر ہزار جانوں کا بدلہ بنتا ہے اور بدلہ تب ہوتا ہے کہ نبی شہید ہو جائے تو اگر فدیہ دے کر بچانا ہو اور فدیہ بھی ذبح عظیم کا ہو تو لازم ہے کہ کوئی ایسا نہ یہ ہو جو اسماعیل علیہ السلام کی شان کے مطابق ہو اُن کی شان کی مثل وہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو امام حسین علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچالیا اور وقتی طور پر دنبے کی قربانی ہو گئی لیکن یہ فدیہ کربلا کے میدان میں دیا گیا۔

میں نے کہا! یا حسین! جب آپ کی گردن مبارک پر خنجر چل رہا تھا تو آپ اُف تک نہیں کی کیوں جواب آیا اس لئے کہ میرے جد نے اپنے باپ حضرت ابراہیم سے کہا تھا ابا جان آپ چھری چلائیں میں اُف تک نہیں کروں گا چونکہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوں اس لئے میں اُف تک نہیں کی دوسری بات یہ کہ میں حسین ہوں میں علی کا خون ہوں۔

میں علی کی غیرت ہوں۔

میں رسول کا نواسہ ہوں۔

جنت کی سرداری مجھے یوں ہی نہیں ملی میں نے جنت کی سرداری کو خریدا ہے میں نے جنت کی قیمت ادا کی ہے اس لئے اُف کرنا حُسین کا بنتا ہی نہیں تھا کیونکہ حسین اسماعیل کا فدیہ تھے۔

سمجھ میں نہیں آیا

عزیزان گرامی! خواب خلیل پھر قربان پھر فدیہ دے کر بچالینا سمجھ نہیں آیا۔

ایک اور بات جو حیرت میں اور پریشانی میں بتلا کر دینے والی ہے۔

حیرت میں گم کرنے والی بات

یا اللہ ہم مانتے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام تیرے نبی بھی اور تیرے خلیل اور نبی کے بیٹے ہیں۔

لیکن اِدھر بھی امام حسین ہیں۔

اسماعیل ابراہیم کے بیٹے ہیں۔

حُسین محمد عربی کے نواسے ہیں۔

اسماعیل خلیل کا بیٹا ہے۔

حسین حبیب کا بیٹا ہے۔

کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مقام تیرے نزدیک زیادہ ہے،

جو حُسین علیہ السلام کو قربان کیا جارہا ہے جو حسین کے گھر والوں کو بھی قربان کیا جارہا ہے۔

کیا حُسین کی جگہ اسماعیل علیہ السلام کو ہی قربان کر دیا جاتا تو بہتر

نہیں تھا؟

آواز آئی!

بڑا درد انگیز افسانہ ہے تیرا
میرے نزدیک حُسین کا مقام کم نہیں

حُسین میرے محبوب کا بیٹا بھی اور میرا محبوب بھی ہے۔

حُسین کی رضا میری رضا ہے۔

حسین کی ضیا میں میری ضیاء ہے۔

پھر کیوں؟ اسماعیل علیہ السلام کی قربانی تو اُن سے ہی یا یہ تکمیل تک کیوں نہیں پہنچایا۔

جواب کیا ملا! سناؤں؟

جواب یہ ملا اس کائنات کو ربّ نے اپنے محبوب کے صدقہ سے بنایا ہے۔

آدم پھر علیہ السلام کو بنا کر اپنے محبوب کا نور آدم کی پیشانی میں رکھا آدم سے رحم حوا میں گیا۔

پھر شیث میں آیا شیث سے آگے چلتا ہوا حضرت ابراہیم میں آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رحم حاجرہ بی بی میں آیا جب اسماعیل پیدا ہوئے وہی نور اسماعیل کی پیشانی میں آ گیا۔

ارے جس نور کی کہانی میں نے آگے چلائی تھی وہ نورِ اسماعیل کی

پیشانی میں رہ جاتا اور اُسے ذبح کر دیا جاتا تو محبوب خدا اور حسین علیہ السلام کیسے آتے؟ تو اسی لئے اسماعیل کو بچالیا کہ اسماعیل اس نور کا محافظ تھا۔

اسماعیل اس نور محمدی کا امین تھا چنانچہ ہم نے اسماعیل کو اُس نور کے صدقہ سے بچالیا جس نور سے حسینؓ نے آنا تھا پھر وہ نور آیا حضرت عبداللہ کی پیشانی میں۔

ایک حیرانی والی بات ہے۔

اسماعیل علیہ السلام بھی فدیہ سے قربان ہونے سے ذبح گئے حضرت عبداللہ بھی سو اونٹ کے فدیہ سے قربان ہونے سے بچ گئے لیکن میرے رسول نے فرمایا۔

انا ابن الذبیحین

میں دوذبیحوں کا بیٹا ہوں

سو اونٹوں کے عوض

یہاں ایک بات اور قابل غور یہ بات سب مانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ علیہ السلام سو اونٹوں کے عوض قربان ہونے سے بچے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سو اونٹوں کو قربان کیا۔

عرب میں سو اونٹوں کی اُس وقت کتنی قیمت ہوگی اُس وقت اُونٹ کی اہمیت تمام اشیاء اور مویشیوں میں سے زیادہ تھی۔

کروڑوں روپے آج کے حساب سے بنتے ہیں اور اُن کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ غریب تھے اپنے بچوں کی صحیح پرورش نہیں کر سکتے یہ بالکل بکواس بات ہے۔

حقیقت ہے کہ حضرت عبدالمطلب اربوں پتی تھے اس لئے اپنے بچے کو بچانے کے لئے سواونٹوں کی قربانی کا فدیہ دے دیا۔

تو میں عرض کر رہا تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام بچ گئے کیسے بچ گئے فدیہ دے کر۔

عزیزان گرامی! فدیہ جو قربانی کے عوض فدیہ دیا جاتا ہے وہ قربانی دینے والا خرید کر فدیہ دیتا ہے جیسے حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کا فدیہ دیا،

لیکن اُدھر جنت سے دنبہ آ گیا یا ثبیر پہاڑ سے دُنبہ آ گیا مجھے کوئی مولوی بتائے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بازار سے دنبہ خرید کر فدیہ کے طور پر قربانی کی؟

کوئی مولوی یہ بات ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ فدیہ تو ہوا ہی نہیں فی الحال قربانی ملتوی ہوگئی اور دنبہ ذبح کر دیا گیا۔ اقبال کہتے ہیں۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
انتہا اس کی حسین ابتداء ہیں اسماعیل

اورخواب خلیل سچا ہو گیا۔

خواب سچا ہو گیا

قد صدقت الر ویا

تحقیق خواب خلیل سچا ہو گیا اور اس کی تعبیر کر بلا کے میدان میں پوری ہو گئی۔

ذبح عظیم کی ہوئی تکمیل آپ پر
ذوق منیٰ کا حاصل مصدر حسین ہیں

اللہ کا فرمان پیش کر کے اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا۔

فو عزتی و جلالی لو ان جمیع الملائکة
حملوا علیٰ اعناقھم فداء له لما کان
مکافاة لقوله ﴿یا ابت افعل ما تومر﴾

پس مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر سارے کے سارے فرشتے اکٹھے ہو اپنی گردنوں پر بطور فدیہ ایک ایک مینڈھا اُٹھا لیں تو حضرت اسماعیل کے قول کا دف یہ نہیں ہو سکتا۔

﴿درۃ الناصحین جلد دوم ص ۱۹۷﴾

ارے جن کے قول کا بدلہ نہیں ہے اس ذات کا فدیہ مینڈھا کیسے ہو سکتا ہے۔

واخر دعو نا ان الحمد للہ رب العالمین

فہرست کتب چشتی کتب خانہ

تقاریر کی کتب		تقاریر کی کتب	
حسن نقابت 2 جلد	-560	اکرم رضوی کی تقریریں	-90
اسرار خطابت 4 جلد	-570	خواتین کی محفل میلاد	-200
شان خطابت	-225	صاحبزادہ فیض الحسن کی تقریریں	-90
خُطبات ہاشمی میاں	-90	**رُباعیات**	
ہاشمی میاں کی تقریریں	-90	مدینے دے پُھل	-24
ربانی کی تقریریں اول دوم	-180	صائم دے دوہڑے	-24
سلطانی کی تقریریں	-90	ابر دیاں رُباعیاں	-24
قاری محمد دین نعیمی کی تقریریں	-90	ساجد دیاں رُباعیاں	-24
صاحبزادہ افتخار الحسن کی تقریریں	-75	ناصر دیاں رباعیاں	-24
سید شبیر شاہ کی تقریریں	-120	جمیل دیاں رباعیاں	-24
سید فدا حسین شاہ کی تقریریں	-90	صدف دیاں رُباعیاں	-24
سعید احمد اسعد کی تقریریں	-120	اجمل دیاں رباعیاں	-24
سعید احمد مجددی کی تقریریں	-120	سردار دیاں رباعیاں	-24
خطبات مختار شاہ	-100	مدنی دیاں رباعیاں	-24

نثار دیاں رباعیاں -24

فہرست کتب چشتی کتب خانہ

حضرت علامہ صائم چشتی کی تحقیق کتب وتراجم

مشکل کشاء	40-	روضۃ الشہداء مجلّد	400-
ایمان ابی طالب	400-	خاتون جنت	75-
البتول	200-	**علامہ صائم چشتی کی نعتیہ کتب**	
شہید ابن شہید مجلّد	300-	ارمغان مدینہ	66-
گیارہویں شریف	225-	فردوس نعت	60-
المدد یارسول اللہ	120-	شاہ خوباں	75-
پُھل تے کنڈے	150-	طٰہٰ تے یٰسین	75-
تفسیر کبیر 4 جلد	800-	جان بہار	66-
تفسیر خازن	400-	رحمت دا خزانہ	66-
فتوحات مکیہ	900-	جان کائنات	66-
ریاض النضرہ	500-	حُسن کائنات	66-
شرف سادات عربی اردو	200-	شان کائنات	66-
خصائص علی عربی اردو	75-	روح کائنات	66-
والدین مصطفیٰ عربی اردو	75-	یا محمدؐ	24-
ہدیۃ المہدی عربی اُردو	150-	مدینہ نگینہ	24-

کنز العمال

تقریری نکات

تذکرہ خلفائے راشدین

احوال القبور

تعلیمات رضا

کلام حضرت سلطان باہو

کلام میاں محمد بخش

دوکان نمبر ۲ ۔ دربار مارکیٹ لاہور
Voice 042-7249515
Mobile 0300-4306876